نظرِ بد، جادو، حسد

برائے فتاوی

فتاوی کمیٹی کبار علمائے حرمین شریفین المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا سعید الرحمن ہزاروی
نظر ثانی: حافظ عبداللہ سلیم

نظرِبد، جادو، حسد
برائے
فتاویٰ
فتاویٰ کمیٹی کبار علمائے حرمین شریفین المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان
ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا سعید الرحمٰن ہزاروی
نظر ثانی: حافظ عبداللہ سلیم
مکتبہ بیت السلام
لاہور رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
ریاض
Tel: 042-37361371 Mob: 0321-9350001

فہرست

عرضِ ناشر

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس پر عمل پیرا ہو کر ہر انسان اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو سنوار سکتا ہے اور جو بھی اس راستے سے ہٹ جاتا ہے، دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

یہ دینِ اسلام کی سنہری اور ابدی تعلیمات ہی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے اور دوسروں کے مصائب و تکالیف کو ختم کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ دوسروں سے حسد اور نفرت و عداوت کی بنا پر ایسے تکلیف دہ اعمال اور عادات اپنا لیتے ہیں جو ان کی زندگی کے لیے بھی مہلک اور دوسروں کے لیے بھی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔

حسد، نظرِ بد اور جادو بھی ایسے اعمال ہیں، جو دوسروں کے ساتھ ساتھ انسان کے اپنے لیے بھی تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتے ہیں۔ درحقیقت حسد اور عداوت ایسے احساسات ہیں جن میں سب سے پہلی برائی یہ ہے کہ یہ اللہ کے فیصلوں اور تقدیر پر اعتراض کا نتیجہ ہیں، جس کی بنا پر اللہ بھی ایسے اعمال سے نفرت کرتا ہے اور اس پر عمل کرنے والوں پر اس کا غضب نازل ہوتا ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے تمام مکروہ اعمال اور جذبات سے دور رہیں جو رب تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں انسانی معاشرے کے لیے مہلک تین اسباب پر تفصیلی

روشنی ڈالی گئی ہے، تا کہ ہر شخص ان سے اجتناب کرے اور معاشرے کے لیے ایک مفید فرد بن کر رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر ان شیطانی جذبات اور اعمال کا سہارا لے اور گمراہی کا شکار ہو جائے۔

اس کتاب میں عالمِ اسلام کے کبار علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کے فتوی جات اور تحریرات کی روشنی میں مذکورہ بالا مسائل پر گفتگو کی گئی ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں حسد، نظرِ بد اور جادو کے متعلقہ مباحث بیان کیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے علم وعمل میں اضافے کا سبب بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مولف اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کی تکمیل میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لیے اسے بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی (ایم۔اے)

مدیر مکتبہ بیت السلام لاہور۔ ریاض

باب اول
حسد اور
نظرِ بد

حسد

یہ باب "نَصَرَ" سے مصدر ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: کسی کی نعمت کے زوال اور خود اپنے لیے اس کے حصول کی تمنا کرنا۔

اصطلاح میں بھی حسد اسی مذکورہ معنی پر بولا جاتا ہے۔

حسد کے اسباب:

انسان کی فطرت ہے کہ وہ تمام انسانیت سے اپنے آپ کو برتر دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اگر کسی کے پاس ایسی چیز دیکھتا ہے جو اس کے پاس نہیں تو آرزو کرتا ہے کہ وہ چیز اور نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے یا کم از کم میرے پاس بھی وہی چیز ہو اور ہم دونوں ہم پلہ ہو جائیں۔

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں حسد کے سات اسباب ذکر کیے ہیں:

1. عداوت اور بغض: حسد کے اسباب میں سے عداوت سب سے سخت ہے۔ ایسا شخص جسے کوئی دوسرا کسی بنا پر کوئی تکلیف پہنچا دے یا بوجوہ مخالفت کرے تو اس کے دل میں اس کے خلاف بغض انگڑائیاں لینا شروع کر دیتا ہے اور اس کے دل میں کینہ راسخ ہو جاتا ہے اور کینہ انتقام کا مقتضی ہے۔ اگر انسان خود اس سے انتقام نہ لے سکے تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے انتقام لیں۔
2. فخر: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی بڑھتی ہوئی شان انسان کو گراں گزرے۔ جب انسان کے ہم پلہ و ہم منصب اور ہم مثل علیک سلیک، علم

یا مال میں اس سے فائق ہو جائیں تو اس کو خطرہ لاحق ہو جائے کہ اب میری وقعت کم ہو جائے گی تو یہ اس سے حسد کرنے لگتا ہے، اس کا مقصد تکبر نہیں ہوتا، بلکہ مذکورہ شخص سے اپنا دفاع کرنا ہوتا ہے، بلکہ مذکورہ شخص کے مساوی ہونے پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔

3 تکبر: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور باقی لوگوں کو اپنے سے حقیر جانے، ان سے کام اور خدمت کروائے، انھیں اپنا ماتحت جانے اور ان سے اپنے اغراض میں متابعت کی توقع رکھے۔ یہی تکبر کفار کا رسولِ کریم ﷺ سے حسد کا سبب بنا کہ انھوں نے کہا: ایک یتیم بچہ کیسے ہم پر فوقیت حاصل کر لے اور ہم اس کے سامنے اپنے سر خم کر دیں؟ اسی بنا پر انھوں نے کہا:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ﴾
[الزخرف: ٣١]

''اور انھوں نے کہا: یہ قرآن ان دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا؟''

4 تعجب: اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ جب رسولوں نے اپنی رسالت کے بارے میں بتایا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ازروئے تعجب کہنے لگے:

﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ [یٰسٓ: ١٥]

''وہ کہنے لگے: تم ہم جیسے بشر ہی تو ہو۔''

ایسے ہی انھوں نے کہا:

﴿اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾ [المؤمنون: ٤٧]

”کیا ہم اپنی ہی طرح کے دو انسانوں پر ایمان لائیں۔“

﴿وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾ [المومنون: ٣٤]

”اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم اس وقت خسارہ پانے والے ہوگے۔“

انھوں نے تعجب کیا کہ ہم جیسا ایک بشر مرتبۂ رسالت و نبوت پر فائز ہو جائے اور اسے اللہ کا قرب اور وحیِ الٰہی کی سعادت نصیب ہو، اس بنا پر انھوں نے رسولوں سے حسد کیا اور چاہتے تھے کہ ان سے نبوت چھن جائے، تاکہ ان جیسا ہی ایک شخص ان پر فائق نہ ہونے پائے۔

5 مقاصد کے فوت ہو جانے کا خوف: اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصود ایک ہو اور اس کو حاصل کرنے والے دو ہوں۔ ان دونوں میں سے ہر شخص اپنے مدِمقابل سے ہر اس نعمت پر حسد کرتا ہے جو مقصود کو حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو، جیسے ایک شخص کی دو بیویاں آپس میں حسد کرتی ہیں۔ ایسے ہی والدین کی نظر میں مقام حاصل کرنے کے لیے بھائیوں کی آپس میں کشمکش اسی زمرے میں شامل ہے۔

6 اپنے لیے سرداری اور عزت کی طلب: جیسے ایک آدمی چاہتا ہے کہ وہ کسی فن میں بے مثل و عدیم النظیر ہو جائے اور لوگ اس پر اس کی تعریف و مدح سرائی میں رطب اللسان ہوں۔ اسی لیے جب وہ دنیا میں کسی کے بارے میں سنتا ہے کہ وہ بھی میرے والے فن میں مہارتِ تامہ رکھتا ہے تو یہ چیز اس کو بری لگتی ہے اور یہ شخص اس کی موت یا اس فن کے چھن جانے کی خواہش کرتا ہے۔

7 بخیلی اور لوگوں کی حسنِ حالت پر کڑھنا: آپ دیکھیں گے کہ ایک آدمی کا

ریاست وطلبِ مال میں کوئی تعلق نہیں، جب اس کے سامنے کسی بندے کی اچھی حالت کا ذکر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ نعمت کی ہے تو یہ بات اس پر گراں گزرے گی۔ جب لوگوں کی تکالیف، اضطراب اور مقاصد میں ناکامی کا ذکر ہوگا تو یہ خوش ہوگا۔ یہ شخص ہمیشہ دوسروں کے لیے غیر آسودگی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو نعمتیں کی ہیں، ان سے بخل کرتا ہے، گویا لوگ وہ نعمتیں اس کی ملکیت اور خزانے سے حاصل کر رہے ہیں!!

حسد کی اقسام:

امام نووی رحمہ اللہ نے ''شرح صحیح مسلم'' میں حسد کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

1. حقیقی: یعنی انسان کسی صاحبِ نعمت سے اس کی نعمت کے زوال کی تمنا کرے۔
2. مجازی: صاحبِ نعمت کی نعمت جیسی نعمت کی تمنا رکھے، مگر صاحبِ نعمت سے اس کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ رکھے، اس کو ''رشک'' کہتے ہیں۔

حسد کے مراتب:

حسد کے چار مراتب ہیں:

1. حاسد، محسود سے زوالِ نعمت کا آرزومند ہو، اگرچہ وہ نعمت حاسد کو میسر نہ بھی آئے۔ حسد کا یہ درجہ انتہائی خباثت پر مشتمل ہے۔
2. حاسد خواہش کرے کہ محسود کے پاس جو نعمت ہے وہ اس سے چھن جائے اور مجھے میسر آ جائے، کیوں کہ حاسد اس نعمت کا طالب ہے اور اسے پسند کرتا ہے۔ جیسے کسی کا اچھا گھر دیکھ کر خواہش کرے کہ یہ گھر میرا ہو جائے اور جس کے پاس ہے اس سے چھن جائے یا کسی سے خوبصورت بیوی اور مال و دولت وغیرہ دیکھ کر چاہے کہ یہ سب کچھ مجھ کو مل جائے۔

3 حاسد، محسود کی وہی نعمت حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا، بلکہ چاہتا ہے کہ اس جیسی نعمت مجھے بھی مل جائے، اگر وہ اس نعمت جیسی نعمت حاصل نہیں کر سکتا تو پھر صاحبِ نعمت سے حسد کرنے لگتا ہے، تا کہ اس نعمت کی وجہ سے اسے جو برتری وفوقیت حاصل ہوئی ہے، وہ ختم ہو جائے۔

4 رشک: انسان اپنے لیے کسی صاحبِ نعمت جیسی نعمت کی خواہش کرے، مگر صاحبِ نعمت سے زوال کی تمنا نہ کرے۔ حسد کا آخری مرتبہ اگر دنیاوی اعتبار سے ہے تو اس پر کوئی باز پرس نہیں، اگر دینی اعتبار سے ہے تو پھر اچھا اور مندوب ہے، ایسی خواہشات ہونی چاہییں۔

حسد کا تیسرا مرتبہ جو مذکور ہے، مذموم بھی ہے اور غیر مذموم بھی، دوسرا اس سے ذرا خفیف ہے اور پہلا مذمومِ محض ہے۔ بہرحال حسد کا آخری مرتبہ جسے رشک سے تعبیر کیا گیا ہے، اس میں توسیع ہے، لیکن اس کو مذموم ہی کہیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ [النساء: ٣٢]

''اور تم اس مقام و مرتبے کی خواہش نہ کرو جس کے باعث اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس نعمت جیسی نعمت کی تمنا تو مذموم نہیں، مگر خاص اسی نعمت کی تمنا قابلِ مذمت ہے۔

حسد کا شرعی حکم:

حقیقی حسد (غیر سے زوالِ نعمت کی تمنا) بالاجماع حرام ہے، کیوں کہ یہ حق تعالیٰ پر اعتراض، اس کی مخالفت، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کام میں رخنہ ڈالنا اور

جس پر اللہ نے فضل کیا ہے، اس سے فضل کو زائل کرنا ہے۔ حقیقی حسد کی حرمت پر کتاب وسنت سے اور عقلی دلائل موجود ہیں۔

1 قرآن سے دلیل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ٥]

''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حسد بری چیز اور حرام ہے، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر (حسد) سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ حاسد کا شر بہت زیادہ ہے۔ کوئی شر تو غیر کسبی ہے، جیسے نظرِ بد لگانا اور کوئی کسبی، جیسے کسی سے بھلائی کو معطل کر دینا اور لوگوں کے مابین کسی کی تنقیص کرنا۔ بسا اوقات حاسد حسد میں آ کر محسود کے خلاف بد دعا بھی کرنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم نے دیا ہے، اس کے بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔

امام قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''اس سے بذاتِ خود اور شر سے پناہ مانگنا مراد ہے۔''

دوسروں نے کہا ہے:

''اس آیتِ کریمہ میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ جن یہودیوں نے آپ ﷺ سے حسد کیا، ان کے حسد سے پناہ مانگیں، یعنی صرف یہودیوں کے شر سے پناہ، جب کہ درست بات یہ ہے، جیسا کہ طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ

کو حکم دیا گیا کہ ہر حاسد کے شر سے، جب وہ حسد پر اتر آئے، اس سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ آیت میں کسی حسد کی تخصیص نہیں کی، بلکہ اسے اس کے عموم پر ہی رکھا ہے، اس لیے ہر حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''حاسد رب تعالیٰ کی نعمت کا دشمن ہے۔''

بعض حکما کا قول ہے:

''حاسد پانچ وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو دعوتِ مبارزت دیتا ہے:

① وہ ہر اس نعمت کو ناپسند کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو عطا کرے۔

② وہ تقدیر پر ناخوش ہے، گویا وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے ایسی تقدیر کیوں بنائی؟!

③ اللہ تعالیٰ کے کام کی مخالفت کرتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسے چاہے عطا کرتا ہے، لیکن یہ بخل کرتا ہے کہ اللہ اپنا فضل میرے علاوہ کسی کو نہ دے۔

④ اولیاء اللہ کو ذلیل کرتا یا ذلیل کرنا چاہتا ہے اور ان سے نعمت کے زوال کا خواہاں ہے۔

⑤ اپنے دشمن ابلیس کی مدد کرتا ہے۔

2 حرمتِ حسد پر حدیث سے دلیل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوِ الْعُشْبَ))[1]

''حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑیوں یا گھاس کو۔''

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٠٣) اس کی سند میں مجہول راوی ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

③ عقلی دلائل: حاسد قابلِ مذمت ہوتا ہے۔ حاسد مجالس میں سوائے ندامت کے کچھ نہیں پاتا، فرشتوں کے ہاں لعنت وبغض، خلوت وتنہائی میں کڑھنا اور جلنا، آخرت میں غم اور جلن اور اللہ تعالیٰ سے بعد و ناراضی ہی پاتا ہے۔

کافر یا فاسق کو عطا شدہ کسی ایسی نعمت پر حسد کرنا، جس سے وہ کفر و معاصی والے کام کرتا ہے، حرام نہیں ہے۔

جہاں تک رشک کا تعلق ہے تو یہ اطاعت کے کاموں میں محمود، معصیت کے کاموں میں مذموم اور جائز کاموں میں مباح ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''دو آدمیوں پر رشک جائز ہے: ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت سے نوازا، وہ قرآن مجید کو دن رات پڑھتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، وہ اپنا مال دن رات اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔''[1]

حسد کا علاج:

امام غزالی نے ''احیاء العلوم'' میں ذکر کیا ہے کہ حسد دل کی عظیم امراض میں سے ہے۔ دل کے امراض کا علاج صرف علم و عمل ہی سے ہوسکتا ہے۔ علم کے ذریعے حسد کا علاج اس طرح ممکن ہے کہ انسان جان لے کہ حسد دین و دنیا میں صرف حاسد کے لیے ہی باعثِ ضرر ہے، اس کے حسد سے محسود کا دینی یا دنیاوی کوئی نقصان نہیں ہے۔

حاسد کا دینی نقصان یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے سے ناخوش ہوتا ہے اور

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨١٦)

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے درمیان تقسیم شدہ نعمت کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ خفی، جو اس نے بندوں کے مابین قائم کی ہے، اس سے ہٹ جاتا ہے اور ایسا کرنا توحید کے منافی اور عظیم جرم ہے اور ایمان کی آنکھ میں تنکا ہے۔ دین میں یہ دو جرم ہی کافی ہیں۔

حاسد کا دنیاوی نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے حسد کی بدولت ہر وقت تکلیف والم اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے اور غم واندوہ کے بادلوں کا سایہ اس پر قائم رہتا ہے۔ جب کہ وہ جن سے حسد کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے حسد کی بدولت ان سے اپنی نعمتیں چھینتا نہیں، بلکہ وہ ان پر نعمتوں کی بارش جاری رکھتا ہے اور یہ ان پر جب کوئی نعمت مزید دیکھتا ہے تو اس کے دکھ درد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کا سینہ تنگ اور دل مغموم رہتا ہے۔

اس کے برعکس محسود (جس سے حسد کیا جا رہا ہے) کا دینی یا دنیاوی کوئی نقصان نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کے حسد کی بنا پر اللہ تعالیٰ دوسرے شخص سے نعمت کو نہیں چھینتا، بلکہ جو نعمت اس کے مقدر میں ہے وہ اسے ضرور ہی مل کر رہتی ہے۔ اس مقدرہ نعمت کو کوئی چیز روک نہیں سکتی، جب کہ بوجہ حسد، محسود کو نہ دنیا میں کوئی ضرر ہے نہ آخرت میں کوئی وبال، لیکن دین و دنیا میں جو وہ نفع نعمتوں سے حاصل کر رہا ہے، وہ واضح ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دل سے حسد کو نکال دینا بالکل ممکن نہیں، بلکہ دل میں اپنے مخالفین کے متعلق کچھ نہ کچھ میل ضرور رہتی ہے۔''

نیز امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہر شخص کے اپنے دشمنوں کے متعلق تین احوال ہوتے ہیں:

1 وہ فطرتاً انھیں پریشان دیکھنا چاہتا ہے اور ان کے لیے اچھائی کو پسند نہیں کرتا، بلکہ انھیں خوش حال دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ خوش حالی ان سے ختم ہو جائے۔ یہ حسد معاف ہے، کیوں کہ یہ انسان کے اختیاری معاملات میں نہیں۔

2 اپنے مخالف کو پریشان دیکھ کر زبان سے یا عمل سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے، یہی وہ حسد ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

3 تیسری حالت مذکورہ دونوں حالتوں کے بین بین ہے، یعنی ان کی خوش حالی سے ناخوش ہوتا ہے اور دل کو مسرور کرتا ہے، لیکن زبان و اعضا سے خوشی کا اظہار نہیں کرتا۔

تیسری حالت کے حکم میں اختلاف ہے۔ ظاہر بات یہی ہے کہ گناہ گار ہوگا، لیکن گناہ مخالف کی غمی پر خوش ہونے کی مقدار پر منحصر ہے، اگر خوشی زیادہ ہے تو گناہ بھی زیادہ اور خوشی کم ہو تو گناہ بھی کم۔

حسد زدہ کا علاج:

علاج سے مراد یہاں علاجِ نبوی ہے، اس کی کئی انواع ہیں:

1 کثرت سے تعوذ (أعوذ باللّٰہ) پڑھنا، ایسے ہی معوذتین، سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی کی تلاوت بہ کثرت کرنا اور ان دعاؤں کا ورد جاری رکھنا جو نبی کریم ﷺ بطور تعوذ پڑھا کرتے تھے، جیسے درج ذیل دعا ہے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) [1]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (۷۰۵۳)

''اللہ کے ان کلماتِ تامہ کے ساتھ، میں پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے خدا نے پیدا کیا۔''

2 دم: جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو دم کیا تھا:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))[1]

''اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر جان اور نظرِ بد کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام سے میں تجھے دم کر رہا ہوں۔''

ایسے ہی برکت کی دعا دی جائے، جس سے انسان حاسد کے حسد سے بچ جائے، جیسے انسان کسی اچھی چیز کو یا اپنے بھائی کی کسی نعمت کو دیکھ کر ''ما شاء اللّٰه لا قوة إلا باللّٰه'' پڑھ دے۔

جیسا کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ حدیث ہے جسے ابوامامہ نے اپنے والدِ محترم سے نقل کیا ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''جب کوئی اپنے بھائی کی خوش کن چیز کو دیکھے تو اس کے لیے برکت کی دعا کرے۔''

ایسے ہی انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

''جس نے کوئی ایسی چیز دیکھی جو اسے اچھی لگتی ہے اور اس نے ''ما شاء اللّٰه لا قوة إلا باللّٰه'' کہہ دیا تو اس کو کوئی نقصان نہیں دیا۔''

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ کسی خوش کن چیز کو دیکھتے یا کسی باغ میں داخل ہوتے تو ''ماشاء اللّٰه لا قوة إلا باللّٰه'' پڑھتے۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸٦)

حسد کی مذمت:

اے بندگانِ خدا! تکمیلِ ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جو چیز اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، وہ اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))[1]

''تمھارا کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

اس لیے اے مسلم! تو اپنے بھائی کے لیے ایمان، استقامت، صحت، عافیت، کشادگیِ رزق، نعمتِ اولاد اور راحتِ نفس پسند کیا کر، کیوں کہ وہ تیرا مومن بھائی ہے۔ مذکورہ بالا تمام اشیا تو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو اپنے مومن بھائی کے لیے بھی پسند کیا کر اور ہر وہ چیز جسے تو اپنے لیے پسند نہیں کرتا، اپنے بھائی کے لیے بھی ایسا ہی سوچ۔ اللہ تعالیٰ جسے مذکورہ سوچ کا مالک بنا دے تو یہ اس کے کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

اپنے بھائی کے بارے میں اچھی سوچ رکھنا عمدہ اخلاق ہے۔ اس کے برعکس و متضاد برا اخلاق اپنے بھائی کے بارے میں اپنے نفس میں حسد رکھنا ہے۔ حسد کی اللہ تعالیٰ نے مذمت بیان کی ہے اور رسولِ کریم ﷺ نے بھی حسد سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ یہی وہ حسد ہے جو بھائی سے زوالِ نعمت کی تمنا پر ابھارتا ہے۔ خواہ حاسد کو وہ نعمت میسر ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ جو شخص دوسروں سے زوالِ نعمت کا متمنی ہو تو وہ ان کے لیے مرض، فقر، تنگ دستی، غم، معصیت، خطا اور

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث (۱۳) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۴۵)

نقص کو پسند کرتا ہے اور ان کے نقصان وغم پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔

حسد جیسا مذموم اخلاق اللہ کے دشمن یہود کا اخلاق ہے، بلکہ ان سے بھی پہلے ابلیس کا شیوہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، ان میں روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان لعین کو حسد آ گیا اور کہنے لگا:

﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ [الأعراف: ١٢]

''میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

جب ابلیس لعین کو تکبر اور حسد نے سجدہ کرنے سے روک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

یہودیوں نے، اللہ تعالیٰ تا قیامت ان پر مسلسل لعنت کا نزول کرے، نبی کریم ﷺ اور عربوں سے اس بنا پر حسد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں خیرِ کثیر سے نواز دیا ہے۔ ورنہ وہ نبی کریم ﷺ کی صفات و اوصاف کو بالکل ایسے ہی پہچانتے تھے، جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾

[البقرة: ١٤٦]

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس (رسول) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔''

ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ نبی ہے ہی نہیں، جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان کے انکارِ رسالت کا سبب صرف ان کا حسد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ [البقرة: ١٠٩]

''اہلِ کتاب میں سے بہت سے یہ چاہتے ہیں کاش کہ وہ تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں پھیر کر کافر بنا دیں، اپنے دلوں میں حسد کرتے ہوئے، اس کے بعد کہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا۔''

حسد کی بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس نعمتِ دین سے دور کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النساء: ٥٤]

''کیا وہ اس پر لوگوں سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے؟''

ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے اور آپ کی امت سے اس دین کی وجہ سے، جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی کی اور اسے ہمارے لیے پسند کیا اور مکمل و اکمل بنایا، حسد کیا۔ ایک یہودی امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا: تمھاری کتاب میں ایک آیت ہے، اگر وہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس کے نزول والے دن کو عید بنا لیتے۔ امیر المومنین نے پوچھا: کون سی آیت؟ اس نے کہا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة: ٣]

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔''

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے یہ آیتِ کریمہ کہاں اور کس دن نازل ہوئی۔ یہ آیتِ کریمہ نبی کریم ﷺ پر عرفہ کے دن جب آپ ﷺ وہاں کھڑے تھے، نازل ہوئی۔ یہودی ہم سے ہمارے جمعے کی وجہ سے بھی حسد کرتے ہیں اور ہمارے امام کے پیچھے آمین کہنے سے بھی ان کو بہت چڑ ہے۔ وہ اس امت سے ہر بھلائی و خیر ملنے پر حسد کرتے ہیں۔

اللہ نے ان کے مکر و فریب سے مسلمانوں کو بچنے کی تاکید کی ہے۔ جب ان ظالموں نے اوس وخزرج کے اتفاق واتحاد کا نظارہ کیا تو ان کے پیٹوں میں مروڑ پڑ گئے اور ان کے اتحاد کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ انھوں نے بعض بندے سدھائے اور کہا کہ اوس وخزرج کی مجالس میں جا کر ان کو "جنگِ بعاث" یاد کرواؤ اور جنگِ بعاث میں جو خون ریزی ہوئی ہے، اس کا ذکر چھیڑ دیا کرو۔ اس حربے کو استعمال کرنے سے ہوسکتا ہے ان کی وحدت کا شیرازہ بکھر جائے۔

ایک شیطان صفت اوس وخزرج کی مجلس میں آ کر جنگِ بعاث کا ذکر اور اس میں خون ریزی کا تذکرہ کرتا رہا، حتیٰ کہ اوس اور خزرج آپس میں گتھم گتھا ہونے کو تھے اور اسلحہ تھامنے کو تیار تھے۔ جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کہا: او مسلمانو! میری موجودگی میں تم جاہلیت کے کام پر ابھر آئے ہو؟ آپ ﷺ ان کو سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈے ہو گئے اور سمجھ گئے کہ یہ سب یہودیوں کی سازش ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات نازل فرمائیں:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ

بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۰۰،۱۰۳]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اہلِ کتاب کے ایک فریق کی بات مانو گے تو وہ تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں کافر بنا کر چھوڑیں گے اور تم کیسے کفر کرسکتے ہو جب کہ تمھیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تمھارے اندر اس کا رسول (موجود) ہے؟ اور جو شخص اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لے تو اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت مل جاتی ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے اس طرح ڈرو، جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو اور تم اپنے آپ پر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اس نے تمھارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کے احسان سے بھائی (بھائی) بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، پھر اس نے تمھیں اس میں گرنے سے بچا لیا، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمھارے لیے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے شاید کہ تم ہدایت پاؤ۔“

اے مسلمان! حسد ایک مسلمان کا شیوہ نہیں، بلکہ یہودیوں کی خصلت ہے، اس لیے مسلمانوں کو حسد جیسے مذموم مرض سے دور رہنا چاہیے۔ ایک مسلمان حسد کی بیماری سے دور رہ سکتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائے اور اللہ کی صفت حکیم وعلیم کو صحیح معنوں میں مان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے بعض لوگوں کو تونگر اور بعض کو تنگ دست بنا دیا، کچھ کو عالم تو کچھ جاہل، کوئی تابع تو کوئی متبوع، یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ [الأنبياء: ٢٣]

''وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی بابت اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا، جبکہ ان (لوگوں) سے باز پرس کی جائے گی۔''

محترم قارئین! شیطان لعین ہمارے سینے میں کینہ وبغض پیدا کرتا ہے اور شبہات کو جگہ دیتا ہے۔ کسی مسلمان بھائی کو خوش حالی میں دیکھ کر ہمارے دلوں میں اس کی خوش حالی کو چھیننے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اس لیے اس کی چالوں سے بچنا چاہیے اور کسی بھائی کو نعمتِ الٰہی میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے فضل وکرم مانگنا چاہیے اور حسد سے بچنا چاہیے، بلکہ اپنے بھائی کے لیے بھی ایسی ہی نعمت پسند کرنی چاہیے، جیسی انسان اپنے لیے کرتا ہے۔ ہمارے نبیِ مکرم ﷺ نے بھی ہمیں فرمایا:

((لَا تَحَاسَدُوْا)) [1] ''آپس میں حسد نہ کرو۔''

کیوں کہ حسد زیادتی وظلم اور بغاوت ہے اور حاسد اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر تہمت لگاتا ہے۔ نبیِ کریم ﷺ نے حسد کے برے آثار بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

''حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے، جیسے آگ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٦٩٥)

لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“[1]

ارے مسلم! جب تو کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو دیکھے تو جان لے کہ اللہ حکیم وعلیم نے اسے اس نعمت سے نوازا، اس پر احسان کیا اور مذکورہ نعمت کو اس کے مقدر میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اعتراف کیا کر اور اس سے ہی فضل و رحمت اور کرم کا سوال کیا کر، نہ کہ اپنے بھائی سے مذکورہ نعمت پر حسد۔ یہ کبھی سوچ نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے غنی کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھلائی سے کیوں نوازا؟ اسے تو فقیر ہونا چاہیے تھا؟ اللہ تعالیٰ بڑا حکیم ہے، احکم الحاکمین ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ ایک شخص کو غنی کرنے میں کیا حکمت ہے؟ وہی بعض اشخاص کو سرداری وتونگری اور بعض کو فقیری میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ اپنی حکمت، عدل اور رحمت سے جو چاہے کرے، اسے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ [الأنبياء: ٢٣]

”وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی بابت اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا، جبکہ ان (لوگوں) سے باز پرس کی جائے گی۔“

حسد ہمیشہ انسان کو عداوت، بغاوت اور ظلم پر برانگیختہ کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے مسلمان بھائی پر افترا بازی، تہمت لگانے اور اسے نقصان وضرر پہنچانے پر آجاتا ہے اور وہ اسے بذریعہ سب وشتم، ظلم وستم کا نشانہ بناتا ہے۔ اس حسد کی وجہ سے انسان اپنے بھائی کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کے بارے ایسی گفتگو کرتا رہتا ہے جو دونوں کے شایانِ شان نہیں ہوتی۔ اس لیے ایک مسلمان کو حسد سے بچنا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر رضا مند ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حسد سے پناہ مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٠٣)

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ۱-۵]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

اللہ ہمیں حسد سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین

حاسد انسان ہمیشہ غموم و ہموم کے بادلوں کے سائے میں رہتا ہے۔ ہر وقت دل میں کڑھتا رہتا ہے اور حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ جب کبھی وہ لوگوں پر انعام و اکرام دیکھتا ہے تو اس کے غم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشی کا صرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے کہ لوگ پریشانی و غم میں مبتلا ہوں، لیکن جب یہ خبر سنے کہ فلاں کے حالات سازگار ہو گئے، فلاں کامیاب ہو گیا، فلاں کو اللہ نے تندرستی عطا کر دی تو اس کے غم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ارے حاسد! حسد کی وجہ سے اگر تجھے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس پریشانی کی وجہ سے تجھے اجر سے نہیں نوازا جائے گا، جب کہ کسی مسلمان کو ایک کانٹا بھی چبھے تو اس کے سبب اس کو اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے، لیکن حاسد کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ حسد کی وجہ سے پریشان ہوتا ہے اور رب کو ناراض کرتے ہوئے اپنے بھائی پر ظلم بھی کرتا ہے۔ اس لیے اپنے حال پر رحم کھاتے ہوئے اللہ کی تقسیم پر قناعت اختیار کرنا چاہیے، اس سے دل کو اطمینان

نصیب ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافاً وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ))[1]

"تحقیق وہ شخص کامیاب ہو گیا، جس نے اسلام قبول کیا، بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت کی دولت سے مالا مال کیا۔"

اس لیے اطمینانِ قلب اسی میں ہے کہ تقدیر پر راضی ہوا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور جسے وہ نہ دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ جسے عطا کرے تو اس کے عطا کرنے میں بھی اس کی حکمت پنہاں ہے اور جسے نہ دے اسے نہ دینے میں بھی اس کی حکمت کارفرما ہے، لیکن حاسد اللہ کی حکمت پر یقین نہیں رکھتا، بلکہ اپنی عقل کو استعمال میں لاتا ہے، اور نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کے بارے میں ظالم تک ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ اس لیے حسد سے اجتناب کرنا چاہیے اور زبان سے اقرار کرنا چاہیے کہ "ہوتا وہی ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔"

لا حول و لا قوة إلا باللّٰه کا وظیفہ کرنا چاہیے اور ممکن حد تک حسد سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کا وصف بیان فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الحشر: ۹]

"اور (ان کے لیے ہے) جنھوں نے (مدینے کو) گھر بنا لیا تھا اور ان (مہاجرین) سے پہلے ایمان لا چکے تھے، وہ (انصار) ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرے اور وہ اپنے دلوں میں

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٥٤)

اس (مال) کی کوئی حاجت نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دیا
جائے اور اپنی ذات پر (ان کو) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انھیں سخت
ضرورت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی
لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے انصار صحابہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ کسی کو نعمتِ الٰہی میں دیکھ کر اپنے سینے تنگ نہیں کرتے، بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بھائی کو خیر سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انھیں اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجدِ نبوی میں رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس دروازے سے تمھارے پاس ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔'' تو ایک انصاری صحابی داخل ہوا، اس کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور ہاتھ میں جوتے اٹھا رکھے تھے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔

اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا: ''اس دروازے سے تمھارے پاس ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔'' تو پہلے دن والا شخص ہی آیا اور اسی کیفیت میں آیا کہ ڈاڑھی سے وضو کے قطرات ٹپک رہے تھے اور ہاتھ میں جوتے اٹھا رکھے تھے، وہ سلام کہنے کے بعد بیٹھ گیا۔

تیسرے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا اور مذکورہ شخص ہی داخل ہوا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دل میں کہا: ''اللہ کی قسم! میں ضرور مذکورہ شخص کا عمل مشاہدہ کروں گا، شاید مجھے بھی وہ عمل کرنے کی توفیق مل جائے اور یہ فضیلت میں

بھی حاصل کرلوں کہ تین دن رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں کہا کہ یہ جنتی ہے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آ کر کہنے لگے: ''چچا جی! میرا اپنے والدِ محترم سے جھگڑا ہوگیا ہے اور میں نے قسم اٹھا لی ہے کہ میں ان کے پاس نہیں رہوں گا، میں چاہتا ہوں کہ تین راتیں آپ کے ہاں بسر کروں، آپ مجھے تین راتیں اپنے ہاں بسر کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟'' مذکورہ شخص نے اجازت دے دی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے اس کے ہاں تین راتیں بسر کیں، اللہ کی قسم! میں نے اسے زیادہ نوافل یا تلاوت کرتے نہیں دیکھا، لیکن جب بھی وہ کروٹ بدلتا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا، جب صبح کی اذان ہوتی تو اٹھ کر نمازِ صبح ادا کرتا۔'' جب تین دن گزر گئے تو میں نے کہا: ''چچا جان! خدا کی قسم! میرے اور میرے والدِ گرامی کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوا، لیکن رسولِ کریم ﷺ نے تین دن تک فرمایا کہ ''یہ شخص جنتی ہے۔'' جب کہ میں نے تو آپ میں کوئی زائد عمل نہیں دیکھا۔ تو انھوں نے فرمایا: ''بھتیجے! میرا عمل وہی ہے، جس کا تو نے مشاہدہ کیا ہے۔'' جب میں واپس آنے لگا تو انھوں نے مجھے بلا کر کہا: ''میرا ایک اور عمل یہ بھی ہے کہ رات کو میں سونے لگتا ہوں تو میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کینہ و بغض نہیں ہوتا اور میں مسلمانوں پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر حسد نہیں کرتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: یہی وہ عمل ہے، جس نے آپ کو اس مقام (بشارتِ جنت) تک پہنچایا ہے اور ہم اس عمل سے عاجز ہیں۔''[1]

قارئین! دیکھیے، عدمِ حسد نے صحابی کو کتنے عظیم مقام پر پہنچایا، کم ہی ایسے اعمال ہیں، جن کی فضیلت ہو۔

﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ﴾ [الجمعة: ٤]

---

[1] مصنف عبد الرزاق (٢٠٥٥٩) مسند أحمد (١٢٦٩٧)

”یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے یہ (فضل) دیتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی توفیقِ خاص ہی ہے کہ کسی کا سینہ حسد سے خالی ہو اور وہ اللہ کی تقسیم پر راضی ہو۔

جان لیجیے! بہترین بات، کتاب اللہ ہے اور بہترین راہنمائی نبی کریم ﷺ کی راہنمائی ہے، بدترین امور دین میں بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ مسلمانوں کی جماعت سے منسلک رہیے، کیوں کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے، جو الگ رہا وہ آگ میں الگ کر دیا جائے گا۔

نظرِ بد

"العین"، عان یعین سے ماخوذ ہے، اس کا معنی نظر لگانا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''عانه'' یعنی: یعینه "أصابه بعینه" جس کو نظر لگے، اسے "معین" کہتے ہیں۔ عرب لوگ "نجأ" کا مادہ، نظر لگنے پر دلالت کے لیے استعمال کرتے ہیں، کہا جاتا ہے۔ "نجأہ نجأ" اس کو آنکھ سے تکلیف دی (نظر اٹھائی) "رجل نجوء العین" اس کو کہا جاتا ہے، جس کی بہت نظر لگتی ہو۔

لفظ "مسفوع" بھی نظر لگنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے "رجل مسفوع" یعنی اس آدمی کو نظر لگی ہے۔

"رجل نفوس" بھی کہا جاتا ہے، جب انسان حاسد ہو، لوگوں کے مال کو غور سے دیکھے، تاکہ نظر لگ جائے۔ اصطلاح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی یہ تعریف رقم کی ہے:

''خبیث الطبع شخص کا کسی چیز کو نظرِ استحسان سے دیکھنا، جس میں حسد کی ملاوٹ ہو، تاکہ دیکھی جانے والی چیز کو ضرر پہنچے۔''

ابو الحسن منوفی نے یوں تعریف کی ہے:

''نظر ایک زہر ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے عائن کی آنکھ میں رکھ دیا ہے۔ جب اس کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے اور وہ اس کے بارے میں بولتا ہے تو برکت کی دعا نہیں کرتا۔''

نظرِ بد کا ثبوت:

نظر کا لگنا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾ [القلم: ٥١]

''اور بلاشبہہ قریب ہے کہ کافر (لوگ) اپنی (بری) نظروں سے آپ کو پھسلا دیں گے۔''

یعنی بغض وحسد کی بنا پر آپ کو عطا کردہ مقام سے گرانے کے لیے بری نظروں سے دیکھتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت وعصمت شاملِ حال نہ ہو تو بوجہ عداوت نظروں سے ہی مار گرائیں۔

کفارِ قریش نظرِ بد لگانے میں مشہور تھے، ان حضرات نے آپ ﷺ کو نظر لگانا چاہی، چنانچہ انھوں نے کہا: ہم نے اس جیسا کوئی دیکھا ہی نہیں۔'' یہ الفاظ انھوں نے نظر لگانے کے لیے استعمال کیے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچالیا اور مذکورہ بالا آیتِ کریمہ نازل کی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نظر حق ہے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''نظر انسان کو قبر اور اونٹ کو ہانڈیوں میں ڈال دیتی ہے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے ومشیت کے تابع ہے۔''

امام ابن العربی نے کہا:

''اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں، عائن (نظرِ بد لگانے والے) کی نظر سے جیسی تکلیف وہلاکت چاہتے ہیں، پیدا کر دیتے ہیں، پھر بغیر کسی سبب

کے ہلاکت و تکلیف کو ختم بھی کر دیتے ہیں اور کبھی پناہ مانگنے کی وجہ سے تکلیف کے پہنچنے سے قبل ہی ختم کر دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے دم کرتے تھے، جن سے ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحب زادوں اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے:

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))

''میں (تم کو) ہر شیطان اور زہریلے جانور سے اور ہر لگ جانے والی نظر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

نظرِ بد کے خدشے سے اولاد کو درجہ بدرجہ دم کرنا چاہیے۔''

نظرِ بد کا علاج:

جب کسی کو نظر لگ گئی ہو تو اس کے اثر کو زائل کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:

1 برکت کی دعا دینا:

عائن (جس کی نظر لگتی ہے) جب کسی کو دیکھے تو برکت کی دعا دے۔ یعنی ''بارك الله فيك'' جیسے الفاظ زبان سے ادا کرے۔ اس سے نظر کا اثر زائل ہو جائے گا۔ محمد بن ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا:

''میرے والد سہل بن حنیف نے ایک جگہ (چشمے پر) غسل کیا، جب انھوں نے جبہ اتارا تو عامر بن ربیعہ انھیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت سہل کا رنگ سفید اور جلد خوب صورت تھی۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آج تک اتنی خوب صورت جلد کنواری لڑکی کی بھی نہیں دیکھی۔ حضرت سہل کو وہیں بخار ہوا، جو

شدت اختیار کر گیا۔ نبی کریم ﷺ کو (سہل کی بیماری) کی خبر دی گئی، آپ ﷺ تشریف لائے تو سہل نے ساری صورت حال بیان کر دی (کہ عامر نے دیکھ کر کہا کہ میں نے کسی کنواری لڑکی کا جسم بھی اتنا خوب صوت نہیں دیکھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر کو مخاطب کر کے (از روئے غصہ) فرمایا: کس بنا پر تمھارا کوئی اپنے بھائی کو قتل کرنے کے درپے ہے؟ تو نے برکت کی دعا کیوں نہیں دی؟ یعنی تو کہتا: "بارك الله فيك" تیرا یہ کہہ دینا نظر کے اثر کو زائل کر دیتا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً نظر حق ہے۔'' (عامر کو مخاطب کر کے کہا: سہل پر تیرے وضو کا پانی ڈالنا ہے) لہٰذا وضو کرو، عامر بن ربیعہ نے وضو کیا (وہ وضو کا پانی سہل پر ڈالا گیا) تو وہ تندرست ہو گئے، جیسے انھیں کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔''

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب کسی کی کوئی چیز اچھی لگے تو "تبارك الله أحسن الخالقين، اللهم بارك فيه" کہنا چاہیے۔ اس سے منظور الیہ نظرِ بد سے بچ جائے گا۔''

نبی کریم ﷺ سے بھی ایسے ہی مروی ہے:

''جو کسی خوش کن چیز کو دیکھ کر "ماشاء الله لا قوة إلا بالله" کہے تو منظور الیہ چیز کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

عدوی نے کہا:

''خوش کن چیز کو دیکھ کر "تبارك الله أحسن الخالقين، اللهم بارك فيه" کہنا واجب ہے، تاکہ وہ چیز ہلاکت سے محفوظ رہے۔''

2 غسل:

یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ دھونا، تاکہ وہ پانی معین (جس کو نظر لگی ہے) پر ڈالا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نظر برحق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظرِ بد اس پر سبقت کر جاتی، جب (نظرِ بد کو اتارنے کے لیے) تم سے غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کر لیا کرو۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''استغسلتم'' کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

''مطلب ہے کہ عائن (نظر لگانے والا) اپنا چہرہ ہاتھ مع کہنیاں، پاؤں اور ازار کا اندرونی حصہ ایک برتن میں دھوئے، پھر جسے نظر لگی ہے وہ پانی اس پر ڈال دیا جائے، یہ بھی منقول ہے کہ وہ اس پانی سے غسل کرے تو باذن اللہ تندرست ہو جائے گا۔''

3 دم:

نظرِ بد کا اثر دور کرنے کے لیے دم کرنا جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ بد کا دم کروانے کا حکم دیا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں ایک بچی دیکھی، جس کے چہرے پر سیاہ دھبے (چھائیاں) تھیں تو انھوں نے فرمایا کہ اسے دم کراؤ، اس کو نظرِ بد لگی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دم و تعویز اس وقت مفید ہیں، جب فائدہ پہنچنے کا وقت ہو (یعنی جب اللہ کی طرف سے صحت کا وقت ہو گا اس وقت فائدہ

دیں گے) دم اور تعویز اللہ تعالیٰ سے شفا کی التجا و درخواست ہے، جیسے وہ دوا سے شفا دیتا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دم تب کروایا جائے، جب نظر لگانے والے کا علم نہ ہو، لیکن اگر نظر لگانے والے کا علم ہو تو پھر اس سے غسل کا مطالبہ کیا جائے۔''

نظر لگانے والے کی سزا:

مالکی کہتے ہیں: ''جب نظر لگانے والے کی نظر سے کسی کا نقصان ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا، یعنی اگر نظرِ بد سے کوئی مر جائے تو نظر لگانے والے کے ذمے قصاص یا دیت ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ نظر لگانے والے کی کوئی سزا نہیں، یعنی قصاص ہوگا نہ دیت نہ کفارہ، کیوں کہ حکم عام منضبط امر پر مرتب ہوتا ہے جو منضبط امر نہ ہو، بلکہ کچھ افراد کے ساتھ بعض احوال میں مختص ہو تو اس پر حکم مرتب نہیں ہوتا۔ نظر لگانے والے سے کوئی فعل صادر ہی نہیں ہوا تو اس کو سزا کیسی؟ اس کا مقصد حسد اور زوالِ نعمت کی تمنا ہوتا ہے۔

نظر کے برحق ہونے پر امام سعود الشریم کا کلام:

لوگو! حسد و تحاسد مجمع المصائب اور شرور و رذائل کا جامع ہے۔ حسد مدخول فیہ کو عیب دار بنا دیتا ہے، جس سے حسد نکل جائے تو وہ مزین ہو جاتی ہے، اس بدخصلت کا عوام الناس میں پھیل جانا برے انجام کو دعوت دینا اور بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے، اگرچہ وہ صرف بغض ونفرت، کینہ ولڑائی، غیبت و چغلی اور غرور وفخر ہی کیوں نہ ہو۔

نظر لگانا کیا ہے؟

خبیث الطبع آدمی کا ایسی نظرِ استحسان سے دیکھنا، جس میں حسد کی آمیزش ہو، تاکہ جسے دیکھا گیا ہے، اس کو نقصان پہنچایا جائے۔ کہا جاتا ہے: فلاں کو نظر لگی ہے۔

یہ کب لگتی ہے؟ جب اسے کوئی دشمن یا حاسد دیکھتا ہے تو وہ اس میں اثر انداز ہو جاتی ہے، جس کے سبب وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

اسی بنا پر علما نے نظرِ بد کی حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی۔ جس بنا پر تم جان گئے ہو کہ یہ نظرِ بد حسد کے گٹھے کا ایک پوشیدہ انگارا ہے، جس کا بہت سے لوگ مسنون اذکار سے غفلت کے باعث شکار ہو جاتے ہیں، حالاں کہ شرعی اذکار بچاؤ کا باعث ہوتے ہیں اور مضبوط قلعے کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن ان سے غفلت، ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے، اسی وجہ سے جب لوگ مسنون اذکار سے غفلت برتتے ہیں تو نظرِ بد ان پر اثر انداز ہو جاتی ہے، جس کے باعث ہلاکتیں پھیل جاتی ہیں، لوگ بیمار پڑ جاتے ہیں اور جسم لاغر و ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا تھا:

''قضا وقدر کے بعد سب سے زیادہ اموات نظرِ بد سے ہوں گی۔''[1]

بندگانِ خدا! نظر برحق ہے، اس میں کوئی جھگڑا نہیں، یہ قرآن وسنت اور امتوں کے متعدد واقعات سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا:

﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهُ لَمَجْنُوْنٌ﴾ [القلم: ٥١]

[1] التاریخ الکبیر (٤/٣٦٠)

''اور بلاشبہ قریب ہے کہ کافر (لوگ) اپنی (بری) نظروں سے آپ کو پھسلا دیں گے جب وہ یہ ذکر (قرآن) سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے شک وہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیتِ کریمہ میں اللہ کے حکم سے نظرِ بد کے لگنے اور اثر انداز ہونے کی دلیل ہے۔''

بندگانِ خدا! یہ بھی جان رکھو کہ نظر سے نقصان پہنچانا بنی اسرائیل میں مروج تھا، عربوں میں جب کوئی کسی کو نظر سے شکار کرنا چاہتا تو تین دن بھوکا رہتا، پھر اس کو نظرِ بد سے شکار کر لیتا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نظرِ بد کی دوا اور نظر کو برحق ثابت کرنے والی دلیل درج ذیل سورت مبارکہ میں ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [سورة الفلق: ١-٥]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ کی تفسیر میں امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حاسد کی نظرِ بد اور اس کے نفس سے میں رب تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر عائن (نظر لگانے والا) حاسد ہی ہوتا ہے، اس لیے جب حاسد سے پناہ کا سوال کیا تو عائن بھی اس میں آ جاتا ہے۔“

ابن عطیہ رحمہ اللہ نے کہا:

”حاسد کی نظر اکثر اثر انداز ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں حاسدوں کے شر سے بچائے۔ آمین

بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب حاسد ان کی طرف دیکھے تو کہتے ہیں: تیری آنکھوں پر پانچ ہوں، اس کے ساتھ وہ ہاتھ کی پانچ انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، حالاں کہ یہ غلط ہے، جب کہ پانچ سے سورۃ الفلق کی پانچ آیات مراد ہیں۔ اس لیے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف اشارہ کرنا غلط ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

حدیث، قرآن کی شرح و تفسیر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نظر کے بارے میں فرمایا:

”نظر برحق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظر بد ہوتی، جب تم سے غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کیا کرو۔“[1]

یعنی جس میں نظر نفوذ کر گئی، اس کے اوپر پانی بہانے کے لیے تم سے غسل کا مطالبہ ہو تو غسل کر لینا۔

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”نظرِ بد سے اللہ کی پناہ مانگو، کیوں کہ یہ برحق ہے۔“[2]

نبی کریم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ اسماء بنت

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۸)

[2] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۳۵۰۸) مستدرك الحاكم (۴/۲۱۵)

عمیس کو فرمایا:

''کیا وجہ ہے مجھے میرے بھتیجوں کے اجسام نحیف دکھائی دے رہے ہیں، انھیں کوئی روگ ہے؟'' اس نے جواباً عرض کی: ''نہیں اللہ کے رسول ﷺ! لیکن ان کو نظر بہت جلد لگ جاتی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''دم کرو۔'' حضرت اسما فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو دم کرو۔''[1]

بندگانِ خدا! نظر کی بھی دو اقسام ہیں:

① انسانی نظر۔ ② جناتی نظر۔

جب معوذتین کا نزول ہوا تو نبی کریم ﷺ پہلے جناتی نظر سے پناہ مانگتے، پھر انسانی نظر سے پناہ مانگتے تھے۔

انسان کو کبھی کبھار اپنی نظر بھی لگ جاتی ہے، جب اپنی کوئی چیز اچھی لگے، بعض اہلِ علم نے یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے اخذ کیا ہے:

﴿وَلَوْ لَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ [الکہف: ۳۹]

''اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں نہ کہا: ماشاء اللہ، لا قوۃ إلا باللہ (جو اللہ نے چاہا، کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے)؟''

فقہا سے مذکور ہے کہ جس کی نظر لگتی ہو، قاضی وحکمران اسے قید کر سکتا ہے اور موت تک قید خانے میں اسے نفقہ جاری کرے گا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ کے بندو! یہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہ ایک خطرناک امر ہے اور

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۹۸)

معاشرے میں ہلاکت وشروراور گھریلو زندگی کو اجیرن بنانے کا سبب ہے۔ (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کونظرِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین)

لوگو! ہمارے معاشرے میں ہوشیار لوگوں کی کثرت ہو گئی ہے اور چالاکیاں بہت زیادہ پھیل چکی ہیں۔ ان میں سے بعض کا اللہ تعالیٰ اور شریعت سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ انسان جتنا بھی مضبوط ہو، وہ بہرحال ضعیف ہے۔ جتنا بھی علم میں وسعت حاصل کرے، اس کا علم ناقص ہے، اس کو اپنے رب کی شریعت اور نصوص کو تسلیم کرنے کی ضرورت پانی و ہوا کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے۔ دینِ صحیح اور عقلِ صریح کی نعمت کا کوئی مقابلہ نہیں، عقل کے بغیر دین بھی نہیں، کیوں کہ بے عقل مکلّف نہیں ٹھہرتا اور دین کے بغیر سمجھ داری بھی کوئی نہیں، بغیر دین کے آنکھیں تو بینا ہوتی ہیں، مگر دل اندھے ہوتے ہیں۔

طبیبوں کا ایک گروہ جس کا شرعی نصوص سے کوئی واسطہ نہیں، ابھرا اور نظر کا انکار کیا ہے اور جھوٹا دعویٰ کیا کہ نظرِ بد صرف وہم وخیال ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، یقیناً ان لوگوں کے گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰی﴾ [طٰہٰ: ۱۲۳]

''جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں پڑے گا۔''

﴿وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ﴾ [العنکبوت: ۳]

''اور البتہ تحقیق ہم نے ان لوگوں کو آزمایا ہے جو ان سے پہلے تھے،

چنانچہ اللہ ان لوگوں کو ضرور ظاہر کرے گا جنھوں نے سچ بولا اور وہ ضرور ظاہر کرے گا ان کو جو جھوٹے ہیں۔''

مسلمانو! عاقل شخص پر نظرِ بد کا معاملہ مخفی نہیں ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، جو اس کا انکار کرے وہ ایسے ہے کہ دبلے پن کو موٹاپا سمجھتا اور نزدیکی و قربت کو بعد خیال کرتا ہے۔ بعض سادہ لوگ سمجھتے ہیں کہ نظرِ بد انھیں نہیں لگ سکتی، کیوں کہ وہ کاہنوں اور شعبدہ بازوں سے تعویذ و منکے وغیرہ لاتے ہیں اور کاہن کہتے ہیں کہ اب نظر تم پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اور اس قسم کی دوسری باتیں، جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، ان سے کہہ کر انھیں مطمئن کرتے ہیں اور یہ سادہ لوگ ان کے دھوکے میں آ جاتے ہیں، ایسا عمل بدعت و گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

''یقیناً دم تعویذ اور تولہ (عملیات) شرک ہے۔''[1]

تمیمہ اسے کہتے ہیں، جو نظرِ بد سے بچانے کے لیے بچوں کے گلے میں لٹکائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کوئی چیز لٹکائی، وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''[2]

لٹکانے کا تعلق کبھی صرف دل سے ہوتا ہے، جیسا فلاں شیخ کی قراءت کا اعتقاد اور اللہ کو چھوڑ کر اسی پر بھروسا وغیرہ اور کبھی فعل سے ہوتا ہے، جیسا کہ کوئی تعویذ دھاگا یا کوئی اور چیز گلے میں یا بازو میں لٹکا لیتا ہے کہ اس سے ضرر و تکلیف نہیں ہوگی اور نظرِ بد نہیں لگے گی۔ کبھی دل و فعل دونوں سے ہوتا ہے۔

جو شخص اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑے، حاجات اسی سے پوری کرنے کی

---

(1) مسند أحمد (١/ ٣٨١) سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

(2) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٠٧٢) مسند أحمد (٤/ ٣١٠)

درخواست کرے، اپنا معاملہ اپنے رب ہی کے سپرد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جاتا ہے اور ہر دوری کو اس کے قریب کر دیتا ہے، ہر تنگی کو اس کے لیے آسان فرما دیتا ہے اور جو غیر اللہ سے تعلق جوڑے، اس کی رائے وعقل، تعویذ اور دوا سے سکون پائے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ لوگو! تمھارا کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جسے اللہ تعالیٰ اپنے نفس یا کسی شخص کے سپرد کر دے؟ کیا یہ نجات پا جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا؟

﴿أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [الملك: ٢٢]

''بھلا جو شخص اوندھا ہو کر اپنے چہرے کے بل چلتا ہو، وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ جو بالکل سیدھا ہو کر صراطِ مستقیم پر چلتا ہو؟''

امیدیں اللہ تعالیٰ ہی سے متعلق ہوتی ہیں:

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ٣]

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

﴿وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا﴾ [إبراهيم: ١٢]

''اور ہمارے پاس کیا عذر ہے کہ ہم اللہ پر توکل نہ کریں، جب کہ وہ ہمیں ہماری راہیں دکھا چکا ہے؟''

انتہائی تعجب ہے نظرِ بد کے شکار لوگوں پر کہ وہ شرعی دم چھوڑ کر شرکیہ دم کی طرف جاتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں یا تجاہلِ عارفانہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ علامہ قرافی نے ''فروق'' میں دم کے الفاظ کے متعلق کہا: دم کے بعض الفاظ، جن سے دم کیا جاتا ہے، مشروع ہیں، جیسے: فاتحہ، معوذتین اور کچھ غیر مشروع جیسے جاہلیت

کے دم جو شرکیہ ہیں، کبھی یہ دم کفر ہوتے ہیں، اسی لیے امام مالک نے عجمی دم سے منع کیا ہے، اس احتمال کی بنا پر کہ وہ حرام نہ ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جس دم کا معنی سمجھ میں نہ آتا ہو، اس سے علمائے کرام نے منع کیا ہے، کیوں کہ یہ شرک کی آماجگاہ ہیں، اگرچہ دم کرنے والے کو ان کے شرکیہ ہونے کا علم نہ ہو۔''

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دم مجھ پر پیش کرو، دم میں شرکیہ (کلام و الفاظ) نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔''[1]

مجہول الفاظ سے دم کرنا جائز نہیں، چہ جائیکہ ان سے دعا کی جائے۔ عجمی الفاظ یا حروفِ مقطعات کو دم کا شعار بنا لینا دینِ اسلام میں سے نہیں ہے، جیسے کہ اپنے تعویذ و دم میں فراڈ کرنے والے کہتے ہیں: کرکدن، دھدہ، شراھیا، جلجلوات اور اس جیسے دوسرے الفاظ جو سراسر دجل و فراڈ ہے۔ اس کے باوجود اس زمانے میں بہت سے لوگ (اس دجل میں) منہ کے بل گر گئے اور راہِ راست سے ہٹ گئے، اکثر لوگ ان بیماریوں کے فتنوں میں پھنس گئے، انھوں نے اپنی عقلوں کو ایسی بے راہ روی پر لگا دیا جو دین کے لباس میں ملبوس دکھائی دیتی ہے اور اسے ایسا عروج ملا کہ دین سے دور کم زور دلوں پر مسلط ہوگئی، جن کی حالت یہ ہے کہ جو علما اور حکمران طبقے کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے آگ کے انگارے سے پناہ مانگنے والے کی مثل ہو چکے ہیں، زبانِ حال سے یہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۰۰)

کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں: مجھے ایسی دوا پلاؤ جو حقیقت میں بیماری ہے اور پھر بزعم خود طبیبوں نے ان کے مرض میں مزید اضافہ کر دیا ہے اور ان کی زندگی کے خوش گوار لمحات کا قلع قمع کر دیا ہے اور سعادت کی چھت ان سے اٹھا لی گئی۔ اس قدر رسوا ہوئے کہ انھوں نے تاریکیوں کے بھیڑیوں کے ہاں پناہ طلب کی اور اللہ کی شریعت اور اس کے رنگ کو بھول بیٹھے۔

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [القصص: ٥٠]

''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بلاشبہہ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

دم میں جب تین شروط پائی جائیں تو مشروع ہے:

1. اس میں شرک و معصیت نہ ہو، جیسے غیر اللہ کو پکارنا یا غیر اللہ کی قسم کھانا۔
2. دم عربی زبان میں ہو اور اس کا معنی سمجھ میں آتا ہو۔
3. یہ عقیدہ نہ ہو کہ دم بذاتِ خود موثر ہے۔ (بلکہ یہ سبب ہے اور نجات و شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے)

امام ابن ابی العز حنفی نے کہا:

علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جس دم میں شرکیہ الفاظ ہوں اس کے ساتھ دم کرنا جائز نہیں، اگرچہ جن وغیرہ اس کے مطیع ہی کیوں نہ ہوں۔

اس کے بعد نظر کا برحق ہونا شرعاً، عقلاً اور واقعتاً امرِ ثابت ہے اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ہمارے سامنے ہے اور روز مرہ پیش آمدہ اس کے

شکار کسی سے اوجھل نہیں، جیسے نظرِ بد کا شکار مریض خوف اور ذہنی گھبراہٹ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے درد و الم میں آہیں بھرتا اور سانسیں پھولا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جسے لوگ وہم کا درجہ دے کر ٹال دیتے ہیں، البتہ ہر تکلیف نظرِ بد کا اثر نہیں ہوتی، جیسا کہ کچھ لوگوں کا وہم ہے۔ یہ وہم کی بیماری اس قدر عام ہے کہ لوگ ہر تکلیف کو نظرِ بد سے تعبیر کرتے ہیں۔

لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ اور نظرِ بد کا شکار ہونے کی صورت میں شرعی اذکار اور شرعی دم لازم پکڑو۔ عائن بھی خوفِ خدا کرے اور اپنے دل سے حسد نکال دے اور اپنی نظر کے شر کو مریض کے حق میں یہ دعا کر کے زائل کرے: "اللهم بارك عليه" جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو کہا تھا، جب اس نے سہل بن حنیف کو نظر لگائی تھی: "أَلَا برّكت؟" "تو نے اس کو برکت کی دعا کیوں نہیں دی؟"

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنے آپ کو اپنے مکمل کلمات سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ملامت گر آنکھ سے محفوظ رکھے اور قرآنِ عظیم کی بدولت مجھے اور آپ کو برکت دے۔ آمین

جان لیجیے! انسان کو اپنے محاسن، نظرِ بد سے بچانے کے لیے چھپانے یا شرعی دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَ مَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾

[يوسف: ٦٧]

"اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! تم ایک ہی دروازے سے داخل نہ

ہونا، بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمھیں اللہ (کے حکم) سے ذرا بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ حکم تو اللہ ہی کا ہے، اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہیے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا:

''یعقوب علیہ السلام کو خدشہ تھا کہ ان کو نظر لگ جائے گی، کیوں کہ وہ حسن و جمال والے تھے۔ نظر حق ہے جو گھڑ سوار کو گھوڑے سے بچھاڑ دیتی ہے۔ اس لیے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرے تو احتیاطی تدابیر تقدیر کو ٹال نہیں سکتیں۔ اسی لیے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَ مَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ﴾ [یوسف: ٦٧]

''اور میں تمھیں اللہ (کے حکم) سے ذرا بھی کفایت نہیں کر سکتا۔''

رسول اللہ ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے پناہ میں دیتے:

((أَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ))

''میں (تم کو) ہر شیطان اور زہریلے جانور سے اور ہر لگ جانے والی نظر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا کرتے:

''ابراہیم علیہ السلام بھی اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کو ایسے پناہ میں دیتے۔''[1]

لوگو! نظرِ بد ناکارہ کر دینے والی بیماری ہے اور راکھ بنا دینے والی آگ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو واضح کیا اور اس کا علاج لوگوں کو بتایا۔ نظرِ بد اور

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۳۷۱) سنن أبي داود، رقم الحدیث (٤٧٣٧) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۲۰٦۰) سنن ابن ماجه، رقم الحدیث (۳۵۲۵)

جادو کو زائل کرنے کے لیے سب سے عظیم دوا کتاب و سنت پر مبنی شرعی دم ہے۔

لوگو! دم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب، جو ہدایت و شفا ہے، کی آیات سے کیا جا سکتا ہے۔ جیسے سورت فاتحہ، آیۃ الکرسی، معوذتین اور سورت اخلاص، ایسے ہی حدیث میں منقول دعاؤں سے بھی کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دم کیا اور جبریل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو ان الفاظ میں دم کرنا:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ))[1]

''اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر جان اور نظرِ بد کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام سے میں تجھے دم کر رہا ہوں۔''

نظرِ بد کی دوا یہ بھی ہے کہ عائن کو وضو کا کہا جائے، پھر اس پانی سے مریض غسل کرے۔[2]

شہد بھی کئی بیماریوں کی دوا ہے، ایسے ہی زم زم جس مقصد کے لیے پیا جائے، اس مقصد کی دوا ہے۔

زم زم میں طعام و شراب دونوں خصوصیات بیک وقت موجود ہیں۔[3]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٠)

[3] مسند أحمد (٣٥٧/٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٤٧٣)

حسد سے خبردار کرنے اور اس کے خطرات کا بیان

(علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، ولا عدوان إلا علىٰ الظالمين، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، خاتم النبيين، وإمام المتقين ﷺ وعلىٰ آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين، أما بعد:

حسد ایک مذموم خصلت ہے۔ یہ کسی سے زوالِ نعمت کی تمنا کا نام ہے۔

یہ بھی منقول ہے: ''اللہ نے کسی پر کوئی نعمت نازل کی تو اس کو ناپسند کرنا حسد کہلاتا ہے۔'' اہلِ علم میں پہلی تعریف ہی مشہور ہے اور دوسری تعریف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہے۔

صرف اللہ کی لوگوں پر انعام کردہ نعمت کو ناپسندیدہ سمجھنا ہی حسد ہے اور حسد حرام ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے ڈرایا اور منع کیا ہے، جب کہ حسد یہودیوں کی مذموم خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر جو نعمت و انعام کرتے، یہودی جلنے اور حسد کرنے لگتے۔

حسد کی بہت خرابیاں ہیں:

1. تقدیر پر اعتراض اور عدمِ رضا مندی، کیوں کہ حاسد اس نعمت کو ناپسند کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی پر انعام فرمائی ہے۔

2 حاسد ہمیشہ قلق و اضطراب اور بے چینی میں رہتا ہے، کیوں کہ وہ لوگوں کو نعمتوں میں دیکھ کر کڑھتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر نعمتیں بے شمار ہیں، اس لیے اس کی بے چینی ہمیشہ رہتی ہے۔

3 اکثر حاسد صاحبِ نعمت پر زیادتی پر اتر آتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ صاحبِ نعمت سے اس نعمت کو ختم کر دے۔ اس طرح حسد اور زیادتی جیسی مذموم خصلتیں اس میں جمع ہو جاتی ہیں۔

4 حاسد یہودیوں کی مشابہت کرتا ہے، کیوں کہ حسد ان کی صفت ہے۔

5 حاسد اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر خیال کرتا ہے، کیوں کہ وہ کسی نعمت والے کو اپنے سے افضل و اکمل سمجھنے لگتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے جن نعمتوں سے نوازا ہوتا ہے وہ ان پر شکر ادا نہیں کرتا۔

6 حسد حاسد کی کمینگی پر دلالت کرتا ہے، کیوں کہ یہ کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتا، بلکہ یہ کم ظرف ہمیشہ دنیا کو ہی پیشِ نظر رکھتا ہے، اگر اس کے پیشِ نظر آخرت ہو تو اس مذموم خصلت سے باز آ جائے۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ میرے دل میں بغیر ارادے کے حسد پیدا ہو جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟

اس کے علاج کا جواب دو طرح سے ہے:

1 حسد سے بالکلیہ کنارہ کش ہو جائے اور جس بنا پر حسد پیدا ہوا ہے، اس کو بھول جائے اور اہم امور میں دل چسپی لے۔

2 حسد کے نقصان کے بارے غور و خوض کرے، کیوں کہ کسی کام کے برے انجام کے متعلق سوچنے سے انسان اس عمل سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر یہ

تجربہ کر کے اس کا غیر کی بھلائی کو پسند کرنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیز پر مطمئن ہونا اس کے لیے بہتر ہے یا غیر پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو دیکھ کر کڑھنا اور اللہ کی قضا و قدر پر ناراض ہونا بہتر ہے، پھر ان دونوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آلہٖ وأصحابهٖ والذين اتبعوهم بإحسان إلىٰ يوم الدين.

حسد کا مزید بیان:

کسی پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر اظہارِ ناپسندیدگی کرنا، خواہ اس سے زوالِ نعمت کی تمنا ہو یا نہ ہو، بلکہ صرف کسی پر نعمت دیکھ کر ناپسند کرنا بھی حسد کہلائے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی درجِ بالا بات ہی بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا: ''کسی پر نعمتِ خداوندی دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار حسد کہلاتا ہے۔'' علمائے کرام کے ہاں حسد کی تعریف یہ مشہور ہے: ''کسی سے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا'' لیکن دقیق معنی حسد کا یہی ہے جو مذکور ہو چکا ہے، چاہے زوالِ نعمت کی تمنا ہو یا نہ ہو۔

فی زمانہ بہت سے لوگوں میں یہ عادتِ بد موجود ہے۔ جب کہ یہ شیطان لعین کی عادت ہے، ایسے ہی یہود کی بھی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم﴾ [البقرة: ۱۰۸]

''اہلِ کتاب میں سے بہت سے یہ چاہتے ہیں کاش کہ وہ تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں پھیر کر کافر بنا دیں، اپنے دلوں میں

حسد کرتے ہوئے۔"

اگر آپ کے دل میں مسلمانوں کے بارے حسد جاگزیں ہو جائے، خواہ واحد کے بارے میں ہو یا جماعت کے بارے میں، تو جان لیجیے کہ یہودیوں کی ایک خصلت کے لیے آپ کے دل کا دروازہ وا ہو گیا ہے، اس خصلتِ بد سے اپنے دل کو صاف کر لیجیے اور یقین کر لیجیے کہ جس پر جو نعمت بھی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے فضل اور تقدیرِ الٰہی کو ناپسندیدگی سے نہ دیکھیے۔

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾

[النساء: ٥٤]

"کیا وہ اس پر لوگوں سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے؟"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: "بعض قریشی بنی ہاشم سے جفا کرتے ہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی اہلِ بیت سے جفا موجود تھی، کیوں کہ انسانی طبائع میں حسد موجود ہے:

﴿إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي﴾ [یوسف: ٥٣] "مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔"

چنانچہ لوگ رسولِ کریم ﷺ کی قرابت کی بنا پر اہلِ بیت سے حسد کرتے اور انھیں ان کے حق سے محروم کرتے۔

کبھی حسد اضطراری ہو جاتا ہے، لیکن اس کے لیے حدیث میں ہدایت موجود ہے کہ "جب حسد کرنے ہی لگو تو زیادتی نہیں کرنی اور جب گمان کرو تو اسے حقیقتِ واقعہ مت بنا دو۔" یعنی جب کسی کے بارے میں حسد دل میں در آئے تو قول و فعل سے اس پر زیادتی نہ کی جائے، کیوں کہ حسد کے ساتھ تکلیف بھی پہنچانا یہود کی خصلت ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

[النساء: ٥٤]

''کیا وہ اس پر لوگوں سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے؟''

حسد کی مذمت:

حسد کرنا حرام ہے، کیوں کہ کفار سے ان کے اخلاق میں مشابہت حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

''جس نے کسی قوم کی مشابہت کی، وہ انہی میں سے ہے۔''

ہر انسان پر ضروری ہے کہ جب کسی پر کوئی نعمت دیکھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال کرے، نہ کہ اللہ کی نعمت کو مکروہ جانے یا زوالِ نعمت کی تمنا کرتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾

[النساء: ٣٢]

''اورتم اس مقام و مرتبے کی خواہش نہ کرو جس کے باعث اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے اور عورتوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے۔''

حاسد بوجہ حسد اپنی آگ میں ہی جلتا رہتا ہے، جب اللہ تعالیٰ لوگوں پر نعمت کرتا ہے تو اس کی حسرت بڑھ جاتی ہے۔ یہ نعمتِ الٰہی کو مکروہ سمجھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی حکمت کی بھی مخالفت کرتا ہے، پھر یہ بھی ہے کہ حاسد اللہ تعالیٰ

کی نعمت کو دیکھ کر اللہ کے فضل کا اعتراف و اقرار نہیں کرتا، بلکہ غیر پر افضل نعمت دیکھ کر اپنے اوپر موجود نعمت کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

اگر کوئی تاجر سامانِ تجارت فروخت کرنے کے لیے آئے اور بعد از فروخت وہ نفع حاصل کرے تو وہ حاسد انسان اس سے بھی حسد کرنے لگتا ہے، حالاں کہ تاجر اور حاسد کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں، کیوں کہ خود اس کے پاس ڈھیروں مال ہوتا ہے، پھر بھی یہ اس کم مال والے تاجر سے حسد کرتا ہے۔

ایسے ہی علم بھی ہے کہ اگر ایک عالمِ دین ایک مسئلے کی وجہ سے شہرت پالے تو باوجود اس بات کے کہ حاسد اس سے بڑا عالم ہے، لیکن اس سے حسد کرنے لگے گا، جس سے نعمتِ الٰہی کو حقیر جاننا لازم آتا ہے، اس لیے حسد بہت بری بیماری اور اس کا انجام بہت خطرناک ہے۔

لوگ خیر و عافیت میں ہوتے ہیں، لیکن حاسد جلتا رہتا ہے، یہ لوگوں پر انعاماتِ الٰہی کی تاک میں رہتا ہے، جب کسی پر نعمتِ الٰہی دیکھ لیتا ہے تو حسد کی چنگاری بھڑک اٹھتی ہے۔ صرف اتنا ہی ہوتا کہ یہ حسد یہود کی عادت ہے تو اس سے دور رہنے اور اس کی مذمت کے لیے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود قرآن و سنت میں اس کی مذمت بہت زیادہ وارد ہوئی ہے۔ حاسد بہت سی خرابیوں میں واقع ہوتا ہے، جیسے:

1. تقدیر و قضا پر عدمِ رضا مندی۔
2. حسد نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو، کیوں کہ اکثر حاسد محسود پر زیادتی کرتا ہے، لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور محسود کا مقام و مرتبہ کم کرنے کے جتن کرتا رہتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں

شامل ہو جاتا ہے۔

3 حاسد کے دل میں حسد کی چنگاری دہکتی رہتی ہے اور اس کا سینہ تنگ ہوتا رہتا ہے، کسی پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر غم زدہ ہو جاتا ہے اور دنیا باوجود اپنی وسعت کے اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔

4 حسد میں یہود کی مشابہت ہے، یہ معلوم ہے کہ جس نے کفار کی کسی خصلت کو اپنایا تو اس خصلت میں وہ ان کے ساتھ ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

''جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ انھی میں سے ہے۔''

5 حاسد جتنا بھی قوی ہو، وہ کسی نعمت کو زائل نہیں کر سکتا تو پھر حسد کیوں کرتا ہے؟ یعنی اسے حسد چھوڑ دینا چاہیے۔

6 حسد کمالِ ایمان میں نقص پیدا کرتا ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

''تمھارا کوئی تب تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

لیکن حاسد، مسلمان بھائی پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر خوش ہونے کے بجائے کڑھتا ہے اور زوالِ نعمت کی تمنا کرتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس کا ایمان کامل نہیں۔ اگر ایمان کامل ہوتو اپنے بھائی پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر خوش ہو۔

7 حسد اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنے میں آڑے آ جاتا ہے، کیوں کہ حاسد ہمیشہ غیر پر نعمتِ الٰہی دیکھ کر اس کے زوال کے بارے میں متفکر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال اس کے دل و دماغ میں کبھی نہیں آتا، حالانکہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾

[النساء: ٣٢]

''اور تم اس مقام و مرتبے کی خواہش نہ کرو جس کے باعث اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے اور عورتوں نے جو کمایا اس میں ان کا حصہ ہے۔''

8 حسد نعمتِ الٰہی کو حقیر سمجھنے کا باعث ہے، کیوں کہ حاسد سمجھتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ہی نہیں، بلکہ غیر نعمتوں میں موجزن ہے، اس بنا پر وہ نعمتِ الٰہی پر شکریہ کے بجائے سستی کا شکار ہو جاتا ہے۔

9 حسد مذموم عادت ہے، کیوں کہ حاسد معاشرے میں لوگوں پر نعمتِ الٰہی کی تلاش میں مگن رہتا ہے، جب کسی پر دیکھ لے تو پھر لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔

10 اکثر حاسد محسود پر زیادتی کرنے پر تُل آتا ہے، یہ زیادتی قیامت والے دن حاسد سے اس کی نیکیاں محسود کو دلوانے کا باعث بن جائے گی، اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو محسود کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی، پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ حسد ایک مذموم خصلت ہے، لیکن افسوس کہ علما اور طلبا اکثر اس مرض کا شکار ہیں، تاجروں اور دوسرے اشخاص میں بھی یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ علما اور طلبا جنھیں اس بیماری سے بہت دور ہونا چاہیے تھا، کیوں کہ یہ عمدہ اخلاق کے بھی منافی ہے، اس خصلتِ بد کا شکار ہیں۔

قارئین! جب آپ کسی پر نعمتِ الٰہی دیکھیں تو اللہ کے فضل کا سوال کریں کہ اللہ مجھے بھی اس نعمت سے نوازے اور زبان سے کہیں: ''اے اللہ! اس کو اپنے فضل سے مزید عطا کر اور مجھے اس سے افضل عطا کر۔''

حسد سے نعمت زائل نہیں ہو سکتی، لیکن اس کے نقصانات بے شمار ہیں، جن میں سے دس مفاسد ہم نے درج کیے ہیں اور جو شخص اس کے بارے میں غور و فکر کرے تو مزید مفاسد سامنے آ سکتے ہیں۔

نظرِ بد اور حسد سے تحذیر

(فضیلۃ الشیخ فہد بن سلیمان القاضی)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ، ومن یضلل فلا ھادي لہ، وأشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ، وأشھد أن محمداً ﷺ عبدہ ورسولہ.

اللہ رب العالمین کی حکمتِ بالغہ نے انسان کو مشقت وصعوبت میں پیدا کرنے کا تقاضا کیا اور مومنین کے درجات کی بلندی، کفار کے عذاب دینے اور لوگوں کی تنبیہ کے لیے دنیا کو مشقت و مشکلات کا گھر بنایا، تاکہ لوگ دنیا کو ہی متاعِ کل سمجھ کر اس کے لیے کمر بستہ نہ ہو جائیں، بلکہ ایسے گھر (جنت) کے شوقین بنیں، جس کے رہایشی ابدالآباد زندہ رہیں گے اور انھیں کبھی موت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ صحت وتندرستی پائیں گے اور بیماری کا نام ونشان نہیں ہو گا، ہمیشہ جوان رہیں گے، بڑھاپا پاس بھی نہیں بھٹکے گا اور نعمتوں میں خوش حال رہیں گے، کوئی بوریت نہیں ہو گی۔

نظرِ بد بھی ان مصائب میں سے ہے، جن میں کچھ لوگ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جادو اور نظرِ بد شریعت سے ثابت ہے۔ آج کل یہ دونوں بیماریاں عام ہیں اور بہت سے لوگ ان میں گرفتار ہیں۔ ایک مسلم جب کتاب وسنت میں غور وخوض

کرے تو وہ بیماری کا سبب اور اس کے علاج کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

جادو اور نظر کے اثر انداز ہونے کے اسباب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ [یونس: ٤٤]

''بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، مگر لوگ اپنے آپ پر (خود ہی) ظلم کرتے ہیں۔''

دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ [الشوریٰ: ٣٠]

''اور تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی باتوں سے تو وہ درگزر ہی فرماتا ہے۔''

ہمارے گناہ ہی ہماری مشکلات کا سبب ہیں، چند اسباب درج ذیل ہیں:

1. قلوب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے کی کمزوری:

مشرک معین صورتوں ہی میں بند نہیں (بلکہ اس کے بہت سے راستے ہیں) بعض لوگ جب اپنے آپ کو بعض شرکیہ اعمال سے محفوظ دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہماری توحید مکمل ہو چکی ہے اور ہم شرکِ اکبر اور اصغر سے دور ہیں۔
شرکِ اکبر غیر اللہ کی عبادت کا نام ہے، جیسے فوت شدگان سے امداد، غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، غیر اللہ کے لیے نذر، ایسے ہی اللہ پر توکل و اعتماد کے بجائے غیر اللہ پر توکل و اعتماد اور غیر اللہ سے نفع و نقصان کا یقین رکھنا، یہ سب

شرک ہے۔ ایسے ہی اللہ کی محبت جیسی دوسرے سے محبت بھی شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرة: ١٦٥]

''اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا، دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں، وہ ان سے یوں محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت (کرنی چاہیے) اور ایمان والے اللہ کی محبت میں زیادہ سخت ہیں۔''

2 بعض فرائض کو ترک کر دینا یا بعض حرام کاموں کا ارتکاب:

فرائض ترک کرنا، جیسے نماز، حالاں کہ شہادتین کے بعد ارکانِ اسلام میں سب سے عظیم رکن ہے، اس کو قائم کرنا اسے کسی بھی شکل میں ادا کرنے کا نام نہیں، بلکہ اس کی کچھ شروط اور ارکان ہیں (جن کو پورا کرنا ضروری ہے، پھر نماز قائم ہوتی ہے)۔

جو کسی واجب وفرض کو ترک کر دے یا کسی حرام کام کا مرتکب ہو جائے تو یہ مصائب وعقوبات کو اپنے آپ پر مسلط کرنے کا سبب بنتا ہے۔

3 ذکرِ الٰہی سے غفلت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ [الزخرف: ٣٦]

''اور جو رحمان کے ذکر سے غافل ہوجائے تو ہم اس کے لیے ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔''

جب لوگوں نے ذکرِ الٰہی سے غفلت برتی، کتاب اللہ سے اعراض کر لیا، آلاتِ لہو ولعب کو گھر کی زینت بنا لیا اور اپنے اوقات لغو اور غیر مفید کاموں میں گزارنے شروع کر دیے تو شیاطین ان پر مسلط ہو گئے، گناہ و فجور کو ان کے لیے مزین کر دیا، ازدواجی زندگی میں اور دوست احباب میں پھوٹ ڈال دی، جب ان کے دل اور گھر ذکرِ الٰہی سے خالی ہو گئے، تو چپکے سے شیطان داخل ہوا اور قلوب کو وساوس، اوہام اور شکوک و شبہات سے بھر دیا اور گھر میں لڑائی جھگڑے اور مشکلات کھڑی کر دیں۔ اسی لیے بعض لوگ جب گھروں میں داخل ہوتے ہیں تو سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو جاتی ہے، گھر میں داخل ہوتے وقت اہل وعیال کو سلام کہنے اور مسکرا کر ملنے کے بجائے مرجھائے چہرے سے ملتے ہیں، زبان میں درشتی آ جاتی ہے، بیوی سے جھگڑا شروع ہو جاتا ہے اور پیار ومحبت الوداع کہہ جاتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت دعا پڑھ لے تو شیطان (اپنے چیلوں سے کہتا ہے) تمھارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے نہ ہی رات کا کھانا، لیکن جب گھر میں داخل ہوتے وقت دعا نہ پڑھے تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے تمھارے رات گزارنے کا بندوبست ہو گیا ہے اور رات کھانا کھاتے وقت بھی دعا نہ پڑھے تو شیطان (خوشی سے) سے کہتا ہے تمھارے رات گزارنے اور کھانے (دونوں کا) بندوبست ہو گیا ہے۔''

جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جزا وسزا کے متعلق یہ ایک حقیقت ہے، جو شخص

والدین کے ساتھ ہمدردی اور احسان کرتا ہے، اس کی اولاد بھی اس کی خدمت کرتی ہے، جو والدین کا نافرمان ہو تو اس کی اولاد بھی اس کی فرماں بردار قطعاً نہیں ہو سکتی۔ جو لوگوں کی عزتِ نفس کا لحاظ رکھتا ہے، لوگ بھی اس کی عزت پر حرف نہیں آنے دیتے اور اس کے برعکس بھی جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ))

"تم اللہ (کی حدود و قیود) کی حفاظت کرو تو اللہ تمھاری حفاظت فرمائے گا۔"

زیرِ بحث مسئلے میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ جب لوگوں کا توکل علی اللہ کم ہو گیا اور اسباب پر اعتماد بندھ گیا تو پھر وہ اسباب کے حوالے کر دیے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کی حفاظت سے نکل جائے وہ ذلیل ہی ہوتا ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسباب کو اختیار کرنا توکل علی اللہ کے منافی نہیں، جیسے عند المرض ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا، لیکن اعتماد و توکل ڈاکٹر کے بجائے اللہ وحدہ لا شریک کی ذات پر ہونا چاہیے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں "الجزاء من جنس العمل" والا قاعدہ بھی منطبق ہوتا ہے، بہت سے لوگ نفس کے لیے فائدہ مند اشیا کے متلاشی ہوتے ہیں، خواہ وہ حرام ہی کیوں نہ ہو، جیسے غیر محرم خواتین کو دیکھنا، گانے اور موسیقی سننا، ایسے ممالک کا رخ کرنا، جہاں بے حیائی عام ہے اور کھلم کھلا برائی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں عارضی طور پر نفوس کو فائدہ پہنچانے کے لیے اختیار کی جاتی ہیں۔ پھر مقاصد کے پوار ہونے کے بجائے سزا میں گرفتار کر لیے جاتے ہیں اور نفسانی و قلبی امراض اور ذہنی قلق کا شکار ہو جاتے ہیں، ان کو ان

کے کیے کا بدلہ مل جاتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔
اس طرح وہ اپنے ہاتھوں ذہنی و قلبی قلق کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی جب بعض مال دار لوگوں نے خادموں وغیرہ سے کام لینا شروع کر دیا اور ڈرائیور وغیرہ رکھ لیے تو پیسے کے نشے میں انھوں نے قواعدِ شرعیہ کی پابندی کو ضروری خیال نہ کیا تو وہ بعض پریشانیوں کا شکار ہوئے، مثلاً: بغیر محرم کے ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا اور خادمہ وغیرہ کے ساتھ خلوت نشینی پھر خادمہ یا ڈرائیور کی طرف سے بھی سحر و جادو کرنے کے واقعات رونما ہوئے۔

سوال جادو کا حکم کیا ہے اور قیافہ شناسوں کے پاس جانا کیسا ہے؟
سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جواب مریض کے لیے جس طرح کاہنوں کی تصدیق کرنا ناجائز ہے، اسی طرح اسے اپنے مرض کا پتا لگانے کے لیے ان کے پاس جانا بھی جائز نہیں، کیوں کہ وہ اٹکل پچو لگاتے ہیں یا جنات وغیرہ کو مطلوبہ مسئلے کی مدد کے لیے حاضر کرتے ہیں اور ان کا معاملہ گمراہی اور کفر ہے، کیوں کہ یہ غیب کے دعوے دار ہوتے ہیں۔
امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم میں حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس نے کسی قیافہ شناس کے پاس آ کر کسی چیز کے متعلق سوال کیا، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی کسی بات کی تصدیق کی تو اس نے شریعتِ محمدیہ سے کفر کیا۔"[1]
سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---
[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٩٠٤) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٦٣٩)

”وہ شخص ہم میں سے نہیں، جس نے بدشگونی کی یا اس کے لیے بدشگونی کی گئی، جس نے کہانت کی یا اس کے لیے کہانت کی گئی، جس نے جادو کیا یا کروایا اور جس نے کاہن کے پاس آ کر اس کی کسی بات کی تصدیق کی تو اس نے شریعتِ محمدیہ کا انکار کیا۔“[1]

احادیث میں کاہن اور جادوگر کے کفر کی دلیل موجود ہے، کیوں کہ یہ دونوں ایک علم (علم غیب) کے مدعی ہوتے ہیں، جب کہ یہ دعویٰ کفر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ جنات سے خدمت لینے اور ان کی بندگی کے بغیر اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے تو جنات کی بندگی اللہ کے ساتھ کفر و شرک ہے، لہٰذا جو بندہ ان کے دعوے کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی انہی میں شمار ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ ہر اس شخص سے بے زار ہیں جو ایسے افعال سرانجام دیتا ہے۔ جادو ایسے کاموں سے ہے جو حرام ہونے کے ساتھ ساتھ کفر بھی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ میں دو فرشتوں کے متعلق فرمایا:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

[البقرۃ: ۱۰۲، ۱۰۳]

”وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو

[1] رواہ البزار بإسناد جید.

صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ (جادو) سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالاں کہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو بے شک اللہ کے ہاں سے بہت اچھا ثواب ملتا، کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جادو کفر ہے۔

ہم جادوگروں، کاہنوں اور تمام فریب کاروں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور سلامتی و عافیت مانگتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی توفیق عطا کرے اور ان کے متعلق جو شرعی حکم ہے اسے نافذ کرنے کی توفیق دے، تاکہ لوگ ان کے شر اور برے اعمال سے راحت پا جائیں۔

اہم تنبیہ! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک فاحش غلطی پر متنبہ کر دیا جائے، جس میں کچھ لوگ خصوصاً خواتین مبتلا ہیں اور وہ یہ ہے کہ بذریعہ جادو مرد کے دل کو اس کی بیوی اور بیوی کے دل کو اس کے شوہر کی طرف مائل کرنا اور اس پر عطف ڈالنا۔ یہ ایک سنگین غلطی اور جہالت ہے اور مذکورہ بالا نتیجہ مشروع اور مباح اسباب سے حاصل بھی نہیں ہوتا، بلکہ ایسے کفریہ اعمال کے ساتھ ہوتا ہے

جو خالق تعالیٰ کے غصے کا سبب بنتے ہیں۔ پھر معطوف علیہ کا دل طبعی حالت میں بھی نہیں ہوتا کہ اپنی مرضی اور اختیار سے وہ دوسرے کی طرف مائل ہو، بلکہ اس کی عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور اس طرح دو دلوں کے اجتماع سے جو محبت و انس، جو سکون وطمانیت کا سبب ہوتا ہے، وہ بھی حاصل نہیں ہوتی۔

سوال آپ جادو اور نظرِ بد سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان، رحمت اور اتمامِ نعمت کرتے ہوئے جادو اور نظرِ بد سے بچاؤ کے طریقے واضح کر دیے ہیں اور اگر وہ جادو ونظرِ بد کا شکار ہو جائیں تو اس کا علاج بھی بیان کر دیا ہے۔

جادو اور نظرِ بد سے بچاؤ کے چند اسباب درج ذیل ہیں:

1 توکل علی اللہ:

جن اشیا سے آفات کو روکا جا سکتا ہے اور مطالب کے حصول میں جو نفع بخش ہیں، ان میں سب سے عظیم توکل علی اللہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جملہ امور میں اس کو کافی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ۳]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

2 احکامِ الٰہی کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب:

جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دین، دنیا اور اہل و مال کے محافظ ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ))

''تم اللہ کی (حدود و قیود کی) حفاظت کرو، اللہ تمھاری حفاظت فرمائے گا۔''

3 کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنا:

خود کو مصائب سے بچانے کے لیے تلاوتِ قرآن، تسبیح، تحمید، تہلیل (سبحان اللہ، الحمد للہ اور لا إله إلا اللہ) استغفار اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا انتہائی نفع بخش ہے۔ امام احمد اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا گیا کہ خود بھی ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کا حکم دو۔ ان پانچ باتوں میں سے ایک درج ذیل ہے، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا:

''میں تمھیں ذکرِ الٰہی کا حکم دیتا ہوں، ذکر کی مثال ایسے ہے، جیسے کسی شخص کے پیچھے دشمن بڑی تیزی سے بھاگ رہا ہو، حتی کہ وہ ایک مضبوط قلعے کے پاس پہنچ کر (اس میں داخل ہو جائے) اور خود کو دشمن سے محفوظ کر لے، ایسے ہی انسان خود کو شیطان سے صرف ذکرِ الٰہی ہی کی بدولت بچا سکتا ہے (گویا ذکرِ الٰہی وہ مضبوط قلعہ ہے، جس میں داخل ہو کر انسان شیطان سے بچ سکتا ہے)''

شیطان سے محفوظ کرنے والے چند اذکار درج ذیل ہیں:

1 آیۃ الکرسی:

جب انسان سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو صبح تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان قریب نہیں پھٹک سکتا۔ ہر نماز کے بعد بھی اس کو پڑھنے کی ترغیب ہے (جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی

پڑھتا ہے تو اس کے لیے دخولِ جنت سے مانع صرف موت ہی ہے)

2 سورۃ البقرہ کی تلاوت:

جس گھر میں سورت بقرہ پڑھی جائے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

3 سورۃ البقرہ کی آخری آیات کی تلاوت:

جس نے رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیں، یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔

4 صبح وشام کے مسنون اذکار:

گھر سے نکلنے اور داخل ہونے کے وقت اذکار، کسی جگہ پڑاؤ کے وقت کے اذکار اور سواری پر سوار ہوتے وقت کے اذکار کر لینا۔ ایسے ہی ہر موقع پر جو مناسب اذکار ہیں ان کا ورد کرنا، انسان کو شیطان کے شر سے بچاتا ہے۔

5 بچوں کو اللہ کی پناہ میں دینا:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کرتے تھے: ''میں تمھیں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ شیطان، زہریلے کیڑے اور ہر نظرِ بد سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

6 کثرت سے ''أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق'' پڑھنا:

دن رات کسی مکان، سمندر، صحرا وفضا میں اترتے وقت ''أعوذ بكلمات الله التامات من شرما خلق'' کا کثرت سے ورد کرنا۔

کچھ مزید اسباب ہیں، جن سے انسان جنات وغیرہ سے بچ سکتا ہے، ان سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① غروبِ شمس کے وقت بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روکنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''جب رات کا اندھیرا چھانے لگے تو بچوں کو باہر نکلنے سے روک دو، کیوں کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں، جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر چھوڑ دو۔''[1]

② گھر کو مورتیوں، تصاویر اور کتوں سے پاک رکھنا:

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جس گھر میں درج بالا اشیا ہوں، وہاں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے، ایسے ہی گھر کو آلاتِ طرب (موسیقی کے آلات سے بھی صاف رکھا جائے، یعنی آلاتِ لہو ولعب گھر میں نہیں ہونے چاہییں۔

③ صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھانا:

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھائیں، اس دن اسے زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: ''امید ہے یہ فضیلت کھجور کی تمام اقسام کو شامل ہو۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو کے توڑ کے لیے سب سے کارآمد ذکر ہے، بلکہ ذکرِ الٰہی بالذات بہت نفع بخش ہے۔ جب انسان کا دل ذکر سے معمور ہو اور اذکار و دعوات میں مشغول ہو اور صرف زبانی ورد نہ ہو تو انسان پر جادو اثر نہیں کرسکتا۔ جب جادو کا اثر

[1] رواه البخاري و مسلم

ہو جائے تو سب سے بہتر علاج اور جن سورتوں سے دم کیا جائے وہ درج ذیل ہیں:

1 معوذتین: امام بخاری و مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ”جب رسول کریم ﷺ بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مار دیتے۔“ ابن قیم ؒ نے فرمایا:

”ان دو سورتوں کے بیان کا مقصد ان کی عظیم منفعت اور ان کی احتیاج وضرورت کا بیان ہے، کوئی ان سے کبھی استغنا اختیار نہیں کر سکتا، ان میں جادو، نظرِ بد اور تمام شرور کو دفع کرنے کی خاص تاثیر ہے اور انسان کو کھانے پینے اور لباس سے بڑھ کر ان سورتوں کے ساتھ پناہ پکڑنے کی ضرورت ہے۔“

2 ”کچھ صحابہ سفر میں نکلے اور وہ ایک قبیلے کے پاس سے گزرے جس کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ ایک صحابی نے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ سردار ایسے ٹھیک ہو گیا، جیسے اسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ مسکرا پڑے اور اس کے فعل پر مہرِ تصدیق ثبت کی۔

امام ابن قیم ؒ نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے، کہتے ہیں:

3 ”مکے میں قیام کے دوران میں بیمار ہو گیا۔ کوئی طبیب اور دوا میسر نہیں تھی تو میں آبِ زم زم لیتا اور اس پر معوذتین پڑھ کر پی لیتا تو مجھے مکمل صحت یابی حاصل ہو گئی، پھر تو میں اکثر مصائب کا علاج اسی سے کرتا اور بہت نفع ہوتا۔“

مسنون دعاؤں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1 ((اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ! أَذْھِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيُ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

”اے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کر دے اور شفا بخش، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا بخش جو بیماری کو ختم کر دے۔“

2 اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر پڑھیں:

بسم اللہ تین مرتبہ اور ”أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّمَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ“ (سات مرتبہ)

”مجھے جو شر لاحق ہے اور جس کا خوف ہے، اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کی عزت وقدرت کے ساتھ۔“

3 ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))

”اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر جان اور نظرِ بد کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام سے میں تجھے دم کر رہا ہوں۔“

4 جادو اور دیگر تعالیف کے علاج کے لیے ایک نفع مند چیز استغفار ہے، کیوں کہ گناہ مصائب وتکالیف کا سبب ہوتے ہیں اور توبہ اس کی دوا ہے۔

اللہ کے پیغمبر صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [النمل: ٤٦]

”تم اللہ سے مغفرت کیوں نہیں طلب کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے؟“

خود اپنا محاسبہ کیجیے اور معاملات کی چھان پھٹک کیجیے تو تمھیں معلوم ہوگا کہ تکالیف کا سبب اپنے ہی اعمال ہیں، کیوں کہ:

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ [حمٓ السجدة: ٤٦]

"اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: جادو کا سب سے نفع بخش علاج یہ ہے کہ اس جگہ کو تلاش کیا جائے، جہاں جادو مدفون ہے، جب پتا چل جائے اور تعویذ نکال کر ضائع کر دیے جائیں تو جادو باطل ہو جاتا ہے۔

سوال جس پر بندشِ جماع کا جادو ہو، اس کا علاج کیا ہے؟

جواب مذکورہ بالا علاج کے ساتھ ساتھ درج ذیل علاج بھی کیا جائے:

بیری کے سات پتے لے کر ان کو کوٹ کر کسی برتن میں ڈال دیا جائے اور اس میں پانی ڈال دیا جائے، پھر اس پر آیۃ الکرسی، سورت کافرون، معوذات (﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾) اور جادو والی یہ آیات پڑھے:

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ۱۱۷، ۱۱۹]

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تُو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدھا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے باطل ٹھہرا، تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔"

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [يونس: ٧٩، ٨٢]

''اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا: ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔''

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾

[طٰهٰ: ٦٥، ٦٩]

''(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں

خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔‘‘

پھر اس سے کچھ پانی پی لیا جائے اور کچھ کے ساتھ غسل کر لیا جائے، اس کے ساتھ بیماری زائل ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

اگر دو تین یا زیادہ مرتبہ بھی یہ عمل کرنا پڑے تو کر لینا چاہیے، حتی کہ بیماری زائل ہو جائے۔

نظرِ بد کے مریض کا علاج:

1. جس کو نظرِ بد لگی ہے، وہ قرآن مجید اور مسنون ادعیہ پڑھ کر (جن میں سے کچھ کا بیان ہو چکا) خود کو دم کرے یا کوئی دوسرا اسے دم کرے۔
2. جس کی نظر کا گمان ہو، اس سے غسل کا مطالبہ کرے، بعد میں اس کے استعمال شدہ پانی سے چھینٹے مارے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظر ہوتی، جب تم سے غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرو۔‘‘[1]

غسل کا طریقہ یہ ہے کہ ’’جس کی نظر لگی ہے اس کو کہا جائے کہ وہ اپنا چہرہ، ہاتھ، کہنیوں، گھٹنوں اور ازار کا اندرونی حصہ دھوئے، پھر وہ پانی اس پر ڈال دیا جائے، جسے نظر لگی ہے۔‘‘

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۸)

سوال خود کو کیسے دم کیا جائے؟

جواب جب مسلمان کو کوئی مرض لاحق ہو جائے تو جائز ہے کہ وہ کوئی متقی، حلال خور اور مستجاب الدعوات آدمی دیکھ کر اس سے دم کرائے، لیکن دم نہ کروانا افضل ہے، کیوں کہ دم نہ کروانا کمال توکل ہے اور جو لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کی بھی یہی صفت ہے کہ وہ دم نہیں کرواتے۔

لیکن آج کل لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جو بھی دم کا دعوے دار ہے، اس کی طرف بھاگے جا رہے ہیں، خواہ وہ اس لائق ہے بھی کہ نہیں، بلکہ وہ کاہنوں وغیرہ میں سے ہی کیوں نہ ہو، ایسا صرف جہالت کے عام ہونے کی وجہ سے ہے۔ لوگ دین کے معاملے میں سستی کرنے لگے اور دین کا معاملہ انھوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔ عوام کے دینی معاملات میں سستی نے فاسق لوگوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اہلِ صلاحیت نہ ہونے کے باوجود دم کے دعوے دار ہیں اور لوگوں کا ان پر اعتماد اور اعتقاد بھی ہے، اس لیے خود ہی اپنے آپ کو دم کر لینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فرمان ہے:

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [المؤمن: ٤٠]

''تم مجھے پکارو میں تمھاری (دعائیں) قبول کروں گا۔''

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ میں بہت گناہ گار ہوں اور عدمِ قبولیت کا ڈر رکھتا ہے تو یہ ایک مستحسن امر ہے، لیکن اس ڈر کے ساتھ امید کا پہلو بھی ہونا چاہیے، تب یہ سوچ موافقِ شرع ہوگی۔

جس طرح انسان گناہوں کا خوف رکھتا ہے، ایسے ہی رحمتِ الٰہی کی امید بھی رکھے، جب انسان اپنے رب سے اچھا گمان رکھے اور نیکی کرتے ہوئے اپنے

احوال کو درست رکھنے کی کوشش کرے اور گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے لوگوں کے بہت قریب ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ میرے متعلق جو گمان رکھتا ہے، میں اسی گمان کے مطابق اس سے پیش آتا ہوں۔" (متفق علیہ)

اس لیے انسان کو رب سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور برے گمان سے اجتناب کرنا چاہیے اور مرض کی صورت میں اپنے آپ کو خود ہی دم کرنا چاہیے، اس میں بہت فوائد پنہاں ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. اتباع النبی ﷺ: آپ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارتے۔
2. کامل ترین توکل: خود ہی دم کرنا قبولیت کے قریب ہے، کیوں کہ جسے تکلیف ہے، جس اخلاص سے وہ اپنے لیے دعا کرسکتا ہے کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔
3. کذاب اور جھوٹے لوگوں سے انسان سلامت رہتا ہے۔
4. خواتین کی عصمت کی حفاظت ہے کہ جب انسان اپنے اہلِ خانہ کو دم کرے یا وہ خود ہی اپنے آپ کو دم کریں تو غیر محرم مردوں سے تعرض سے بچ جائیں گی۔

سوال کیا دم کیا جائے؟

جواب سورت فاتحہ پڑھ کر تکلیف والی جگہ پر پھونک ماری جائے، ایسے ہی سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور دیگر سورتیں اور آیات جن سے دم کیا جاتا ہے، ایسے ہی مسنون دعائیں پڑھ کر پھونک ماردی جائے۔

سوال کہانت، جادو اور شرعی دم کے درمیان فرق کا کیسے پتا چلے گا؟

جواب کاہن، جادوگر اور شرعی دم کرنے والے کے درمیان درج ذیل امور کی بنا پر فرق کیا جاسکتا ہے کہ جادوگر اور کاہن مریض سے سوال کرے گا:

1. تیرا اور تیرے والد کا نام کیا ہے؟
2. وہ مریض سے کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے، مثلاً: کپڑا وغیرہ لا کر دکھانے کا۔
3. وہ مخصوص طریقے سے کسی حیوان کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بسا اوقات مذبوح جانور کا خون اپنے بدن کے کسی حصے پر ملنے کا حکم دیتا ہے۔
4. حروفِ مقطعات یا کوئی طلسم لکھ کر دیتا ہے۔
5. وہ غیر مفہوم کلام کرتا ہے۔
6. مریض کو کچھ اشیا دے گا کہ فلاں جگہ ان کو دفن کرنا ہے۔
7. مریض کے متعلقہ مخصوص خبریں مریض کو بتائے گا۔
8. فسق کی علامات اس پر ظاہر ہوں گی، مثلاً: ڈاڑھی مونڈھتا ہوگا، شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوگی، مونچھیں بڑھی ہوئی، باجماعت نماز سے سستی اور اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ نشانیاں ہیں۔

جب کہ شرعی دم کرنے والا شریعت کا پابند اور درج بالا باتوں سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

تنبیہات:

1. ذکر سے مقصد عبادتِ الٰہی اور ثواب و اجر کا حصول ہو اور طبعاً دنیاوی نفع یعنی آفات سے حفاظت وغیرہ ہونا چاہیے، صرف دنیاوی نفع کو مدِنظر رکھنا صحیح نہیں۔
2. جب کسی کاہن اور جادوگر کے بارے میں علم ہو جائے تو اس کو اس کام سے روکنا اور دوسرے کو اس کے پاس آنے سے منع کرنا ضروری ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص برائی دیکھے تو ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اتنی بھی استطاعت نہیں تو دل میں برا

جانے اور یہ کم زور ترین ایمان ہے۔'' (صحیح مسلم)

3 برج جو بعض میگزین اور مجلات میں دیے جاتے ہیں، یہ ستارہ پرستی اور جادو کی ایک قسم ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ اس میں علمِ غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، حالاں کہ علمِ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

امام احمد، ابو داود اور ابن ماجہ نے نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے علمِ نجوم میں سے کچھ بھی سیکھا اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا، جتنا زیادہ کرنا چاہے کر لے (یعنی جتنا بھی زیادہ حاصل کرے گا جادو کا علم ہی زیادہ کرے گا اور جادو سیکھنا حرام ہے)۔

4 جو شخص کسی اچھی چیز کو دیکھے اور اسے خدشہ ہو کہ یہ میری نظر کا شکار نہ ہو جائے تو اس اچھی چیز کے لیے برکت کی دعا کرے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو جس نے دوسرے کو نظر سے شکار کیا تھا، کہا: ''تو نے اس کو برکت کی دعا کیوں نہیں دی؟''

دوسری حدیث میں ہے: ''جب کوئی کسی اچھی چیز کو دیکھے تو برکت کی دعا دے، کیوں کہ نظر برحق ہے۔'' (رواہ مسلم)

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''انسان یہ الفاظ کہے: ''اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ'' ''اے اللہ! اس کو برکت دے۔'' حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا: ''برکت کی دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہے: ''تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْهِ''

درج بالا ہدایات ونصائح کو یاد رکھیے۔ واللّٰه أعلم

وصلی اللّٰه وسلم وبارك علیٰ محمد وعلیٰ آله وصحبه وسلم.

حسد اور نظرِ بد کے متعلق

علما کے مختلف فتاوی

سوال سماحۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

جس کے پاس دوستی اور دشمنی کا معیار اپنی موافقت یا عدمِ موافقت ہے، اس کے لیے آپ کی کیا نصیحت ہے؟ ایسے ہی طلبا میں حسد و بغض کے بارے میں نصیحت فرمائیں!

جواب شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے جواب دیا:

یہ صحیح ہے کہ بعض لوگ اپنی موافقت یا عدمِ موافقت کے ساتھ دوستی اور دشمنی کو مقید کر دیتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے سے دوستی رکھتا ہے، کیوں کہ دوسرا اس کی موافقت میں کلام کرتا ہے، اسی طرح ایک اور شخص سے اس کو بغض ہے، کیوں کہ وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔

میں تمھارے سامنے ایک قصہ ذکر کرنے لگا ہوں، جو منیٰ میں دو افریقی شخصوں کے درمیان پیش آیا اور وہ دونوں باہم لعنت کر رہے تھے اور باہم کفر کا فتوی لگا رہے تھے، انھیں ہمارے پاس لایا گیا، ہم نے پوچھا: کیا مسئلہ ہے؟

ایک نے کہا: یہ شخص نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھ کر سینے پر رکھتا ہے، جب کہ یہ سنت کا انکار ہے۔

دوسرے نے کہا: یہ شخص نماز میں ارسال کرتا ہے (ہاتھ نہیں باندھتا) اور ایسا کرنا کفر ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

"جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔" (صحیح بخاری)

اس مسئلے پر وہ دونوں ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے تھے، حالاں کہ جانتے

تھے کہ یہ فرض، رکن یا شرط نہیں، بڑی مشکل سے وہ ہمارے سامنے راضی ہو گئے، بعد کی اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

انتہائی افسوس ہے کہ بعض لوگ ملحدین (جن کا کفر صریح اور واضح ہے) پر اتنے نہیں برستے جتنا مسلمانوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ مسلمان بھائیوں سے اس قدر دشمنی رکھتے ہیں کہ کافروں سے بھی ایسی دشمنی نہیں اور ان سے ایسی باتیں منسوب کر دیتے ہیں، جن کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہوتی۔ محض حسد اور بغض کی بنا پر اور بلا شک وشبہ حسد یہود کے اخلاقِ ذمیمہ میں سے ہے۔

پھر بوجہ حسد حاسد سوائے غم و پریشانی کے حاصل بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لیے دوسروں کے لیے بھلائی تلاش کرو تو تمھیں بھلائی حاصل ہوگی اور جان لیجیے اللہ اپنا فضل جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ اگر آپ حسد کریں گے تو اللہ کے فضل کو روک نہیں سکتے، بلکہ بسا اوقات جو اللہ نے آپ پر فضل کیا ہوا ہے تو آپ دوسرے سے زوالِ نعمت کی تمنا کرتے ہوئے اس فضلِ الٰہی کو روک دیتے ہیں۔

طالب علم میں حسد دو معانی کا احتمال رکھتا ہے اور یہ اس کی نیت پر منحصر ہے، اگر وہ یہ حسد کرتا ہے کہ جیسے میرا ساتھی ذہین ہے، علم میں پختہ ہے، لوگ مسائل میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ صفت میرے اندر بھی پیدا ہو جائے تو یہ حسد جائز ہے، لیکن اگر اس کی نیت یہ ہے کہ اس سے یہ علم چھن جائے، مرجع الخلائق والی صفت اس سے ختم ہو جائے تو یہ مذموم ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

نظرِ بد کی حقیقت

سوال نظرِ بد کی کیا حقیقت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ٥]

''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

کیا نبی مکرم ﷺ سے وہ حدیث صحیح ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قبروں میں پڑے ہوئے ایک تہائی لوگ وہ ہیں جو نظر لگ جانے کی وجہ سے فوت ہوئے؟

جب انسان کو کسی کے حسد کے بارے شک ہو تو اسے قولاً وفعلاً کیا کرنا چاہیے؟ نظر لگانے والے کے غسل کا پانی معین (جس کو نظر لگی ہے) کے لیے شفا بخش ہے؟ کیا وہ اسے پیے یا اس سے غسل کرے؟

جواب ''العین'' ''عان یعین'' سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کسی کو آنکھ سے تکلیف دینا۔ اصل میں عائن (نظر لگانے والا) کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے، پھر اس کے نفسِ خبیثہ کی کیفیت اس کا پیچھا کرتی ہے اور وہ اپنی نظر کے زہر کو معین (جس کو نظر لگتی ہے) میں نافذ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حاسد سے پناہ طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ ہر نظر لگانے والا حاسد ہوتا ہے، جب کہ ہر حاسد نظر لگانے والا نہیں ہوتا، یعنی عائن اور حاسد میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

حاسد، عائن سے عام ہے، اس لیے حاسد سے پناہ مانگنا عائن کو بھی شامل ہوتا ہے۔ نظرِ بد ایک تیر ہے، جو حاسد اور عائن کے نفس سے نکل کر محسود اور معین کی طرف رخ کرتا ہے، کبھی تو محسود و معین میں پیوست ہو جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے، اگر محسود کے پاس بچاؤ کا سامان (اذکار) نہ ہو تو اس میں اثر کر جاتا ہے اور اگر اسلحہ و بچاؤ کا سامان موجود ہو تو پھر اثر نہیں کر سکتا اور کبھی یہ تیر عائن و حاسد کی طرف ہی لوٹ آتا ہے۔

نظرِ بد کے متعلق نبی کریم ﷺ سے احادیث منقول ہیں۔ صحیحین میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ''نبی کریم ﷺ مجھے حکم دیتے کہ میں نظرِ بد کا دم کروا لوں۔''

صحیح مسلم، مسند احمد اور سنن ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کا فرمان مروی ہے:

> ''نظرِ بد حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظرِ بد ہوتی، اس لیے (معین کے علاج کے لیے جب) غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کر لیا کرو۔''[1]

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حدیث ہے:

> ''اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جعفر کے بیٹوں کو نظر لگ جاتی ہے، کیا ہم انھیں دم کروا لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں (دم کروایا کرو) اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو نظرِ بد سبقت لے جاتی۔''[2]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۸)

[2] سنن الترمذي، رقم الحدیث (۳۰۵۹)

امام ابو داود رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''عائن کو حکم دیا جاتا، وہ وضو کرتا، پھر اس (پانی سے) نظر زدہ غسل کر لیا کرتا تھا۔''[1]

احمد، مالک، نسائی اور ابن حبان نے سہل بن حنیف سے روایت نقل کی ہے:

''وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکے کی طرف نکلے، جب جحفہ سے وادیِ خرار میں تھے تو سہل بن حنیف نے غسل کیا، جب کہ سہل کی رنگت سفید اور جسم خوب صورت تھا۔ بنی عدی بن کعب کے ایک شخص عامر بن ربیعہ نے ان کو غسل کرتے ہوئے دیکھ کر کہا: اتنا خوب صورت آج تک میں نے کسی کنواری لڑکی کا جسم نہیں دیکھا۔ سہل گر پڑے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو کہا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا سہل کے لیے کوئی علاج وغیرہ آپ کے پاس ہے؟ اللہ کی قسم وہ تو سر بھی نہیں اٹھا سکتا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کسی کی نظرِ بد کا تمھیں شک ہے؟'' انھوں نے کہا: عامر بن ربیعہ نے ان کا جسم دیکھ کر یہ بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور اس پر غصے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کس بنا پر قتل کرنا چاہتا ہے؟ جب تجھے اس کا جسم خوب صورت لگا تھا تو تُو نے برکت کی دعا کیوں نہیں دی؟'' پھر عامر کو کہا: ''سہل کے لیے غسل کرو!'' تو اس نے اپنا چہرہ، ہاتھ مع کہنیاں، گھٹنے، پاؤں اور ازار کی اندرونی جانب ایک ٹب میں دھوئے، پھر وہ پانی سہل بن حنیف پر ڈالا گیا۔

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (۳۸۸۰)

ایک شخص وہ پانی سہل بن حنیف کے سر اور پشت پر ڈالنے لگا اور پھر تمام پانی یک بارگی اس پر انڈیل دیا۔ سہل نے اپنا سفر ایسے شروع کر دیا، جیسے اسے کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔''

مذکورہ بالا احادیث اور ان کے علاوہ احادیث کی بنا پر جمہور علما نظر لگ جانے کے قائل ہیں اور مشاہدے کی بنا پر بھی۔

لیکن سوال میں پیش کردہ حدیث ''ثلث ما في القبور من العین'' اس کی صحت کا ہمیں علم نہیں، لیکن امام شوکانی ﷫ نے ذکر کیا ہے کہ بزار نے حضرت جابر ﷜ سے بسند حسن ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی تقدیر اور فیصلے کے بعد سب سے زیادہ اموات نظرِ بد سے ہوں گی۔''

مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایمان باللہ، توکل، اعتماد اور رجوع إلی اللہ کے سبب خود کو شیاطین اور سرکش جنات و انس سے محفوظ کرے، ایسے ہی تعوذاتِ نبویہ، معوذتین، سورت اخلاص، سورت فاتحہ اور آیت الکرسی وغیرہ پڑھ کر خود کو شر سے بچائے۔ تعوذات میں درج ذیل دعائیں بھی شامل ہیں:

1. ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))
2. ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنَ))
3. اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان بھی اس میں شامل ہے:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ [التوبۃ: ۱۲۹]

”مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور وہی عرشِ عظیم کا رب ہے۔“

ایسے ہی دیگر شرعی دعائیں پڑھے۔

جواب کے شروع میں جو حاسد سے پناہ مانگنے کا حکم ہے، ابن قیم رحمہ اللہ نے انہی مذکورہ دعاؤں کی بدولت پناہ مانگنا بیان کیا ہے۔

جب کسی کے بارے میں علم ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اور شک ہو تو اسے غسل کا حکم دیا جائے۔ اس کو ایک برتن دیا جائے، جس میں وہ منہ، ہاتھ، پاؤں اور ازار کی اندرونی جانب دھوئے، پھر وہ پانی جس کو نظر لگی ہے اس کے سر پر انڈیل دیا جائے تو وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔

سوال نظرِ بد دور کرنے کے لیے تنکوں، گھاس یا اوراق وغیرہ کی دھونی دینا جائز ہے؟

جواب مذکورہ اشیا سے نظرِ بد کا علاج درست نہیں، کیوں کہ یہ نظرِ بد کا شرعی علاج نہیں ہے، بلکہ اس سے شیاطین و جنات کی رضا مندی اور شفا کے حصول کے لیے ان سے استعانت مقصود ہوتی ہے، نظرِ بد کا علاج احادیث سے ثابت شدہ طریقے سے کیا جائے۔

سوال میری بہن تقریباً دو سال سے بیمار ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ مجھے کسی کی نظر لگی ہے۔ چند دن قبل خواب میں فجر سے پہلے میں نے کسی قریبی رشتے دار خاتون کو دیکھا جو مجھے نصیحت کر رہی تھی کہ ہمارے شہر میں فلاں شخص شرعی دم کرتا ہے اس کے پاس بہن کو لے جاؤ۔ آپ اس بارے میں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب نظر زدہ کا شرعی دم سے علاج جائز ہے۔ دم صالح اور معروف آدمی یا صالحہ عورت سے کروایا جائے جو دم میں مشہور ہو، لیکن اگر مرد دم کرے تو

عورت اس کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، بلکہ کوئی تیسرا شخص وہاں موجود ہو۔
اگر پتا ہو کہ فلاں شخص کی نظر لگی ہے تو اس سے اس طرح غسل کروایا جائے کہ وہ اپنے چہرے، ہاتھوں، پاؤں اور ازار کی اندرونی جانب دھوئے، پھر اس کے غسل والے پانی سے مریض غسل کرے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کی بنا پر ((وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا)) ''جب تم سے (مریض پر پانی ڈالنے کے لیے) غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرو۔''

سوال کیا انسان کو نظر لگ سکتی ہے؟ اگر لگ سکتی ہے تو اس کا علاج کیسا ہوگا؟ کیا نظرِ بد سے تحرز توکل کے منافی ہے؟

جواب نظرِ بد شرعاً وحساً ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾ [القلم: ٥١]

''اور بلاشبہ قریب ہے کہ کافر اپنی نظروں سے آپ کو پھسلا دیں گے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر نے اس کی تفسیر میں کہا: "یعینوك بأبصارھم" ''کہ وہ آپ کو نظرِ بد لگا دیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''نظرِ بد حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو نظرِ بد سبقت کر جاتی۔''[1]

نسائی اور ابن ماجہ نے جو روایت نقل کی وہ بھی اسی کے متعلق ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ غسل کر رہے تھے، ان کے پاس سے عامر بن ربیعہ نے گزرتے ہوئے کہا: اتنا خوب صورت جسم میں نے آج تک نہیں دیکھا، کنواری لڑکی کا جسم بھی اتنا خوب صورت نہیں جتنا سہل کا ہے۔ سیدنا سہل گر پڑے۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٨٨)

رسول اللہ ﷺ کو سہل کے مرض کے بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھیں کس پر نظر کا شک ہے؟'' انھوں نے کہا: عامر بن ربیعہ پر ہمیں شک ہے (اس کی نظر لگی ہے) نبی کریم ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا، اس پر غصے ہوتے ہوئے کہا: ''کس بنا پر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے قتل کے درپے ہے۔ جب اپنے بھائی کی کسی خوش کن چیز پر نظر پڑے تو اسے برکت کی دعا دے۔''[1]

پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور عامر کو حکم دیا کہ چہرہ، ہاتھ، پاؤں اور ازار کا اندرونی حصہ دھوئے اور وہ پانی سہل بن حنیف پر انڈیل دے۔ نظرِ بد کے وقوع کا یہ عینی مشاہدہ ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں۔

جب نظر لگ جائے تو اس کا شرعی علاج درج ذیل ہے:

1. دم: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظرِ بد اور بخار کے لیے دم ہے۔''[2]

حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی نبی اکرم ﷺ کو ان الفاظ میں دم کیا:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))[3]

2. عائن سے غسل کروانا اور وہ پانی مریض پر ڈال دینا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو حکم دیا۔ بعض لوگ عائن کے فضلات سے نظرِ بد کا علاج کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں اور نہ شریعت میں اس کی کوئی دلیل ہے، ایسے ہی اس کا کپڑا وغیرہ یا نالا (ازار بند) کاٹ کر دھونی دیتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی غیر شرعی اور جاہلانہ ہے۔

---

[1] مشكاة (١٥٦٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٠٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

پیشگی نظرِ بد سے تحرز میں کوئی مضائقہ نہیں اور نہ توکل کے منافی ہے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل تب بھی ہوسکتا ہے، جب مباح امور کو اختیار کیا جائے، جیسا کہ ایک صحابی نے عرض کی کہ میں اونٹ کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے اس کا گھٹنا باندھ، پھر اللہ پر بھروسا کر۔'' یعنی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

نظرِ بد سے بچنے کے لیے دعائیں وغیرہ بھی پڑھنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ سیدین حسنین رضی اللہ عنہما کو نظرِ بد اور تمام قسم کے شرور سے بچانے کے لیے دم کیا کرتے تھے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ))[1]

اور نبی کریم ﷺ فرماتے: ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو ایسے ہی دم کرتے تھے۔''[2]

سماحۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین سے سوال ہوا:

سوال کیا یہ صحیح ہے کہ کافر کی نظر مسلم کو نہیں لگ سکتی؟ دلیل بھی بتائیں؟

جواب شیخ نے جواب دیا: یہ بات غلط ہے، بلکہ کافر کی نظر بھی لگتی ہے، کیوں کہ نظرِ بد حق ہے۔

سماحۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے پوچھا گیا:

سوال نظر کے بارے میں بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ اثر نہیں کرتی، کیوں کہ یہ قرآن کی مخالفت کرتی ہے۔ اس مسئلے میں صحیح اور واضح قول کیا ہے؟

جواب صحیح قول جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے:

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۳۷۱)
[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۳۷۱)

''نظر حق ہے۔''[1]

یہ تو ایسا معاملہ ہے، جس کا وقوع بھی ثابت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ قرآن کریم کی کوئی آیت اس حدیث سے متعارض ہو، جس سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ حدیث قران سے ٹکرا رہی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز کے لیے کوئی سبب پیدا کیا ہے، قرآن کریم کی آیت:

﴿وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ﴾ [القلم: ٥١]

''اور بلاشبہہ قریب ہے کہ کافر اپنی نظروں سے آپ کو پھسلا دیں گے۔''

سے بعض مفسرین نے نظرِ بد مراد لی ہے، بہر حال یہ مراد ہو یا نہ ہو، نظرِ بد حق ہے اور ثابت ہے، جس میں کوئی شک کی گنجایش نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دور سے آج تک کئی واقعات بھی اس کے شاہد ہیں، لیکن جو نظرِ بد کا شکار ہو جائے اسے کیا کرنا چاہیے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ اذکار و ادعیہ کی تلاوت کرے، ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر عائن کا پتا ہو تو اس سے کہا جائے کہ وہ چہرہ، ہاتھ، پاؤں اور ازار کا اندرونی حصہ دھوئے تو اس پانی کو مریض پر ڈال دیا جائے، اللہ کے حکم سے مریض ٹھیک ہو جائے گا۔

آج کل کچھ لوگ عائن کے لباس سے کوئی چیز لے لیتے ہیں اور اسے پانی میں ڈال کر وہ پانی مریض کو پلایا جاتا ہے۔ ہم تک جو اخبار پہنچی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بھی مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو پھر ایسا کرنا جائز ہے، کیوں کہ جب اس کا شرعی یا حسی سبب ہونا ثابت ہو جائے تو اسے صحیح اعتبار کیا جاتا ہے۔ لیکن جو سبب شرعی یا حسی سبب نہیں تو اس پر اعتماد بھی جائز نہیں، جیسا کہ تعویذ وغیرہ ہے، جسے جسم پر باندھ دیا جاتا ہے کہ اس

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٣٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٧)

سے نظرِ بد دور ہو جائے گی تو اس کی کوئی دلیل نہیں، چاہے قرآنی آیت ہی لکھ کر کیوں نہ ڈالی جائے۔ بعض سلف علمائے کرام کا خیال ہے کہ اگر ضرورت ہو تو قرآنی آیت لکھ کر تعویذ ڈالا جا سکتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین سے پوچھا گیا:

سوال ہم نے سنا ہے کہ کچھ لوگ ہیں جو جب چاہیں اور جسے چاہیں نظر لگا سکتے ہیں، کیا ایسے ہو سکتا ہے؟

جواب نظرِ کے برحق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''نظر برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظرِ بد ہوتی۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے:

''نظرِ بد انسان کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں ڈال دیتی ہے۔''[2]

یعنی اس سے موت واقع ہو سکتی ہے، اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ نظرِ بد لگانے والے کچھ افراد ہی ہوتے ہیں، سب نہیں اور عائن کبھی نظر لگانے کا ارادہ کرتا ہے تو نقصان پہنچ جاتا ہے اور کبھی بغیر ارادے کے ہی نقصان پہنچ جاتا ہے، کوئی نقصان پہنچانا بھی چاہے تو نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ نے عائن سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ٥]

''اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

اس سے عائن کے شر سے پناہ مانگنے سے حفظ وحمایت حاصل ہو جاتی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٨٨)

[2] أبو نعیم في الحلیه (٧/ ٩٠)

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین سے پوچھا گیا:

سوال کیا مسلمان کے لیے نظرِ بد سے محتاط رہنا جائز ہے، حالاں کہ نظر کا لگنا سنت سے ثابت ہے، یہ توکل علی اللہ کے خلاف تو نہیں؟

جواب شیخ نے جواب دیا:

حدیث میں وارد ہوا ہے:

''نظر برحق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظرِ بد اس پر سبقت کر جاتی، جب (نظرِ بد کو اتارنے کے لیے) تم سے غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کر لیا کرو۔''[1]

انسان کی نظر اشیا کو لگتی ہے اور نقصان ہوتا ہے، لیکن یہ نقصان اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت ہی سے ہوتا ہے۔

لیکن نظر کی کیفیت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے، مگر بعض لوگوں کی طبائع شرارتی ہوتی ہیں اور ان سے زہریلہ اور نقصان دہ مواد ہی اٹھتا ہے، جو کسی کو لگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے کچھ تکلیف لاحق ہو جاتی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ نظرِ بد سے محتاط رہے اور ایسے اسباب اختیار کرے جو نظرِ بد کے شر سے بچائیں، ان اسباب میں سے ایک ''استعاذہ'' بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ بھی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ خود بھی جنات اور انسانی نظر سے پناہ مانگتے تھے،

جبریل علیہ السلام بھی نبی کریم ﷺ کو نظرِ بد کا دم کیا کرتے تھے۔ وہ دم یہ ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۸)

''اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر جان اور نظرِ بد کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام سے میں تجھے دم کر رہا ہوں۔''

انسان کو ایسی دعائیں پڑھنی چاہییں، لیکن جب نظر لگ جائے تو اگر کسی انسان پر شک ہو تو اس سے چہرہ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ دھونے کا مطالبہ کیا جائے، پھر وہ پانی مریض پر ڈال دیا جائے۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین سے پوچھا گیا:

سوال ایک قاری نے ہمیں بتایا کہ ایک شخص نے اس کی کار کو نظر لگائی، قاری نے عائن سے وضو کروایا، پھر وہ پانی کار کے ریڈی ایٹر میں ڈال دیا تو کار ایسے چلی جیسے خراب ہی نہیں ہوئی تھی، اس کا ایسا کرنا جائز ہے؟ کیوں کہ مجھے جو سنت سے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کو نظر لگائے تو یہ علاج ہے۔

جواب اس میں کوئی حرج نہیں۔ جس طرح نظر حیوان کو لگ سکتی ہے، ایسے ہی مصنوعات، گھروں، درختوں، گاڑیوں اور جانوروں وغیرہ کو بھی لگ سکتی ہے۔ نظر کا علاج یہ ہے کہ عائن غسل یا وضو کرے تو اس کے غسل یا وضو کا پانی متاثرہ چیز پر بہا دیا جائے۔ اگر گاڑی کو نظر لگی ہے تو وہ پانی گاڑی کے ریڈی ایٹر میں ڈالنا اللہ کے حکم سے مفید ہو گا۔ نظر کا یہی علاج ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب تم سے (متاثرہ شخص کے علاج کے لیے) غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کیا کرو۔''

اس مسئلے میں واقعات اور مختلف قصے مشہور ہیں۔ واللہ أعلم

باب دوم
جادُو

جادو

سحر کا معنی ومفہوم:

سحر کا معنی ہے: جس کا ماخذ لطیف و باریک ہو۔

اسی سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْراً)) ''بعض بیان سحر ہیں۔''

فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ﴾ [الشعرا: ۱۵۳]

''انھوں نے کہا بس تُو سحر زدہ لوگوں میں سے ہے۔''

میں یہی معنی مراد ہے۔ لفظ سحر اس سے خاص معنی پر بولا جاتا ہے۔

ازہری نے کہا ہے:

''سحر وہ عمل ہے جس سے شیطان کا قرب مقصود ہو اور اس سے مدد لی جائے۔''

انھوں نے مزید کہا ہے:

''سحر کسی چیز کو اس کی حقیقت سے غیر حقیقت کی طرف پھیرنا ہے۔''

گویا جب ساحر باطل کو حق کی صورت میں دیکھتا ہے اور کسی چیز کو اس کی غیر حقیقت خیال کرتا ہے تو وہ اس کو اس حالت سے پھیر دیتا ہے۔

— شمر نے بیان کیا ہے کہ عرب سحر کو سحر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ صحت کو

بیماری کی طرف اور نفرت کو محبت کی طرف پھیر دیتا ہے۔

کبھی سحر کو طب بھی کہہ دیتے ہیں اور مطبوب کو مسحور۔ ابوعبیدہ نے کہا ہے:

''سحر کو طب سلامتی کے ساتھ فال پکڑتے ہوئے کہتے ہیں۔ سحر کو طب اس لیے کہا کہا گیا ہے کہ یہ ''خدق'' (دیہات) کے معنی میں ہے، چنانچہ ساحر کی مہارت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے عمل کا نام ''طب'' رکھ دیا گیا۔''

قرآن کریم میں ﴿الْجِبْتِ﴾ لفظ وارد ہوا ہے۔ عمر، ابن عباس، ابو العالیہ اور شعبی نے اس کی تفسیر سحر سے کی ہے۔ کہا گیا کہ ﴿الْجِبْتِ﴾ سحر سے عام ہے جو کہانت، عرافہ اور تنجیم پر بھی صادق آتا ہے۔

سحر کی اصطلاحی تعریف میں علمائے کرام وفقہائے عظام کا بہت اختلاف ہے، شاید وہ اختلاف سحر کی طبیعت اور اس کے آثار کی طرف لوٹتا ہے۔

سحر کی حقیقت میں علما کے تصور کے مختلف ہونے کی بنا پر تعریفات بھی مختلف ہیں۔

بیضاوی نے کہا: ''سحر سے مراد وہ چیز ہے جس کے حصول میں شیطانی قربت کی مدد لی جائے کہ اس کے ساتھ انسان مستقل نہیں ہوسکتا۔ یہ قرب صرف اسے ہی حاصل ہوسکتا ہے جو شرارت وخباثت میں شیطان کے مناسب ہو۔''

تھانوی نے ''فتاوی حامدیہ'' سے نقل کیا ہے:

''سحر ایک ایسی نوع ہے جو خاص جواہر اور مطالع النجوم میں امور حسابیہ کی بدولت علم سے حاصل ہوتی ہے اور اس کے لیے ستاروں کے طلوع کے اوقات کی خاص نگرانی کی جاتی ہے اور ایسے کلمات کا تلفظ کیا جاتا ہے جو کفر، فحش اور مخالفِ شرع ہوں اور اس کی بدولت شیاطین سے طلب مدد تک رسائی ہوتی

ہے اور اس کے مجموعے سے سحر زدہ شخص میں عجیب وغریب حالات ملتے ہیں۔"

قلیوبی نے کہا:

"شرعی طور پر نفوسِ خبیثہ کا ایسے اقوال و افعال کے لیے کوشش کرنے کو سحر کہتے ہیں، جن سے خرقِ عادت امور وقوع پذیر ہوں۔"

حنابلہ نے سحر کی تعریف یوں کی ہے:

"ایسی گرہ، دم اور کلام جو وہ بولتا ہے، لکھتا ہے یا کچھ عمل کرتا ہے، جس سے وہ مسحور کے دل اور عقل پر اس سے مصاحبت کے بغیر ہی اثر کر جائے۔"

سحر کی حقیقت:

علما کا اختلاف ہے کہ "آیا سحر کی کوئی حقیقت، وجود اور لوگوں کے دلوں میں حقیقی تاثر ہے یا صرف خیال ہی ہے؟"

معتزلہ، ابوبکر رازی، جصاص حنفی، ابو جعفر استرا باذی اور امام بغوی نے سحر کی تمام اقسام کا انکار کیا ہے اور کہا ہے: حقیقت میں یہ ساحر کی طرف سے اس پر خیال ڈالنا ہے جو اس کو دیکھتا ہے اور اس کے لیے خلافِ واقع چیز کا وہم ڈالنا ہے اور جادو تب ہی ضرر دے سکتا ہے جب جادوگر، زہر یا دھواں استعمال کرے جو جادو زدہ بدن تک پہنچ کر ایذا پہنچائے۔ احناف سے بھی ایسے ہی منقول ہے اور جادوگر بذریعہ جادو اشیا کے حقائق بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتا، نہ ہی لاٹھی کو سانپ بنانا ممکن ہے اور نہ انسان کو گدھا بنایا جا سکتا ہے۔

جصاص نے کہا: "جب لفظ سحر بولا جائے تو یہ ہر اس خلافِ واقع باطل چیز کو کہتے ہیں جس کی نہ کوئی حقیقت ہو اور نہ ثبات۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ [الأعراف: ١١٦]

”پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔“

یعنی خلافِ واقعہ کام جھوٹا اور کیا، حتی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾
[طٰہٰ: ٦٦]

”پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو دوڑتی ہوئی گمان کی جا رہی تھیں، حقیقتاً وہ ساکن تھیں، یہ صرف وہم اور خیال تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ لاٹھیاں اندر سے خالی تھیں، جن میں پارہ بھرا گیا تھا۔ ایسے ہی رسیاں ایسے چمڑے کی بنائی گئی تھیں جس میں پارہ بھرا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے بتایا یہ سب غیر حقیقی کام تھا، جو جھوٹ پر مبنی تھا۔

جمہور علماے اہلِ سنت کہتے ہیں کہ جادو کی دو قسمیں ہیں:

1. پہلی قسم وہ ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں، صرف وہم و خیال ہی ہے یا وہ حقائق تو ہیں، لیکن ان کا ماخذ لطیف ہے۔ اگر اس کے معاملے کا مکاشفہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عادی امور ہیں، جو ان کو جانتا ہو اس جیسی شعبدے بازی وہ بھی دکھا سکتا ہو اور یہ خاص مواد اور ہندسوں وغیرہ پر مبنی ہیں، لیکن یہ جادو کی قسم ہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ﴾
[الأعراف: ١١٦]

”تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں

کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔''

اس کو اصطلاحی جادو نہیں کہتے، بلکہ لغوی طور پر اس کو جادو کہہ دیتے ہیں، جیسے کہتے ہیں: ''سَحَرْتُ الصَّبِيَّ'' ''میں نے بچے کو دھوکا دیا۔''

2 جس کی حقیقت، وجود اور ابدان میں تاثیر ہے۔ مجموعی طور پر (اہلِ علم) اس قسم کو ثابت مانتے ہیں۔ ابن ہمام نے حنفیہ کا یہی مسلک بتایا ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ جادو کی تاثیر کے قائل حضرات نے چند دلائل سے استدلال کیا ہے۔ ان دلائل میں چند ایک درج ذیل ہیں:

1 ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۞ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۞ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۞ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ [الفلق: ١-٤]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے۔''

﴿اَلنَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ یہ جادوگرنیاں (عورتیں) ہیں۔ جب ان کے شر سے پناہ کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تاثیر اور ضرر ہے۔ (تب ہی اللہ نے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے)

2 ﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

3 نبی کریم ﷺ پر بھی جادو کیا گیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کو خیال آتا کہ میں نے کوئی کام کیا ہے، حالاں کہ آپ ﷺ نے کیا نہیں ہوتا تھا۔ اس کے متعلق صحیح بخاری میں مشہور واقعہ ہے، جس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ جادو کیسے کیا گیا۔ جس نے جادو کیا، اس نے کنگھی اور سر کے بالوں میں جادو کیا اور اسے ذروان نامی کنویں میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے وہ جادو وہاں سے نکلوایا۔ نبی کریم ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں، نبی کریم ﷺ پڑھتے جاتے اور گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جادو سے شفا عطا فرما دی۔

جادو کا شرعی حکم:

جادو کرنا اور کروانا حرام ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس اجماع پر نقل کیا ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس کی حرمت پر بہت سے دلائل ہیں۔ یہاں چند ایک درج ذیل ہیں:

1 ﴿وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾ [طٰہٰ: ٦٩]

”اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔“

2 ﴿وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرۃ: ١٠٢]

”بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے اسے شیطانی تعلیم قرار دیا ہے۔

3 ﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جادو میں سوائے ضرر کے کچھ نہیں۔

4 اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَلَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ [طٰہٰ: ۷۳]

''بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ ہمیں بخش دے ہماری خطائیں اور وہ جادو بھی جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا اور اللہ بہت بہتر اور وہی باقی رہنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ انھوں نے جادو کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کی۔ یہ بات جادو کے گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ اَلشِّرْكُ وَالسِّحْرُ...... الحدیث))

''سات ہلاکت خیز چیزوں سے بچو: شرک باللہ اور جادو......''

بعض فقہا نے جادو کی قسم اول اور دوم میں فرق کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے: پہلی قسم مباح ہے، یعنی کھیل کی ایک قسم ہے، اگر حرام تک نہیں پہنچاتی تو جائز ہے، جیسا کہ لوگوں کو ڈرانا اور مرعوب کرنا۔ امام بیضاوی نے کہا ہے: جو انسان کو متعجب کر دے، جیسا کہ شعبدہ باز آلات اور ادویہ کے ذریعے کرتے ہیں تو یہ غیر مذموم ہے، اس کو ہاتھ کی صفائی یا تجوز کی بنا پر جادو کہہ دیتے ہیں۔

جادوگر کا جادو کرنے سے کافر ہو جانا:

جادوگر کو کافر کہنے میں فقہا کی مندرجہ ذیل توجیہات ہیں:

حنفی کہتے ہیں اور یہی مذہب حنابلہ کا بھی ہے کہ جادوگر کو اس کے فعل کی بنا پر کافر کہا جائے گا، چاہے وہ جادو کی حرمت کا قائل ہو یا نہ ہو۔

پھر حنابلہ نے کہا: جو شخص دواؤں، دھوئیں اور کوئی چیز پلا کر جادو کرے تو وہ کافر نہیں، ایسے ہی وہ بھی کافر نہیں جو جنوں سے کام کرواتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ جن اس کے تابع فرمان اور مطیع ہیں۔

مالکیوں نے کہا: جادوگر کے جادو کی بنا پر اس کی تکفیر تب کی جائے گی، جب اس کا جادو کفر پر مشتمل ہو یا ایسا جادو ہو جو خاوند بیوی کے درمیان جدائی پیدا کر دے، اس کی دلیل بھی موجود ہے۔

امام ابن العربی نے اس کے ساتھ مرد کو عورت کا محبوب و پسندیدہ بنانے کا بھی اضافہ کیا ہے، جس کو "تولہ" کہا جاتا ہے۔

شوافع کا مسلک ہے اور احناف میں سے ابن ہمام نے بھی اس کو پسند کیا ہے کہ جادو کرنا حرام ہے۔ بلحاظ اصل کفر نہیں اور جادوگر کو دو حالتوں میں کافر کہا جا سکتا ہے:

1. جب وہ کفر کا اعتقاد رکھے۔
2. جادو کے جواز کا اعتقاد رکھے۔

ابن ہمام نے ایک تیسری حالت کا بھی اضافہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ اعتقاد ہو کہ جو وہ چاہے، شیاطین اس کے لیے سرانجام دے سکتے ہیں۔

جادو سیکھنے اور سکھانے کا حکم

جادوئی عمل کی نیت نہ ہو تو کیا انسان یہ سیکھ سکتا ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ احناف، مالکی اور حنابلہ کے جمور فقہا کی رائے ہے کہ جادو سیکھنا حرام اور کفر ہے۔

ابن عابدین نے "ذخیرۃ الناظر" سے نقل کیا ہے کہ حربی جادوگر کے عمل کو باطل کرنے کے لیے جادو سیکھنا فرض ہے اور میاں بیوی کے درمیان الفت وموافقت پیدا کرنے کے لیے سیکھنا جائز ہے۔ بعض علماے احناف نے اس کی تردید کی ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

"بے شک دم، تعویذ اور تولہ شرک ہے۔"

"تولہ" ایک ایسا فعل ہے، جو جاہلیت میں مروج تھا اور اہلِ جاہلیت سمجھتے تھے کہ اس کی وجہ سے بیوی اپنے خاوند کے ہاں محبوب بن جاتی ہے۔ مالکیہ نے اس کے سیکھنے کو کفر کہا اور قرآن کریم کی آیت:

﴿وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرۃ: ١٠٢]

"وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔"

سے استدلال کیا ہے۔ دوسری دلیل درج ذیل آیت ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

اور اس بنا پر بھی جادو سیکھنا کفر ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ بذریعہ جادو اجسام کو بدل سکتا ہے، یہ صرف اسے ہی حاصل ہوتا ہے اور اس بات کا جزم و اعتقاد کفر ہے۔

امام قرافی نے کہا ہے:

''جادو سیکھنے والے پر بظاہر تکفیر کا حکم ہے اور یہ اس وقت ہی حاصل ہوتا ہے، جب انسان اس پر ٹوٹ پڑے (مکمل توجہ اس پر مرکوز کر دے)، جیسا کہ وہ سردار کی قربت حاصل کر رہا ہے اور اس کا مطیع ہے اور اس سے سلطان کا غلبہ طلب کرتا ہے۔''

انھوں نے مزید نے کہا:

''جو معرفت کے لیے سیکھتا ہے کہ جان لے کہ جادوگر کیسے لوگوں کو پھنساتے ہیں تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، لیکن جو وہ جادو عمل کے لیے سیکھتا ہے تو یہ کافر ہے، کیوں کہ یہ کفریہ فعل ہے۔''

شوافع نے کہا ہے:

''اگر اس کو سیکھنے سے نفع کا حصول یا تکلیف کو دور کرنا یا اس کی حقیقت کی معرفت مقصود ہو تو جائز ہے، وگرنہ حرام۔''

مسحور (جادو زدہ) سے جادو کا اثر دور کرنا

سحر زدہ سے سحر دو طریقوں سے دور کیا جاتا ہے:

1 مباح دم اور مشروع تعوذات سے دور کیا جائے، جیسا کہ سورت فاتحہ، معوذتین اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ دعائیں یا غیر ثابت شدہ، لیکن جائز ہوں، پڑھی جائیں۔

یہ قسم بالاجماع جائز ہے۔ جب نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تو آپ ﷺ نے کنگھی اور بال جن کے ذریعے جادو کیا گیا تھا، نکلوائے، پھر معوذتین پڑھتے جاتے اور گرہیں کھلتی جاتی تھیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شفا عطا فرمائی۔

2 جادو کا علاج بذریعہ جادو ہی کیا جائے۔

اس قسم میں (جواز اور عدمِ جواز کے لحاظ سے) اختلاف ہے اور اس سلسلے میں علما کے دو قول ہیں:

1 یہ حرام ہے، قطعاً جائز نہیں، کیوں کہ یہ جادو ہے اور جادو کی حرمت کے دلائل جو گزشتہ صفحات میں گزرے ہیں، اس پر منطبق ہوتے ہیں۔ ابن مسعود، حسن بصری، ابن سیرین اور ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جادو کو جادوگر ہی توڑ سکتا ہے۔ محمد بن سیرین سے ایک عورت کے متعلق سوال ہوا، جسے جادوگر اذیت پہنچاتے ہیں۔ ایک شخص

کہنے لگا: میں خط کھینچتا ہوں، جہاں خط مل رہا ہو، وہاں چھری گاڑھ دیتا ہوں اور قرآن پڑھ لیتا ہوں، ابن سیرین نے کہا: ''قرآن کریم کی تلاوت میں تو میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، لیکن خط اور چھری کی مجھے سمجھ نہیں آتی (کہ یہ کیا چیز ہے؟)

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا: ''جادو کا علاج بذریعہ جادو کرنا شیطانی عمل ہے۔ جادوگر اور علاج کروانے والا دونوں شیطان کے محبوب عمل سے اس کے قریب ہو جاتے ہیں تو مریض سے جادو باطل ہوتا ہے اور وہ تندرست ہو جاتا ہے۔''

2 جادو کا علاج ایسے جادو سے کرنا جس میں کفر اور معصیت نہ ہو، جائز ہے۔ امام بخاری نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، میں نے سعید بن مسیّب سے پوچھا۔

ایسے ہی مالکیہ اور حنابلہ سے بھی دو قول مروی ہیں۔ رحیانی نے کہا ہے: ''ضرورت کے تحت جادو کا علاج جادو سے کرنا جائز ہے۔'' صاحب المغنی نے کہا: ''امام احمد رحمہ اللہ نے بذریعہ جادو علاج کے متعلق توقف کیا ہے، لیکن جواز کی طرف ان کا میلان زیادہ ہے۔''

جادوگر کی سزا:

احناف نے کہا:

دو حالتوں میں جادوگر کو قتل کر دیا جائے:

1 اس کا جادو کفر ہو۔

2 ایسا جادو جس میں نقصان وضرر اور فساد معلوم ہو جائے، اگر چہ کفر نہ ہو تو بھی اس کو قتل کر دیا جائے۔

ابن عابدین نے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''جب جادوگر اپنے جادو کا اعتراف کر لے یا بدلیل اس کا جادوگر ہونا

ثابت ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کا مطالبہ بھی نہ کیا جائے۔ مسلم اور ذمی اس مسئلے میں برابر ہیں۔''

بعض نے کہا ہے: اگر ذمی ہے تو پھر قتل نہ کیا جائے۔

ابن ہمام کے کلام سے سمجھ آتی ہے کہ اس کا قتل بطور تعزیر جائز ہے نہ کہ صرف اس کے فعل کی بنا پر جب اس کے اعتقاد میں کسی ایسی چیز کی آمیزش نہ ہو جو کفر کا موجب بنے۔

ابن عابدین نے کہا ہے:

''توبہ کا مطالبہ کیے بغیر جادوگر کو قتل کر دیا جائے، یہ صرف اس کے عمل کی بنا پر نہیں، بلکہ فساد فی الارض کی وجہ سے ہے، لیکن اگر گرفتاری سے قبل ہی وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔''

مالکی کہتے ہیں کہ جادوگر پر اگر کفر کا حکم لگ جائے اور بدلیل قاضی کے ہاں ثبوت بھی مل جائے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر وہ علی الاعلان یہ فعل کرتا ہے تو اس کو قتل کیا جائے اور اس کا مال مالِ فے ہوگا۔ ہاں اگر توبہ کر لے تو بچ جائے گا۔ اگر وہ اپنے جادو کو مخفی رکھتا ہے تو وہ زندیق ہے۔ بغیر مطالبۂ توبہ کے اسے قتل کر دیا جائے۔ مالکیہ نے بھی ذمی جادوگر کو مستثنیٰ کیا ہے، کہتے ہیں: ذمی جادوگر کو قتل نہ کیا جائے، بلکہ کوئی تادیبی کارروائی کی جائے، لیکن انھوں نے کہا: اگر ذمی جادوگر مسلمان کو ضرر پہنچاتا ہے تو اسے حتمی طور پر قتل کر دیا جائے اور ذمی کے بارے میں قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ اس کا یہ فعل اس کے عہدے کے ٹوٹنے کا موجب ہے، لہٰذا امام کو اس کے بارے میں اختیار ہوگا۔ اس کی سوائے اسلام کے کوئی توبہ قبول نہ کی جائے۔

امام باجی نے امام مالک سے یہ بات نقل کی ہے، لیکن زرقانی نے کہا ہے:
''لیکن اگر کوئی ذمی جادوگر اپنی ملت کے کسی آدمی کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے، اگر وہ بسبب جادو مر جائے تو جادوگر کو بھی قتل کر دیا جائے۔''

شوافع کہتے ہیں:
''اگر جادوگر کا جادو کفر کی قبیل سے نہ ہو تو وہ فاسق ہے۔ جب تک اس کے جادو سے کوئی مرتا نہیں، اس کا قتل بھی جائز نہیں اور اس کا کسی کو قتل کرنے کا ارادہ اس کے اقرار سے ثابت ہوگا۔''

حنبلی کہتے ہیں:
جادوگر کو حد کے طور پر قتل کر دیا جائے، اگرچہ اس نے بذریعہ جادو کسی کو قتل نہ ہی کیا ہو، لیکن اس کے قتل کے لیے دو شرائط ہیں:

1. اس کا جادو ایسا ہو، جس کی بنا پر اس پر کفر کا حکم لگتا ہو، جیسا کہ لبید بن اعصم کا کام ہے یا وہ جادو کو مباح سمجھتا ہو۔ لیکن جس پر جادو کی بنا پر کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اس کا قتل جائز نہیں، جیسا کہ جو دعوی کرتا ہے کہ جنات میرے تابع ہیں یا دھونی وغیرہ دیتا ہے یا پینے کی کوئی چیز دیتا ہے، جس میں ضرر نہیں ہے۔
2. وہ مسلمان ہو۔ اگر ذمی ہو تو اس کا قتل جائز نہیں، کیوں کہ وہ مشرک ہے اور شرک جادو سے بڑا گناہ ہے (اگر شرک کی بنا پر قتل جائز نہیں تو جادو کی وجہ سے کیسے جائز ہو سکتا ہے)

اور کیوں کہ لبید بن اعصم نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا، مگر اسے قتل تو نہیں کیا گیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ جادوگر کے قتل کے متعلق جو خبریں وارد ہوئی

ہیں، وہ مسلمان جادوگر کے متعلق ہیں، کیوں کہ وہ بوجہ جادو کفر کرتا ہے۔

ذمی تو پہلے ہی کافر ہے، اس لیے جادوگر ہونے کی بنا پر اسے قتل کرنا جائز نہیں، لیکن اگر وہ اپنے جادو کے سبب کسی کو مار دے (اور اکثر بذریعہ جادو مار دیتے ہیں) تو قصاصاً اسے قتل کیا جائے گا۔

صاحبِ مغنی نے ایک اور شرط بھی ذکر کی ہے کہ وہ جادو کرتا ہو، کیوں کہ صرف جادو کے علم سے کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

پھر ان میں سے بعض نے کہا ہے:

جو مسلمان جادو کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہو، اسے بھی کافر سمجھتے ہوئے قتل کر دیا جائے، کیوں کہ اس نے اجماعی مسئلے کا انکار کیا۔

انھوں نے جادوگر کے قتل کے جواز کی دلیل جناب جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی روایت پیش کی ہے: ((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ)) ''جادوگر کی حد تلوار سے قتل کر دینا ہے۔''

بجالہ بن عبدہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا: ''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔'' ایک جادوگرنی نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل اپنے عامل کو لکھا: ''ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔'' ولید بن ابی عقبہ کے پاس ایک جادوگر جادو کرتا تھا تو جندب بن کعب نے اس کو قتل کر دیا۔

اگر جادوگر کسی کو بذریعہ جادو قتل کرے تو اس کا حکم کیا ہے؟

سوائے احناف کے جمہور کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بسبب جادو قتل کا وقوع

جان بوجھ کر کیا ہو (یعنی جادوگر نے وہ جادو کیا، جس سے کوئی مر سکتا ہے اور اس نے مارنے کے لیے ہی کیا ہو) اگر جان بوجھ کر مارنے کے لیے جادو کیا ہے تو پھر بطورِ قصاص جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا۔

(لیکن یہ کیسے پتا چلے گا کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا) مالکیہ کہتے ہیں:
''کسی دلیل یا جادوگر کے اعتراف کی بنا پر یہ حکم ثابت ہوگا۔

شوافع کہتے ہیں:

اگر جادوگر نے بسبب جادو جان بوجھ کر ایسے آدمی کو مار دیا جو اس کا ہم پلہ ہے تو جادوگر سے قصاص لیا جائے گا، لیکن جادوگر حقیقتاً یا حکماً اعتراف کرے تو قصاص ہوگا، جیسے وہ کہے: ''میں نے اس کو قتل کیا ہے۔'' یا کہے: ''جادو کی فلاں قسم کے ساتھ اس کو قتل کیا ہے۔'' اور اس فن کو جاننے والے ایسے دو آدمی جو تائب ہو چکے ہوں، گواہی دیں کہ جادو کی اس قسم کے ساتھ اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔

اگر اس قسم سے اکثر موت واقع نہ ہوتی ہو تو اس کی موت سے جادوگر کو شبہ عمد کی دیت ادا کرنی پڑے گی۔ اگر جادوگر کہے: غلطی سے کسی دوسرے کے نام جادو کرنے کے بجائے اس پر ہو گیا ہے تو پھر قتلِ خطا کی دیت ہے۔

شوافع کے نزدیک بذریعہ دلیل قتلِ عمد ثابت نہیں ہوتا، کیوں کہ گواہوں کا جادوگر کا قصد اور جادو کی تاثیر کا مشاہدہ مشکل ہے۔

مالکی اور شوافع کہتے ہیں:

''جو بسببِ جادو کسی کو قتل کرے تو ایسے شخص کو بذریعہ تلوار قتل کر دیا جائے، لیکن بذریعہ جادو قتل کرنا جائز نہیں، کیوں کہ جادو کرنا حرام ہے۔''

مالکیوں نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر ذمی جادو کے ذریعے اپنی ملت کے

کسی آدمی کو قتل کر دے تو قصاص کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا۔

جو جادوگر مستحقِ قتل نہیں، اس کی سزا:

شوافع اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ ایسا جادوگر جو قتل کا مستحق نہیں، اس کا جادو کفر بھی نہ ہو اور کسی کو جادو سے قتل بھی نہیں کیا گیا تو جب جادوئی کام کرے تو اسے سخت اور کھلے عام سزا دی جائے، تاکہ وہ اور دوسرے جادوگر بھی باز آ جائیں، لیکن سزا ایسی ہو جس سے قتل نہ ہو، ایسا اس لیے ہے کہ اس نے معصیت کا ارتکاب کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کی سزا قتل ہے۔

عملِ جادو یا تعلیمِ جادو کی اجرت:

فقہا کا اتفاق ہے کہ جادو کی حرام قسم کی اجرت لینا جائز نہیں، نہ ہی اجرت دینا روا ہے اور نہ ہی لینے والے کے لیے اجرت پکڑنا مناسب و حلال ہے۔ بعض تفصیلات میں فقہا کا اختلاف ہے۔

احناف اور مالکی کہتے ہیں: جس نے جادوگر کو جادو کرنے کی اجرت دی تو یہ اجرت حرام ہے، کوئی جادوگر اجرت لے کر جادو کرے اور اس جادو سے کوئی مر جائے تو بطورِ قصاص اسے قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے سخت سرزنش کی جائے گی۔

احناف اور مالکیوں نے جادو کا علاج بذریعہ جادو کروانے کو جائز قرار دیا ہے۔ شوافع نے بھی جادو زائل کرنے والے کو اجرت دینا جائز قرار دیا ہے۔

شوافع نے وضاحت کی ہے کہ جادو سکھانے کی اجرت صحیح نہیں اور نہ ہی جادو سکھانے والا اجرت کا مستحق ہے۔ جادو والی کتب کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں، بلکہ انھیں ضائع کر دیا جائے۔

حنابلہ نے کہا ہے کہ اگر جادو حرام ہے تو اس کی اجرت دینا جائز نہیں، اگر مباح ہے تو پھر جائز ہے، جیسے جادو کے توڑ کے لیے دم سکھانا۔ جادو کی کتب خرید کر پڑھنے کی نصیحت کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ گناہ کے کام پر تعاون ہے۔
اگر کوئی بندہ آلہ سحر تلف کر دے تو اس پر چٹی (ضمان) بھی نہیں ہوگی۔

جادو اور کہانت کا حکم

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبي بعدہ وبعد:

موجودہ زمانے میں عاملین، جو طبیب ہونے کے مدعی ہیں، لیکن جادو یا کہانت سے علاج کرتے ہیں، کی کثرت، بعض علاقوں میں ان کے انتشار اور جاہل لوگوں سے جھوٹ بول کر رقم ہتھیانے کو دیکھتے ہوئے میں نے ازراہِ خیر خواہی چاہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے اس کی سنگینی کو بیان کروں اور واضح کروں کہ اس سے تعلق باللہ ختم ہوتا ہے اور اس کام میں اللہ و رسول کی مخالفت ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے میں کہتا ہوں:

''دوا لینا بالاتفاق جائز ہے۔'' مسلمانوں کے لیے باطنی امراض کے ڈاکٹروں، آپریشن کرنے والوں، ہڈی جوڑ اور دیگر ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے، تاکہ وہ مرض کی تشخیص کریں اور مناسب دوا، جو شرعاً درست ہو، سے علاج کریں، کیوں کہ یہ عادی اسباب کو اختیار کرنا ہے جو توکل کے منافی نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیماری کے ساتھ دوا بھی نازل کی ہے۔ کچھ لوگ بیماری کی دوا کی معرفت رکھتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی۔

کاہنوں کے پاس جا کر ان سے مرض کی تشخیص کروانا مریض کے لیے روا نہیں، جیسا کہ ان کی (غیب کے متعلق) خبروں کی تصدیق جائز نہیں، کیوں کہ وہ

اٹکل پچو لگاتے ہیں یا اپنی مراد کے حصول کے لیے جنات کو حاضر کر کے ان سے مدد لیتے ہیں، امورِ غیب کا دعوی کرنے کی بنا پر ان کا معاملہ کفر وضلالت ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو قیافہ شناس کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو اس کی چالیس دن کی نماز مقبول نہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں:

''جو کاہن کے پاس آ کر اس کی بات کی تصدیق کرے تو یقیناً اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔''

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص ہم سے نہیں، جس نے بدشگونی لی یا اس کے لیے بدشگونی لی گئی، جس نے کہانت کی یا کروائی، جادو کیا یا کروایا۔''

''اور جو کاہن کے پاس آیا، اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔'' (بزار، مسند احمد)

درج بالا احادیثِ مبارکہ میں قیافہ شناسوں اور کاہنوں کے پاس آنے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے اور جو شخص ان کے پاس آتا ہے، اس کے لیے وعید سنائی گئی ہے۔ حکمران، صاحبِ اقتدار اور اہلِ قدرت لوگوں پر واجب ہے کہ وہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے روکیں اور جو لوگ بازاروں وغیرہ میں بیٹھ کر یہ کام کر رہے ہیں، انھیں سختی سے منع کریں۔

ان کی کچھ باتوں کے صحیح ثابت ہو جانے اور ان کے پاس لوگوں کی کثرت کے ساتھ آمد ورفت سے دھوکا نہ کھایا جائے۔ خود کو عالم سمجھنے والے بعض

وہ جو ان کے پاس آتے ہیں حقیقت میں یہ جاہل ہیں۔ ان کے قیافہ شناسوں کے پاس جانے سے بھی دھوکا نہ کھایا جائے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس آنے، سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے اس بنا پر روک دیا ہے کہ اس میں بہت بڑے سنگین خطرات اور خطرناک انجام ہیں، نیز اس بنا پر بھی کہ وہ جھوٹے اور فاجر ہیں، جیسا کہ احادیث میں جادوگر کے کفر کی دلیل ہے، کیوں کہ یہ جنات کی عبادت اور خدمت کے بغیر مقصود تک نہیں پہنچا سکتا اور جنات کی عبادت کفر اور شرک ہے۔ تو جو شخص ان کے دعوے کی تصدیق کرے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ بھی انھی کی مثل ہے۔ جو شخص اس کام میں مشغول لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرے تو رسولِ کریم ﷺ کی ایسے شخص سے براءت ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے پیش کردہ بزعم خود علاج کے طریقوں اور دیگر خرافات سے دھوکا کھائے، اس لیے کہ یہ کہانت اور تلبیس ہے اور اس امر پر رضا مندی باطل اور کفر ہے۔ جس طرح ان کے پاس جا کر امورِ غیبیہ مثلاً: اس کا داماد کون بنے گا، میاں بیوی کے مابین تعلقات کیسے رہیں گے، کون اس کا محبوب اور کون مبغوض ہو گا وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوال کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ غیب ہے اور غیب کا علم اللہ کے پاس ہے اور جادو حرام کردہ کفریہ کام ہے، جیسا کہ اللہ نے سورت بقرہ میں فرشتوں کے متعلق فرمایا ہے:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

[البقرۃ: ۱۰۲]

"وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمایش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالاں کہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جادو کفر ہے اور جادوگر میاں بیوی کے مابین تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو بذاتہ نفع و نقصان نہیں کر سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے اثر انداز ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب ان مفترین پر بہت شدید ہوتا ہے جو مشرکین سے یہ علم حاصل کر کے نادان لوگوں کو جال میں پھنسا لیتے ہیں، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، و حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل.

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ علمِ جادو سیکھتے ہیں، وہ صرف وہی علم سیکھتے ہیں جن سے دوسروں کا نقصان کرنا اور انھیں تکلیف پہنچانا مقصود ہو۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ عظیم وعید ان کے دنیا و آخرت میں خسارے

پر دلالت کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ انھوں نے انتہائی کم داموں میں خود کو فروخت کر دیا۔ اسی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں جادوگروں، کاہنوں اور شعبدہ بازوں کے شرور وضرر سے محفوظ فرمائے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچنے، دور رہنے اور ان پر شرعی سزا نافذ کرنے کی توفیق دے، تاکہ لوگ ان کے برے اعمال اور نقصان وضرر سے بچ جائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سخی اور عزت والا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جادو سے بچانے کے لیے کچھ اذکار بتائے ہیں اور جب جادو اثر انداز ہو جائے تو اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بندوں پر بڑی نعمت ہے۔ ذیل میں چند ہدایات بیان کی جا رہی ہیں، جن سے انسان جادو کے اثر سے بچ سکتا ہے اور اگر جادو اثر کر جائے تو اس کا علاج بھی ذکر کیا جا رہا ہے۔

1. جن اشیا سے انسان جادو کے اثر سے بچ سکتا ہے، ان میں سب سے اہم اور نفع بخش یہ ہے کہ شرعی اذکار، دعاؤں اور شرعی دم کا اہتمام کیا جائے۔ ان میں سے ایک آیۃ الکرسی ہے جو ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت پڑھی جائے، آیۃ الکرسی قرآن حکیم کی سب سے بڑی آیتِ کریمہ ہے اور وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا

بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرة: ٢٢٥]

''وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کو سنبھالے ہوئے ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔''

2 ہر فرض نماز کے بعد ایک ایک بار معوذات پڑھنا اور صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھنا۔

3 رات کو سورت بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنا جو درج ذیل ہیں:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا

لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: ۲۸۵، ۲۸۶]

’’رسول اس (ہدایت) پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔‘‘

نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ جو شخص رات کو آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اس پر ایک محافظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا، حتی کہ وہ صبح کرے۔ ایسے ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جو رات کو سورت بقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کر لے تو یہ اس کو

کافی ہو جاتی ہیں۔“

4 دن میں، رات میں، کسی جگہ بیٹھنے اور پڑاؤ ڈالنے کے وقت ((أعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق)) کثرت سے پڑھنا چاہیے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

”جو کسی جگہ اترا (بیٹھا) تو اس نے کہا: "أعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شرما خلق" تو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔“

5 صبح و شام تین تین مرتبہ "بسم اللّٰہ الذي لا یضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وھو السمیع العلیم" پڑھنا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بہت ترغیب دی ہے اور اس کی وجہ سے اللہ انسان کو ہر برائی سے بچا لیتا ہے۔

جو شخص ایمان، صدق، اعتماد اور شرح صدر سے درج بالا اذکار پر محافظت کرتا ہے تو یہ ان کے سبب جادو وغیرہ سے بچ جاتا ہے۔ انسان جادو سے بچنے کے لیے جو اسباب بھی اختیار کرے تو یہ ان سب سے عظیم ہے۔ ایسے ہی جادو کے اثر انداز ہونے کے بعد اس کو زائل کرنے کے لیے سب سے بڑا اسلحہ و ہتھیار ہے۔

امراض کے علاج کے لیے نبی کریم ﷺ سے اور دعائیں بھی ثابت ہیں، جن سے آپ ﷺ صحابہ کو دم کرتے تھے۔

6 "اللھم رب الناس أذھب الباس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك شفاء لا یغادر سقما"

”اے اللہ! اے لوگوں کے رب! تکلیف دور کر دے اور شفا عطا کر دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا صرف تیری طرف ہی سے ہے۔

ایسی شفا عطا کر جو ہماری بیماری کو ختم کر دے۔"

7 ایک دم وہ ہے جو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو کیا:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ))

"اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو ہر موذی چیز سے دم کر رہا ہوں اور ہر نفس کے شر سے اور حاسد آنکھ سے، اللہ آپ کو شفا دے، اللہ کے نام سے میں آپ کو دم کر رہا ہوں۔"

جادو کے اثر انداز ہونے کے بعد اس کا ایک اور علاج بھی ہے اور یہ اس شخص کے لیے نہایت مفید و نافع ہے، جس پر بندشِ جماع کا جادو کیا گیا ہو، وہ طریقہ علاج یہ ہے کہ بیری کے سات سبز پتے لے کر انھیں پانی یا کسی اور چیز سے کوٹا جائے، پھر ایک برتن میں ڈال کر اتنا پانی ڈالا جائے جو غسل کے لیے کفایت کر جائے، پھر اس پانی پر آیۃ الکرسی، سورت کافرون، فلق، اخلاص، ناس اور جادو والی آیات، جو درج ذیل ہیں، پڑھی جائیں:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ١١٧۔١١٩]

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا، تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور

ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔“

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤی اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یونس: ۷۹۔۸۲]

”اور فرعون نے کہا تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔“

﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ۝ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَ اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی﴾ [طٰہٰ: ۶۵۔۶۹]

”(ان جادوگروں نے) کہا اے موسیٰ! یا تو تو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے

جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان
کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف
محسوس کیا، ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور
جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو
نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا
فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔''

پھر کچھ پانی مریض کو پلایا جائے اور باقی کے ساتھ اس کو غسل کروایا جائے،
س طریقے سے بیماری ختم ہو جائے گی (ان شاء اللہ) اگر ایک مرتبہ سے شفا نہیں
تی تو دو، تین اور اس سے زائد بار بھی کیا جا سکتا ہے، حتی کہ بیماری زائل ہو جائے۔

جادو کے علاج میں سب سے نفع بخش علاج یہ ہے کہ اس جگہ کو تلاش کیا
جائے، جہاں تعویذ وغیرہ چھپائے گئے ہیں، جب جگہ معلوم ہو جائے اور تعویذ
کال لیے جائیں تو جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جادو سے بچاؤ اور اس کے علاج کے یہ چند امور تھے، جو بیان کیے گئے
ہیں۔ (واللہ ولی التوفیق)

جادو کا علاج بذریعہ جادو جس میں جنات کے تقرب کے لیے ذبح وغیرہ
لیا جائے یا گوشت معین مقدار میں دیا جائے، جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ شیطانی
ل ہے، بلکہ شرکِ اکبر ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ ایسے ہی کاہنوں،
ومیوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جا کر علاج کے بارے میں سوال کرنا اور مرض
ا پوچھنا اور ان کی تجویز کردہ اشیا کا استعمال جائز نہیں، کیوں کہ وہ مومن نہیں،
یہ وہ جھوٹے اور فاجر ہیں جو علمِ غیب کے مدعی ہیں اور لوگوں کا مال ہتھیانے کی

کوشش کرتے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس جانے، پوچھنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا ہے، جیسا کہ شروع میں گزر چکا ہے۔

ہم اللہ سے ملتجی ہیں کہ مسلمانوں کو ہر برائی سے عافیت دے، ان کے دین کی حفاظت فرمائے اور دین کی سمجھ دے اور خلافِ شرع کام سے بچائے۔ اللہ کے رسول اور بندے محمد کریم ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اور تمام صحابہ پر درود وسلام کا نزول ہو۔

جادو اور اس کی سنگینی اور خطرات

شیخ عبدالرحمٰن حذیفی (امام مسجد نبوی)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس لیے تخلیق کیا کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾ [الجاثية: ٢٢]

''اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق و عدل کے ساتھ پیدا کیا، تاکہ ہر شخص کو اس کے بدلے میں ٹھیک ٹھیک جزا دی جائے جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے انبیا کو بھیج کر اور کتابوں کے نزول سے اہلِ زمین کی اصلاح فرمائی، جو کام کتاب و سنت کے منافی ہے وہ مکروہ و مبغوض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دنیا و آخرت میں مختلف عقوبات کی وعید سنائی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اکبر الکبائر ہے اور اس کی سزا سب سزاؤں سے کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت حرام کر دی اور اس کے لیے دائمی جہنم کا حکم بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ [النساء: ٤٨]

’’بے شک اللہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ [المائدة: ٧٢]

’’بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔‘‘

شرک کے متعلق کسی کی سفارش قابلِ قبول نہیں ہو گی، کیوں کہ شرک کائنات میں عظیم فساد ہے اور اس کے اثرات ونقصانات دنیا میں منعکس ہوتے ہیں، پھر شرک کے بعد دوسرے کبیرہ گناہ ہیں جس قدر کسی گناہ کا ضرر وفساد زیادہ ہے وہ اتنا ہی سنگین ہے۔

جادو بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہے اور اس کا ارتکاب اللہ کے ساتھ کفر اور شرک ہے۔ اللہ نے اسے ہر ملت پر حرام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

’’سات مہلک (گناہوں) سے بچو۔‘‘ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’شرک باللہ، جادو، کسی کا ناحق قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں پیٹھ پھیر کر (بھاگ جانا) اور پاک دامن، بھلی مانس عورتوں پر تہمت لگانا۔‘‘[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٦٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٩)

جادو چونکہ شرک ہے، اس لیے جادوگر کے سارے اعمال باطل کر دیتا ہے اور کوئی جادوگر جب تک جنات و شیاطین کے نام پر ذبح نہیں کرتا یا ان کو سجدہ نہیں کرتا یا ان سے استغاثہ نہیں کرتا یا رب تعالیٰ کے بجائے ان کو نہیں پکارتا یا مصحف (قرآن) پر پیشاب نہیں کر لیتا یا گندی اور نجس اشیا نہیں کھا لیتا وہ جادوگر بن ہی نہیں سکتا۔ جب یہ جادوگر شرک کرتا یا شیطان کا مطیع بن جاتا ہے تو جنات اس کی خدمت، اطاعت اور اس کے تمام کام کرتے ہیں، جادوگر ہمیشہ جھوٹ بولتا، گندی سوچ رکھتا اور گناہ پر بڑا جری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ﴾ [الشعراء: ۲۲۱، ۲۲۳]

''کیا میں تمھیں بتاؤں کس پر شیاطین نازل ہوتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹ گھڑنے والے، گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں جو کان لگاتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔''

جادو اعزہ و اقارب، میاں بیوی، باپ بیٹے اور دوستوں کے مابین جدائی ڈال دیتا ہے، ارادے میں تصرف کر کے اسے کم زور کرتا ہے، مریض فائدہ مند اشیا کو نقصان دہ سمجھنے لگتا ہے۔ وہ گھر میں برائی دیکھنے کے باوجود اسے ختم نہیں کر سکتا اور جادو ہم بستری سے بھی روک دیتا ہے۔ کبھی جادو مریض کو قتل، شدید بیمار اور مفلوج بھی کر دیتا ہے اور مریض مختلف اوہام و خیالات میں ڈوبا رہتا ہے اور کبھی مختلف آفات میں مبتلا کر دیتا ہے، لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن و ارادے سے ہوتا ہے اور ہر کام اللہ تعالیٰ کے مشیت کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا

﴿هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

''چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

جادو کی وبا عام طور پر جاہل خواتین میں پائی جاتی ہے، جو جادوگروں سے متاثر اور ان کے دھوکے میں آ جاتی ہیں۔ عورت کسی جادوگر کے پاس آ کر اسے اجرت دیتی ہے، تاکہ وہ اس کے خاوند پر محبت کا جادو کرے یا کسی سے انتقام لینے کے لیے اس کو ضرر و تکلیف دینے کی غرض سے جادو کروا دیتی ہے۔

ایسے ہی بعض کمینے مردوں سے بھی یہ عمل سرزد ہوتا ہے اور اپنے کسی خبیث مقصد یا کسی کو ضرر پہنچانے کے لیے جادوگر کے پاس جا کر اس حرام کام کا ارتکاب کر کے خوش ہوتا ہے اور اسے بڑا معرکہ سمجھتا ہے۔ ایسے ہی جادوگر بھی اس شرکیہ فعل کو سرانجام دے کر اپنے آپ کو سزا دیتا ہے۔ اس طرح وہ دونوں اس عظیم گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور رب العالمین کے ساتھ شرک میں واقع ہوتے ہیں۔ جادگر مشرک سے بھی زیادہ شریر اور خبیث ہے، کیوں کہ یہ فی نفسہٖ خبیث ہے، لیکن جس پر جادو ہوا ہے وہ مظلوم ہے، جسے زیادتی و ظلم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ظالم کے خلاف اس مظلوم کی مدد فرمائے گا۔ امام طبرانی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن سند سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے بدشگونی لی یا اس کے لیے بدشگونی لی گئی، کہانت کی یا کروائی، جادو کیا یا کروایا تو وہ ہم میں سے نہیں۔''[1]

امام نسائی رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

---

[1] الترغيب (٤/ ١٧) حسنه الألباني في غاية المرام (٢٨٩)

"جس نے گرہ لگائی، پھر اس میں پھونک ماری تو بلاشبہہ اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا وہ مشرک ہو گیا، اور جس نے کوئی (تعویذ، منکا) لٹکایا تو وہ اسی کے سپرد کر دیا گیا۔"[1]

لغت میں سحر اس چیز کو کہتے ہیں جو پوشیدہ ہو اور اس کا سبب لطیف ہو۔ شرع میں سحر کہتے ہیں، عزائم، شرکیہ دم اور ایسی گرہ جو بدن و دل کو متاثر کرے کہ انسان اس سے بیمار ہو جائے، مر جائے یا مریض بے حقیقت اشیا کا تخیل کرے یا میاں بیوی کے مابین جدائی ڈال دی جائے۔

جادو سیکھنا یا سکھانا کفر اور شرک ہے اور اس کی وجہ سے انسان ملتِ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة: ١٠٢]

"اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔"

مزید فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ١٠٢]

"حالاں کہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (٤٠٧٩)

﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ [طہٰ: ٦٩]

''اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔''

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ جادو باذن اللہ موثر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحیح قول کے مطابق اسلام میں جادوگر مرد اور عورت کی حد قتل ہے۔ امام مالک، احمد اور ابو حنیفہ ﷭ کا یہی موقف ہے۔ امام احمد ﷫ نے فرمایا:

''تین صحابہ سے جادوگر کا قتل کرنا ثابت ہے۔''[1]

1 سیدنا عمر بن خطاب ﷜ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے عاملین کو یہ پیغام لکھا: ''ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔

بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں (یہ حکم پا کر) ہم نے تین جادوگرنیاں قتل کیں۔''[2]

2 سیدہ حفصہ ﷞ سے بھی ثابت ہے کہ انھوں نے اپنی اس لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا۔[3]

3 جندب بن کعب ازدی سے صحیح ثابت ہے کہ ولید کے پاس ایک جادوگر تھا، جو یہ کرتب کرتا رہتا تھا۔ جندب نے اگلی صبح تلوار لی اور اس کی گردن اتار دی اور کہا: ''اگر یہ سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھائے۔''[4]

لوگوں کو جادوگر کے ضرر و شر اور کثرتِ مفاسد سے بچانے کے لیے اور اسلامی معاشرے سے شرک باللہ کی بیخ کنی کرنے اور عقائدِ فاسدہ کے دور کرنے

---

1 تفسير ابن كثير (١/١٤٥)

2 أخرجه الشافعي في مسنده (ق/٣٨٣) ابن أبي شيبة (٥/٥٦٢)

3 موطأ (٦٢٤)

4 بيهقي (٨/١٣٦)

اور مسلمانوں کے اموال وعقول کو بچانے کی خاطر قتل کرنا ضروری ہے۔ صرف اسلام ہی ہر خیر کو پھیلاتا اور شر کو دور کرتا ہے۔

علمائے کرام کے صحیح اور راجح قول کے مطابق جادوگر کو قتل کرنا لازمی ہے، اگرچہ وہ توبہ کا اظہار ہی کیوں نہیں کرتا، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں جادوگروں کو قتل کیا گیا تو صحابہ نے ان سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جادوگر اکثر جھوٹ بولتا ہے تو توبہ میں وہ کیسے سچا ہوگا؟ اگر وہ توبہ کی نیت میں سچا ہے تو عند اللہ اسے توبہ نفع دے گی، لیکن دنیا میں حد ساقط نہیں ہوگی، کیوں کہ وہ فسادی اور شریر ہے، اس کا باطن اور سیرت خبیث ہے۔

جاہل مسلمانوں پر تعجب ہے کہ وہ جادوگروں کے مکر وفریب سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور انھیں سچ مان لیتے ہیں، حالاں کہ جادوگروں سے جو بھی خرقِ عادت معاملہ صادر ہوتا ہے وہ جھوٹ ہی پر مبنی ہے، مثلاً: ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا، کم وقت میں زیادہ فاصلہ طے کر لینا اور غیب کے متعلق خبر دینا اور بیماروں کو شفا دینا۔ یہ جاہل لوگ انھیں اولیا سمجھ لیتے ہیں، پھر اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت شروع ہو جاتی ہے اور انھیں نفع ونقصان کا مالک گردانا جاتا ہے۔ بعض لوگ ان کی خرقِ عادت حرکات کو کرامات سمجھ بیٹھتے ہیں اور اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کا فرق کھو بیٹھتے ہیں۔ جب کہ شریعت نے اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان کا فرق بیان کیا۔ اولیاء اللہ تو وہ ہیں جو حدود اللہ کے محافظ، ظاہر و باطن میں شریعت کے پابند، اوامرِ الٰہی کے پابند، منہیات سے اجتناب کرنے والے اور باجماعت نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝﴾

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [يونس: ٦٢،٦٣]

”آگاہ رہو! بے شک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور (اللہ سے) ڈرتے رہے۔“

ولی ہونے کی یہ شرط نہیں کہ اس سے کوئی خرقِ عادت کرامت کا اظہار ہو، بلکہ سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔ اولیاء الشیطان سے بعض ناممکن باتوں کا صدور ہوتا ہے، جنھیں جاہل لوگ کرامات سمجھ بیٹھتے ہیں، جب کہ حقیقت میں یہ شیطانی احوال ہیں، جنھیں شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ان ساحروں کی مدد کے لیے اپناتا ہے۔ اگر کوئی شخص آگ میں کود کر صحیح سالم باہر آجائے یا فضا میں اڑنا شروع کر دے یا پانی پر چلنے لگے تو ان سے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ شریعت کے کتنے پابند ہیں۔ یہ نہ تو جمعہ ادا کرتے ہیں نہ باجماعت نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور نہ قرآنِ کریم سنتے ہیں، بلکہ گانے وموسیقی اور جھوٹے افسانے سننے کے دلدادہ ہوتے ہیں اور فاجر لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

[المجادلة: ١٩]

”یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار! بے شک شیطانی گروہ ہی خسارہ پانے والا ہے۔“

مسلمانو! دجالِ اکبر کی طرف دیکھ کر ہی عبرت حاصل کر لو جو آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو بارش برسنے لگے، زمین کو نباتات اگانے کا حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی، مردوں کو زندہ کرنے لگے گا، حالاں کہ مخلوقِ خدا

میں وہ انتہائی خطرناک شخص ہوگا تو اس کا یہ پلندہ بھی جھوٹ پر مبنی ہوگا۔ ایسے ہی ان لوگوں کے معاملات بھی جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔

جادوگر کے زمرے میں عراف، نجومی، کاہن اور ریت پر خط کھینچنے والے سبھی شامل ہیں۔ یہ تمام لوگ علمِ غیب کے مدعی ہیں اور اس دعوائے غیب کی بنا پر کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

جو شخص ان کے دعوے کی تصدیق کرے وہ بھی کافر و مشرک ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا، اس نے کاہن کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا کفر کیا۔''[1]

جادو کا علاج:

جن اشیا سے جادو کے اثر کو ختم کیا جا سکتا ہے، اس میں توکل علی اللہ، دعا، قرآن مجید کی تلاوت، مشروع اذکار، توحید کو مکمل طور پر اپنانا اور فجار و فساق کی مجالس سے اجتناب شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [البقرة: ٢٠٨]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور تم شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، بے شک

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٩٠٤) مسند أحمد (٩٢٩٠، ٩٥٣٦)

شیطان تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قرآن سے برکت دے اور اس میں موجود اذکار و آیات سے نفع دے اور نبی کریم ﷺ کے طریقے اور اقوال سے ہماری راہ نمائی فرمائے۔ میں یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے لیے، تمھارے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے معافی کا خواست گار ہوں، تم بھی اسی سے بخشش مانگو، وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

توحیدِ کامل اور توکل علی اللہ کے ذریعے جادو سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: ٣]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

ایسے ہی دعا و استعاذہ کے ذریعے جادو سے بچاؤ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''ڈرنا تقدیر سے کفایت نہیں کرتا اور دعا جو مصیبت اتری ہے، اس میں بھی نفع دیتی ہے اور جو نہیں اتری اس میں بھی نفع دیتی ہے۔''[1]

تلاوتِ قرآن اور اذکار مشروعہ کو اپنا کر انسان جادو سے بچ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سورت بقرہ (کی تلاوت) کو لازم پکڑو، یقیناً اس کو لینا برکت اور چھوڑنا باعثِ حسرت ہے، باطل پرست لوگ اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔''

یعنی جو شخص اس کو پڑھتا ہے، جادوگر اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

ایسے ہی جادو سے بچاؤ اس طرح بھی ممکن ہے کہ جادو کی کتابیں جلا دی

---

[1] بزار (٢١٥٦) طبراني (٣/٦٦) وصححه الحاكم (١/٦٦٩)

جائیں اور حکمران طبقہ جادوگروں کو قتل کرا دے، تاکہ لوگ ان کے شر وضرر سے محفوظ رہ سکیں۔

جب کسی پر جادو ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ جادو کہاں رکھا گیا ہے تو اسے نکال کر جلا دیا جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے کیا۔ لبید بن اعصم یہودی لعنتی نے آپ ﷺ پر جادو کیا۔ آپ ﷺ نے ذروان نامی کنویں سے وہ جادو نکلوایا۔ جادو کا علاج یہ بھی ہے کہ ہمیشہ عافیت کی دعا کی جائے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو ایک رات آپ ﷺ نے لمبی دعا کی، پھر کہنے لگے: ''عائشہ! تجھے معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے بتا دیا ہے، جس نے مجھ پر جادو کیا ہے اور مجھے شفا بھی دے دی۔''[1]

نبی کریم ﷺ پر جو جادو کیا گیا وہ مرض کی ایک قسم تھی، جو آپ ﷺ کی عصمت و تبلیغ میں قادح نہیں اور نہ ہی وہ آپ ﷺ کی عقل پر مسلط ہوا، بلکہ بذریعہ جن تکلیف دینے کی ایک قسم تھی، جیسا کہ انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن و انس میں سے آپ کے دشمن آپ کو بتا دیے اور آپ ﷺ کی مدد کی اور اس مرض سے عافیت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا یہ فعل تشریع بنانے اور آپ ﷺ کے اجر کو بڑھانے اور مقام کو بلند کرنے کے لیے کیا۔

جادو کے علاج کے لیے سورت فاتحہ، معوذات اور آیۃ الکرسی کے پڑھنے پر دوام اختیار کرنا بھی ہے، خواہ مریض خود پڑھے یا کوئی پڑھ کر دم کرے، لیکن جادو کا علاج جادو کے ذریعے جائز نہیں، کیوں کہ حرام چیز میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی، البتہ مباح جڑی بوٹیوں اور گھاس پھوس سے علاج کیا جا سکتا ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٦٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٩)

جادو اور حسد سے بچاؤ کے دس اسباب

1 جادو اور حسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا:

سورۃ الفلق سے مقصود حسد وغیرہ سے پناہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی فریاد کو خوب سنتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا بندہ کس چیز سے پناہ طلب کر رہا ہے، وہ صرف سنتا ہی نہیں، بلکہ قبولیت سے بھی نوازتا ہے۔ خلیل اللہ علیہ السلام کا قول ہے:

﴿إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ [إبراهيم: ٣٩]

''بے شک میرا رب دعا خوب سننے والا ہے۔''

اللہ نے فریادی کو خبر دی ہے کہ وہ اس کی فریاد کو سنتا، قبول کرتا، اس کے دشمن کی چال کو جانتا اور دیکھتا ہے، تاکہ فریادی کی امید میں وسعت آئے اور حضورِ قلب سے دعا کرے۔

قرآن کریم کی حکمتِ بالغہ پر غور کیجیے، ہمیں شیطان کے وجود کا علم تو ہے، لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتے، جب اللہ نے اس کے شر سے اپنی پناہ میں آنے کا حکم دیا تو اپنی صفات ﴿السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ذکر کیں، جیسا کہ سورت اعراف اور حم سجدہ میں ہے، جب انسان سے استعاذہ کا ذکر کیا تو چونکہ ہم ان کو دیکھتے بھی ہیں، اس لیے اپنی صفات ﴿السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ذکر کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ إِن فِي

صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الغافر: ٥٦]

”بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیات میں کسی دلیل کے بغیر جھگڑتے ہیں جو ان کے پاس آئی ہو، ان کے سینوں میں صرف بڑائی (کا خبط) ہے، وہ اس تک کبھی پہنچ نہیں سکیں گے، لہٰذا آپ اللہ کی پناہ مانگیے، بلاشبہ وہی خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔“

کیوں کہ انسان کے افعال معین ہوتے ہیں، جو آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں، لیکن شیطان کے وساوس اور خطرات جنھیں وہ دل میں القا کرتا ہے، ان کا تعلق علم سے ہے تو اپنی صفات ﴿السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ لا کر ان سے استعاذہ کا حکم ہے، لیکن جنھیں دیکھا جا سکتا ہے، ان سے استعاذہ کا حکم بھی اپنی صفات ﴿السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ لا کر دیا گیا۔

(2) تقویٰ:

اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کا لحاظ رکھنا۔ جو شخص تقویٰ اختیار کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا﴾

[آل عمران: ١٢٠]

”اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو ان کا مکر تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

”تو اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت

کرے گا، تو اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر، اسے اپنے سامنے پائے گا۔‘‘

تو جس نے اللہ تعالیٰ کا لحاظ کیا اللہ بھی اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جہاں بھی جائے، اللہ کی نصرت و تائید اس کے ساتھ ہوگی تو جس کا محافظ اللہ تعالیٰ بن جائے اس کو کس کا خوف ہوسکتا ہے؟!

3 صبر:

حاسد و ساحر کی شکایت کرے اور نہ ہی لڑائی جھگڑا۔ نہ ہی اپنے دل میں اسے نقصان پہنچانے کے منصوبے بنائے۔ حاسد دشمن کے خلاف صبر عمدہ مددگار ہے۔ صبر کو اختیار کرنے میں تاخیر نہ کرے۔ اس لیے کہ اس کی تاخیر مدِ مقابل کی بغاوت میں اضافے کا سبب ہے اور کبھی کبھار انسان اپنی ذات کا باغی ہو جاتا ہے اور خود ہی اپنے دل میں بغاوت کے تیر مارتا اور بزعم خود خوشی محسوس کرتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ اس کی بصیرت کی کمزوری ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صابر کی منتظر رہتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ﴾ [الحج: ٦٠]

’’اور جو شخص بدلہ لے مثل اس کے جتنی اسے تکلیف دی گئی، پھر اگر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔‘‘

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

’’بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں، جس کی سزا اللہ بہت جلد دیتے ہیں، یہی اللہ کا طریقہ رہا ہے کہ جب ایک پہاڑ دوسرے پر

زیادتی کرتا ہے تو وہ زیادتی کرنے والے کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔"

4 توکل علی اللہ:

جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کر لے، اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جاتا ہے۔ انسان مخلوق کے جن مظالم، زیادتیوں اور تکالیف کو دفع نہیں کر سکتا تو وہاں توکل علی اللہ ان مظالم کو دفع کرنے کے لیے قوی ترین سبب ہے، کیوں کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کافی ہو جاتے ہیں اور جسے اللہ کافی ہو جائے تو کوئی دشمن اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں فطری تکالیف، مثلاً سردی، گرمی اور پیاس وغیرہ تو اسے لاحق ہوں گی۔ منزلِ مقصود کے حصول میں پیش آمدہ تکالیف کا مکلّف ہونا دائمی نہیں اور وہ بظاہر اس کے لیے ایذا رسانی کا منظر پیش کرتا ہے، لیکن حقیقت میں اس کے ساتھ احسان ہے۔

5 حاسد و ساحر کے مکر کا خیال دل سے نکال دینا:

انسان دشمن (حاسد و ساحر) کا خیال دل سے نکال دے اور اس کی طرف التفات ہی نہ کرے، اس کے بارے میں سوچ وفکر سے اپنے قلب و ذہن کو آزاد کر دے، دشمن کے شر کو دفع کرنے کے لیے یہ ایک قوی سبب ہے۔ اس سے دشمن قلق و تکلیف میں ضرور ہوگا، مگر اسے کوئی پریشانی نہیں ہوگی، لیکن اگر اس کا خوف رکھے گا یا اس کے بارے میں فکر مند رہے گا تو محسود کو بھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا، ایسے ہی ارواح برابر ہیں۔ جب مریض کی روح حاسد کی روح سے معلق ہو جاتی ہے تو پھر حاسد کی روح اسے تکلیف پہنچاتی رہتی ہے اور اس سے الگ نہیں ہوتی۔ یہ شخص حاسد سے اپنی روح کو مکمل طور پر بچائے اور

اس سے الگ رہے، اس کا خیال دل سے نکال دے، جب یہ اس کا خیال دل سے نکال دے گا اور اس کے متعلق فکر چھوڑ دے گا تو حاسد خود ہی اپنی آگ میں جلتا رہے گا۔ حسد ایک آگ ہے، جب آگ کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں پاتی تو خود کو کھانا شروع کر دیتی ہے۔ یہ عظیم نفع کا دروازہ ہے، جسے عالی ہمت لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں، لیکن جو اپنے دشمن سے انتقام کا سوچے اور اس کے متعلق منصوبہ بناتا رہے تو وہ اس سے الگ ہی رہے گا، ذہین و عقل مند شخص سے یہ انتہائی دور ہے۔ اس کی قدر کو وہی جان سکتا ہے جو اس کا ذائقہ چکھ لے۔ دشمن کے بارے میں فکر مند ہونا قلب و روح کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ وہی لوگ اس سے چھٹکارا پا سکتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہو اور اس کی ضمان و وعدہ کو سچا جانیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی سچا وعدے پورے کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد قوی ترین اور ہمیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کی زیادہ ضرورت انسان کی اپنی جان کو ہے۔

6 قلب و جاں سے رجوع إلی اللہ کرنا:

اپنے دل کے خیالات کو اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی رضا، خوشنودی اور اس کی طرف رجوع سے معمور کر لینا۔ یہ چیزیں اس کے دل میں گھر کر جائیں، حتی کہ اس کی تمام آرزوئیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں بس جائیں۔ وہ اس کا تقرب حاصل کرے، اس کو مناتا رہے، اس کی رضا جوئی میں مگن رہے اور اس سے عافیت کا سوال کرتا رہے، اس کی یاد ایسے ہو جیسے کوئی محب اپنے محبوب کو یاد کرتا ہے، جو اس کا محسن بھی ہے اور اس کے دل کا ایک ایک گوشہ اس کی محبت سے لبریز ہو، اس کا دل اس کے ذکر سے رکنے کی طاقت نہ رکھے، اس کی روح اس کی محبت سے باز نہ رہ سکے۔ جب انسان کی یہ کیفیت بن جائے گی تو وہ کیسے یہ کام کر سکتا

ہے کہ اس کا دل اپنے سے حسد کرنے والے اور زیادتی کرنے والے کے بارے میں افکار اور اس سے انتقام لینے اور اس کے بارے میں تدبیر کرنے میں مشغول ومصروف ہو؟ لہٰذا وہ اس طرح شیطان کا شکار ہونے سے بچ جائے گا، جیسے شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ [ص: ۸۲۔۸۳]

”اس نے کہا: تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جوان میں سے مخلص و برگزیدہ ہوں۔“

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَٰنٌ﴾ [الحجر: ٤٢]

”بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں۔“

مزید فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَٰنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ إِنَّمَا سُلْطَٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ﴾ [النحل: ۹۹،۱۰۰]

”بے شک ان لوگوں پر اس کا کوئی زور نہیں (چلتا) جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ بس اس کا زور تو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اسے دوست بناتے ہیں اور (ان پر) جو اس (اللہ) کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔“

باری تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ﴾ [یوسف: ٢٤]

”اسی طرح (ہوا) تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، بے شک وہ ہمارے خالص کیے ہوئے بندوں میں سے تھا۔“

سعادت مند وہ شخص ہے جو اس مضبوط قلعے اور حصار میں داخل ہو گیا کہ جو اس میں پناہ لے لیتا ہے، وہ حرماں نصیب نہیں ہوتا:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ [الجمعة: ٤]

”یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے یہ (فضل) دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔“

7 اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرنا:

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، جنھوں نے اس کے دشمن کو اس پر مسلط کر رکھا ہے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ﴾ [الشوریٰ: ٣٠]

”اور تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے (پہنچتی ہے)۔“

نیز اس نے مخلوق میں سے سب سے بہتر لوگوں، یعنی اپنے نبی ﷺ کے اصحاب کو کہا:

﴿اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ﴾ [آل عمران: ١٦٥]

''بھلا تمھارا کیا حال ہے جب (احد میں) تم پر مصیبت آ پڑی تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آئی ہے؟ حالانکہ (بدر میں) تم نے اس سے دگنی مصیبت کافروں کو پہنچائی تھی۔ کہہ دیجیے کہ یہ مصیبت تمھاری اپنی لائی ہوئی ہے۔''

بندے پر جو آفت و مصیبت بھی مسلط ہوتی ہے، وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوئی ہے، خواہ وہ ان کو جانتا ہو یا بھول چکا ہو، کیوں کہ وہ گناہ جن کا ارتکاب کر کے بندہ بھول جاتا ہے، وہ ان گناہوں سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں، جو اس کو یاد ہوں۔ ایک مشہور دعا مندرجہ ذیل الفاظ میں مروی ہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لَمَا لَا أَعْلَمُ))

''اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں اس سے کہ میں اس حال میں شرک کروں کہ میں جانتا ہوں اور میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس سے جو میں نہیں جانتا۔''

چنانچہ بندہ کس قدر اس بات کا ضرورت مند ہے کہ وہ ان بھولے ہوئے گناہوں سے بخشش طلب کرے جو بے شمار ہیں، کیوں کہ انسان پر انھی گناہوں کی وجہ سے آفتیں مسلط ہوتی ہیں۔

بعض علمائے سلف کی ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جس نے اس کو برا بھلا کہا اور گالی گلوچ کی تو اس اللہ کے بندے نے اس شخص سے کہا: میرے گھر میں جا کر واپس آنے تک ذرا ٹھہر جاؤ، چنانچہ وہ گھر میں داخل ہوا، اللہ کی طرف رجوع کیا پھر اس شخص کے پاس آیا تو اس شخص نے اس بزرگ سے سوال کیا کہ تو

گھر میں جا کر کیا کر کے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے گھر میں جا کر اس گناہ سے توبہ کی ہے، جس گناہ کی پاداش میں تجھ کو مجھ پر مسلط کیا گیا۔

8 حتی الامکان صدقہ اور احسان کرنا:

آفت و بلا، نظرِ بد کے اثرات اور حاسد کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عجیب وغریب تاثیر ہے۔ اس سلسلے میں اگر صرف پرانے اور نئے دور کے لوگوں کے تجربات ہی ہوتے تو یہی کافی تھے، اس لیے کہ نظرِ بد اور حسد کسی ایسے شخص پر مسلط نہیں ہو سکتے جو محسن اور متصدق ہو، اگر بالفرض اس کو کوئی ایسی تکلیف لاحق ہو بھی جائے تو وہ صبر و حوصلے سے کام لیتا ہے، جس سے انجام کار بہتر ہو جاتا ہے، کیوں کہ صدقہ اور احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ایک مضبوط حصار کا کام دیتے ہیں۔

محسن اور متصدق ایسا شخص جس نے احسان اور صدقے کو اپنے فوجی بنا لیا ہے، جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ چین کی نیند سوتا ہے۔ چنانچہ جس کے اس قسم کے محافظ نہ ہوں تو اس کے دشمن بے شمار ہوتے ہیں جو اس پر تسلط پا لیتے ہیں، مگر ایسا کرنا اس شخص کے لیے ممکن ہوتا ہے جس کو توفیقِ الٰہی سے حظِ وافر میسر آیا ہو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

[فصلت: ٣٤-٣٦]

’’اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں، آپ (برائی کو) ایسی بات سے ٹالیے جو احسن ہو، تو (آپ دیکھیں گے) یکا یک وہ شخص کہ آپ کے اور اس کے درمیان دشمنی ہے، (ایسا ہو جائے گا) جیسے گرم جوش جگری دوست ہو اور یہ (خصلت) انھی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگیے، یقیناً وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔‘‘

نیز اس کا ارشاد ہے:

﴿أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [القصص: ٥٤]

’’ان لوگوں کو ان کا دوبار اجر دیا جائے گا کیونکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔‘‘

اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی درج ذیل دعا کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے کہ جب آپ ﷺ کی قوم نے آپ کو مار مار کر لہولہان کر دیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ))

’’اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے، کیوں کہ وہ جانتے نہیں ہیں۔‘‘

9 صبح و شام کے اذکار:

— چنانچہ صبح و شام کے اذکار اور مسنون دعائیں ہر آن میں اور ہر زمان

میں ایک مسلمان کے لیے مضبوط قلعے کا کام دیتی ہیں۔

(10) خالص توحید پرست بن جانا:

یہ ایک جامع وصف ہے اور مذکورہ بالا اسباب کا اسی پر انحصار ہے اور وہ ہے خالص توحید اور مسبب الاسباب عزیز و حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف اسباب کی فکر مندی کا رخ کرنا، نیز یہ جاننا کہ یہ آلات ہواؤں کی حرکتوں کی مانند ہیں اور وہ اپنے محرک، اپنے پیدا کرنے والے اور بنانے والے کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ تو صرف اس کے اذن و حکم کے ساتھ فائدہ اور نقصان پہنچاتی ہیں، جیسے کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ [یونس: ۱۰۷]

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ آپ کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں۔

نبی مکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تھا:

((وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی أَنْ یَنْفَعُوْكَ بِشَيْئٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْئٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی أَنْ یَضُرُّوْكَ بِشَيْئٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْئٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ))

''آگاہ رہو! اگر پوری امت تجھ کو کوئی نفع دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ اس چیز کے سوا تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں لکھ دی ہے اور اگر وہ سب اس پر اکٹھ کر لیں کہ تجھ کو کوئی نقصان پہنچائیں اور اس چیز کے علاوہ تجھے کوئی نقصان نہیں

پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے خلاف لکھ دی ہے۔''

جب انسان توحیدِ خالص کو اپنا لیتا ہے تو اس کے دل میں سے ماسوا اللہ کا ڈر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا دشمن اس کو اس سے بہت ہلکا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اس سے بھی ڈرے، بلکہ وہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نیز وہ محبت، خشیت اور رجوع کو اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسا کر کے اسی کے لیے خاص کر دیتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اپنے دشمن سے ڈرنا اس کی توحید میں نقص پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کا دفاع کرتا ہے جو اس پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ اگر بندے کا اس پر ایمان ہے تو یقیناً وہ اس کا دفاع کرے گا، جتنا اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہو گا، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا دفاع مضبوط ہو گا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کی توحید وہ عظیم و مضبوط قلعہ ہے جو شخص اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ پورا اس میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ سلف میں سے ایک نے کہا ہے:

''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوف اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔''

یہ رہے وہ دس اسباب جن کے ذریعے حاسد، نظرِ بد لگانے والے اور جادوگر کے شر سے بچا جا سکتا ہے، چنانچہ رجوع إلی اللہ سے بڑی مفید چیز اس کے لیے کوئی نہیں، لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسا کرتے ہوئے ہر چیز کا ڈر دل سے نکال دے تو اللہ تعالیٰ اس کو مکمل طور پر امن و سکون عطا فرمائے گا۔

جادو اور اس کے متعلقات
کے بارے میں
کبار علما کے فتاوی

سوال کیا جادو حرام ہے؟

مثال کے طور پر ایک نوجوان لڑکی ایک ایسے نوجوان کی، جس کو وہ چاہتی ہے، قمیص کا ٹکڑا لا کر جادوگر کو دیتی ہے کہ وہ نوجوان پر ایسا جادو کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگے یا ماہر جادوگر کے لیے ممکن ہے کہ وہ کسی کو جوا کھیلنے اور تمبا کو نوشی سے روک دے؟ کیا جادوگر یہ کام کر سکتا ہے؟

جواب سحر وہ ہے جس کا سبب مخفی ہو، اس کی مختلف اقسام ہیں، ان اقسام کے پیشِ نظر ان کے پاس جانے کا حکم بھی مختلف ہے، جیسا کہ اس کے وجود کی حقیقت اور عدمِ وجود میں اختلاف ہے۔ سحر کا لفظ فصاحت اور قوتِ بیان پر بھی بولا جاتا ہے۔ اگر یہ لفظ حق کے اظہار اور باطل کے ابطال کے لیے بولا جائے تو مشروع ومحمود ہے، اگر حقائق کو بدل دینے پر بولا جائے تو مذموم وممنوع ہے اور کبھی کفر کے درجے تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ جادو ہر اس شخص پر اثر انداز ہو سکتا ہے جو حق سے اعراض کرے اور دین کے قبول کرنے سے تکبر کرے۔ سحر کا لفظ چغلی پر بھی بولا جاتا ہے جو کبیرہ گناہ ہے، لیکن اگر خیر خواہی کے لیے اور لوگوں کے درمیان صلح کے لیے چغلی کی جائے تو گناہ نہیں۔ جو جادو کی طرف مائل ہو، اس کے نفس میں اس کی تاثیر واقع وثابت ہے۔

لفظ ''تخییل'' اور تخیل پر بھی بولا جاتا ہے، مثلاً: ایک چیز حرکت نہیں کر رہی، لیکن دیکھنے والے کو حرکت کرتی محسوس ہوتی ہے، اس کی مثال موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے فرعون کے جادوگروں کا کرتب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٦]

''موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ [الأعراف: ١١٦]

''لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرایا۔''

جادو کی یہ قسم حرام ہے، کیوں کہ اس میں دھوکا اور لوگوں کی عقلوں سے کھیل کرنا ہے۔ کبھی یہ ماہر جادوگروں سے محنت سے سیکھا جاتا ہے، تاکہ لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھائے۔ یہ کفرِ اکبر کی قسم میں داخل ہے اور فرعون کے جادوگروں جیسا جادو ہے۔

سحر کا لفظ جنات کی مدد سے انسان کو نفع، نقصان، بیماری پہنچانے یا تفریق، بغض ونفرت ڈالنے اور جادو کے توڑ پر بھی بولا جاتا ہے۔ سائل کا سوال اسی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ کفرِ اکبر ہے، کیوں کہ اس میں جنات سے مدد اور ان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، تاکہ وہ کام کر سکیں۔ جو ایسے جادوگروں کے پاس گیا اور تصدیق کی تو یہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے۔''

یہ نوع اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے اثر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور وہ اس سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

وصلیٰ اللّٰه علیٰ نبیه محمد وآله وصحبه أجمعین.

جادو اور نظرِ بد کے مابین فرق:

سوال سحر اور نظرِ بد کے مابین فرق کیا ہے؟ کیا نظر لگتی ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟ اگر نظرِ بد لگتی ہے تو نظر لگانے والے اور مریض کا علاج کیا ہے؟

جواب سحر لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں، جس کا سبب مخفی ہو، جب کہ اصطلاح میں عزائم، گرہ اور دم کو کہتے ہیں۔

بعض جادو قلوب و ابدان پر اثر انداز ہوتے ہیں اور بعض اوقات مریض قتل بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی خاوند بیوی کے مابین جدائی کا کام بھی جادو سے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا

هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

جب کہ عین باب ''عان یعین'' سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے آنکھ سے کسی کو تکلیف دینا۔ نظرِ بد حق ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نظرِ بد حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی تو وہ نظر ہوتی، جب تم سے (مریض پر پانی بہانے کے لیے) غسل کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرو۔''[1]

نظرِ بد کا حکم:

جادو کی طرح یہ بھی حرام ہے۔ عائن جب کسی چیز کو دیکھے جو اسے اچھی لگی ہے تو برکت کی دعا دے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو کہا، جب انھوں نے سہل بن حنیف کو نظر لگائی:

''جب تو نے اسے دیکھا اور تجھے اچھا لگا تو تُو نے برکت کی دعا کیوں نہیں دی؟''

جب انسان کو کوئی چیز اچھی لگے تو ان الفاظ میں برکت کی دعا کرنی چاہیے: ''ما شاء اللّٰه لا قوة إلا باللّٰه'' ''بارك اللّٰه لك''

مریض کو اپنی حفاظت کے لیے ایمان باللہ کو پختہ کرنا چاہیے اور توکل علی اللہ

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٨٨)

کو اپنانا چاہیے۔ ایسے ہی روز مرہ کی دعائیں اور قرآن کریم کی تلاوت کو لازم کرنا چاہیے، اگر مریض کو پتا چل جائے کہ مجھے فلاں کی نظر لگی ہے تو نظر لگانے والے کو کہے کہ وہ اپنا چہرہ، ہاتھ اور ازار کا اندرون حصہ کسی برتن میں دھوئے، پھر مریض اس پانی سے غسل کرے۔

غیب صرف اللہ جانتا ہے:

سوال ہمارے ہاں کچھ یمنی قبائل میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ جب کسی عورت کی عمر بڑی ہو جاتی ہے اور وہ بوڑھی ہو جاتی ہے تو جس نوجوان لڑکے، لڑکی، غلام یا لونڈی کو دیکھتی ہے تو وہ مر جاتا ہے، وہ جب چاہے اسے دوبارہ زندہ کر سکتی ہے، کیا اس عقیدے کا ثبوت قرآن وسنت یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موجود ہے؟

جواب شریعتِ مطہرہ میں اس عقیدے کی کوئی گنجایش ہے اور نہ اس عقیدے کے وقوع کا یقین رکھنا روا ہے، کیوں کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور غیب بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ [النمل: ٦٥]

''کہہ دے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

اگر ایسا کوئی وقوعہ سامنے آیا ہے تو یہ صرف جادو کی ایک قسم ہے، جس سے لوگوں کی نظر بندی کر دی جاتی ہے، پھر تمام اشیا الٹ دکھائی دیتی ہیں، اس کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کو ثابت ماننا جائز نہیں، بلکہ انکار ضروری ہے، کیوں کہ یہ ایسے حرام کاموں سے ہے جو کفر ہیں۔

جادو سیکھنا حرام ہے:

سوال اس کا کیا مطلب ہے: ''جادو سیکھو، لیکن جادو کرو نہیں۔'' کیوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے؟

جواب جادو سیکھنا حرام ہے، خواہ بطور پیشہ اختیار کرنے کے لیے سیکھا جائے یا دوسروں کے جادو سے بچنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تعلم کے کفر پر قرآن مجید میں صریح نص بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

''وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جادو کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور آپ ﷺ نے اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔''[1]

آپ ﷺ نے ان میں سے ایک چیز ''جادو'' بیان کی۔

سنن نسائی میں ہے:

''جس نے گرہ لگائی، اس میں پھونک ماری تو اس نے جادو کیا اور

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۷٦٦) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۸۹)

جس نے جادو کیا وہ مشرک ہو گیا۔"[1]

سوال میں مذکور الفاظ "جادو سیکھو، لیکن کرو نہیں۔" ہمارے علم کے مطابق حدیث صحیح نہیں ہے، صحیح نہ ضعیف۔

سوال میں نے ایک شخص سے سنا، وہ کہہ رہا تھا: "آپ ﷺ نے فرمایا: جادو سیکھو، کرو نہیں۔" کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث ثابت نہیں، بلکہ من گھڑت بات ہے۔

سوال ایک جادوگر نے کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے اس پر جادو کیا۔ عورت کو جنون ہو گیا، جادوگر کو محکمہ پولیس کے ایک آدمی نے گرفتار کر لیا اور جادوگر نے اعترافِ جرم بھی کر لیا، جادوگر کون سی سزا کا مستحق ہے؟

جواب جب جادوگر کفریہ کام سرانجام دے تو مرتد ہونے کی بنا پر بطورِ حد اسے قتل کر دیا جائے۔

اگر ثابت ہو جائے کہ جادوگر نے بذریعہ جادو ایک معصوم جان کو قتل کیا ہے تو بھی قصاصاً جادوگر کو قتل کیا جائے۔ اگر بذریعہ جادو اس نے کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ کوئی واضح کفریہ کام کیا تو صرف جادو کی وجہ سے اسے قتل کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے بطورِ حد قتل کر دیا جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے کہ جادوگر کافر ہے، کیوں کہ اس کے کفر پر یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

[البقرة: ١٠٢]

[1] ضعیف الجامع (٥٧٠٢)

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جادوگر کافر ہے اور صحیح بخاری میں حدیث ہے، سیدنا بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں: عمر بن خطاب نے خط لکھا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو تو ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس لونڈی کے قتل کا حکم دیا، جس نے ان پر جادو کیا، تو اسے قتل کیا گیا۔[1]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جادوگر کی حد تلوار سے قتل کر دینا ہے۔''[2]

علمائے کرام کے راجح اقوال کے مطابق جادوگر کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، لیکن یہ حاکمِ وقت کی ذمے داری ہے۔ عام لوگ یہ کام نہیں کر سکتے، اگر عام لوگ ایسے اقدام کریں تو فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

جادوگر کے پاس علاج کے لیے جانا جائز نہیں:

سوال ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے، وہ عورت اس سے انتہائی محبت کرتی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد بلاسبب اس کی محبت نفرت میں بدل جاتی ہے، اس کو بتایا جاتا ہے کہ یہ جادوگروں کا کارنامہ ہے، تم فلاں شخص کے پاس جاؤ، وہ آپ کا مسئلہ حل کر دے گا، یعنی آپ کی بیوی پر جادو کیا گیا ہے، وہ اس کا جادو اتار دے گا، یہ دفاع اور حفظِ تعلقِ ازواج کے لیے ہے، جب کہ بوقت ضرورت حرام اشیا بھی جائز ہو جاتی ہیں، لیکن مذکورہ شخص توقف کرتا ہے، کیوں کہ وہ اسے کفر سمجھتا ہے۔

---

[1] موطأ امام مالك (٢/ ٨٧١) برقم (١٥٦٢)

[2] الضعيفة (١٤٤٦)

کیا مذکورہ شخص جادو کا بذریعہ جادو توڑ کروا سکتا ہے یا اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور صبر کرے؟ اگر وہ بطورِ دفاع بذریعہ جادو توڑ کرے تو اس کا یہ عمل زیادتی کو دفع کرنے کے لیے ایک تدبیر خیال کیا جائے گا یا کفر؟

جواب جادو کو بذریعہ جادو اتارنے کے لیے جادوگر کے پاس جانا جائز نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے بدشگونی لی یا اس کے لیے بدشگونی لی گئی، جس نے کہانت کی یا اس کے لیے کہانت کی گئی، جس نے جادو کیا یا کروایا تو وہ ہم سے نہیں۔''[1]

آپ ﷺ سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔''[2]

نشرہ اسے کہتے ہیں، جس میں جادو کو بذریعہ جادو دور کیا جائے۔

جادو کو دور کرنے کے لیے شرعی دعائیں اور دوائیں موجود ہیں، جن سے جادو کا علاج کیا جا سکتا ہے، اس لیے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اذکار و وظائف، شرعی ادعیہ اور جائز دواؤں سے اس کا علاج کرے اور تقویٰ و خشیتِ الٰہی اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا لحاظ رکھے اور نواہی سے اجتناب کرے، کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہ نکال دیتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ٢]

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔''

---

[1] غاية المرام (٣٠٠)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٦٨)

علاج کرو، لیکن حرام اشیا سے علاج نہیں کرنا:

سوال: جس پر جادو ہوا ہو، وہ جادو ختم کروانے کے لیے جادوگر کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں، کیوں کہ سنن ابی داود کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے نشرہ (جادو کا علاج بذریعہ جادو کرنا) کے متعلق پوچھا گیا (کہ جائز ہے یا نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ شیطانی عمل ہے۔''[1]

انسان جائز دوائیں استعمال کرے اور شرعی دعائیں پڑھے، یہی علاج کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے دوا اتاری ہے، بعض لوگ وہ دوا پہچان لیتے ہیں، بعض نہیں جان سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے دوا استعمال کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن حرام دوا سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''دوا لو، لیکن حرام دوا استعمال نہیں کرو۔''[2]

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حرام اشیا میں میری امت کی شفا نہیں رکھی۔''[3]

سوال: کیا مسلمان کے لیے جائز ہے کہ کسی کے پاس جا کر اپنی بیماری کے متعلق پوچھے اور وہ اسے کہے کہ تجھے جادو ہے، پھر یہ اس سے جادو اتارنے کی درخواست کرے تو وہ کھڑا ہو کر اس کے سر سے نیچے کو کسی برتن میں زرد رنگ گرائے، پھر بتائے کہ فلاں صاحب نے تجھ پر جادو کیا ہے؟

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٦٨)

[2] ضعيف سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٧٤)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

اور کیا جائز ہے کہ کوئی عورت اس سے پوچھے کہ میرا بیٹا کس سے شادی کرے گا؟ یا شادی شدہ بیٹے کے بارے میں پوچھے کہ اس کی بیوی ہم سے محبت کرے گی یا بغض رکھے گی؟

جواب مریض کے لیے امراض کی تشخیص کروانے کے لیے اندرونی بیماریوں کے ماہر ڈاکٹر اور سرجن وغیرہ کی طرف رجوع کرنا جائز ہے، تا کہ وہ تشخیص کے بعد اپنے علم کے مطابق علاج کے لیے مباح ادویہ تجویز کرے۔ یہ اسباب کو اختیار کرنا ہے اور اسباب کو اختیار کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا نازل کی ہے، کچھ ڈاکٹر وغیرہ اس کا ادراک کر لیتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن جو علم الغیب کے مدعی کاہن وغیرہ ہیں، مرض کے متعلق جاننے کے لیے ان کے پاس جانا جائز نہیں، نہ ہی ان کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق جائز ہے، کیوں کہ وہ اٹکل پچو لگاتے ہیں یا اپنے مقاصد کے حصول کے لیے جنات کو حاضر کر کے ان سے مدد لیتے ہیں۔ یہ جھوٹے لوگ ہیں اور جنات سے استعانت شرکِ اکبر ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آ کر کسی چیز کے متعلق پوچھے، اس کی چالیس ایام کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا، اس کی بیان کردہ بات کو سچا سمجھ لیا تو اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا کفر کیا۔'' (رواہ البزار)

سر پر رصاص وغیرہ ڈلوانا بھی ناجائز ہے اور یہ کہانت کی نوع سے ہے اور اس بات پر رضا مندی اختیار کر لینا کہانت اور جنات کے ذریعے مدد لینے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

میں ان کی مدد ہے۔ ایسے ہی ان کے پاس یہ پوچھنے کے لیے جانا بھی ناجائز ہے کہ اس کا بیٹا کس سے شادی کرے گا یا اس کی بہو اس سے نفرت کرتی ہے یا محبت، کیوں کہ یہ غیبی امور ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

جادو کا شرعی علاج:

سوال جادو کا شرعی علاج کیا ہے؟ اعصاب کو تسکین دینے والی ادویہ کا استعمال جائز ہے؟ جب کہ معلوم ہو کہ ان ادویہ میں سُن کرنے والا مادہ ڈالا جاتا ہے، جب کہ نفسیاتی امراض میں ایسی ادویہ مشہور ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہماری والدہ کا عمل شرک ہے، اس کے باوجود ہمارا اس کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے؟ وہ وسواس کا شکار ہے اور مصیبت میں ہے، اگر آپ بھی اس کو اس حالت میں دیکھیں تو مجنونہ خیال کریں گے، کیا وہ مشرکہ معتبر ہو گی؟ جب یہ حالت اس سے زائل ہو جائے تو وہ سب سے عقل مند معلوم ہوتی ہے، اپنے جواب سے مستفید فرمائیں۔

جواب 1 جادو کا علاج بذریعہ جادو درست نہیں، لیکن بذریعہ دم علاج جائز ہے، جیسے تلاوتِ قرآن، مسنون اذکار اور دعا و التجا وغیرہ سے دم کیا جائے۔ "الكلم الطيب لابن تيميه"، "الوابل الصيب لابن القيم"، "رياض الصالحين" اور "الأذكار النبوية للنووي" میں بہت سے اذکار اور دعائیں درج ہیں۔ ان کتابوں کا مطالعہ کیجیے اور اس موضوع کے متعلق دوسری کتابوں کی ورق گردانی کیجیے، تاکہ آپ کو اپنے متعلق، اپنے اہل و عیال اور احباب کے متعلق راہ نمائی مل سکے۔

2 اپنی والدہ کی خدمت کیجیے اور خلافِ شریعت بات کا حکم دے تو ادب کو ملحوظِ

خاطر رکھ کر اس کی بات ماننے سے معذوری کا اظہار کیجیے۔ دنیاوی زندگی میں اس سے اچھا برتاؤ کیجیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهُ فِي عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِي وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

[لقمان: ١٤]

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق (حسنِ سلوک کا) حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ دو سال میں چھڑانا ہوتا ہے، یہ کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر کر (بالآخر) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے، جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا میں بھلے طریقے سے ان دونوں سے اچھا سلوک کر اور اس شخص کے طریقے کی اتباع کر جو میری طرف رجوع کرتا ہے، پھر میری ہی طرف تمھاری واپسی ہے، پھر میں تمھیں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔''

3 اگر شدتِ مرض سے اس کی حالت یہ ہے کہ وہ مجنونہ (پاگل) لگتی ہے تو پھر اسے معذور سمجھا جائے گا، اگر اس حالت میں اس سے کوئی خلافِ شریعت کام صادر ہوتا ہے تو معافی کی امید کی جا سکتی ہے، اللہ ہی شافی اور صحیح راستے کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

جادوگر، کاہن اور نجومی کے پاس جانے کا کیا حکم ہے؟

سوال 1 ہمارے کچھ علاقوں میں بعض افراد مریضوں کا علاج، درندوں، پرندوں اور چوپایوں کے گوشت سے کرتے ہیں، جس میں حلال و حرام کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے۔ یہ فعل مجرب ہو یا غیر مجرب، اس کا کیا حکم ہے؟

2 جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کا حکم کیا ہے؟

جواب 1 ہر کچلی والا جانور، مثلاً: شیر، بھیڑیا اور چیتا وغیرہ اور ہر وہ چیز جو پنجوں میں پکڑ کر کھائے، مثلاً: چیل اور شکرہ وغیرہ اور ذی مخلب، جانور مثلاً: گدھا اور خچر وغیرہ، ان کا گوشت حرام ہے۔

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع کیا ہے۔[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے کچلی والے جانور اور ذی مخلب پرندے (کے کھانے) سے منع کیا ہے۔[2]

یہ احادیث درج ذیل آیتِ کریمہ کے عموم کی تخصیص کرتی ہیں:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ [الأنعام: ١٤٥]

''کہہ دے میری طرف جو وحی کی گئی ہے، میں اس میں کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو جو اسے کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت، کیوں کہ وہ ناپاک ہے،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٥٢٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٣٤)

یا وہ فسق ہو کہ اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔"

یا یہ کہا جائے گا کہ احادیث اس آیت میں حرام کردہ اشیا سے کچھ زائد کو بیان کر رہی ہیں۔

جب درج بالا اشیا حرام ہیں تو ان کو بطور دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں، لیکن حلال اشیا بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے۔

2 جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانا اور تصدیق کرنا جائز نہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کسی کاہن کے پاس آیا، اس سے کوئی چیز پوچھی تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"[1]

"عراف" میں کاہن، نجومی اور جادوگر بھی شامل ہیں۔

دوسری حدیث ہے:

"جو کسی کاہن کے پاس آیا، اس کی بیان کردہ بات کو سچا جانا تو اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔"[1]

سوال میں ایک مسلمان ہوں، بیمار تھا تو ایک جادوگر کے ہتھے چڑھ گیا، اس نے بیماری کی وجوہات مجھے بتائیں اور کہا: میں اس شرط پر تیرا علاج کروں گا کہ تو ایک جانور ذبح کرے، مبادا تو مر جائے گا۔ میں سخت بیماری میں مبتلا ہوں، میرے لیے کیا حکم ہے؟ آیا میں ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب اولاً: ایسے جادوگروں کے پاس جانا ہی ناجائز ہے جو امراض کی تشخیص غیر معروف طریقے سے کرتے ہیں، کیوں کہ جو اس نے غیر اللہ کے نام پر

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

[1] غایة المرام (۲۸۵)

ذبح کا حکم دیا ہے، یہ شرکِ اکبر ہے، ایسے ہی شراب کے ذریعے علاج حرام ہے، کیوں کہ حرام میں امتِ محمدیہ کے لیے شفا نہیں۔

ثانیاً: شرعی دعاؤں اور مباح ادویہ سے، جن میں حرام اشیا کی ملاوٹ نہ ہو، علاج کرنا مشروع ہے۔ اس لیے ادعیہ ماثورہ اور ادویہ مباحہ سے علاج کروائیے۔ اللہ تمھیں شفا دے اور پریشانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

سوال جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص پر فلاں نے جادو کیا ہے، ہم اس سے جادو کا اثر زائل کیسے کریں؟ اس کا علاج کیسے کریں؟

جواب بذریعہ جادو علاج کرنا حرام، بلکہ کفرِ اکبر ہے۔ ابطالِ جادو کے لیے جادو کو استعمال کرنا جائز نہیں، مریض کا علاج شرعی دعاؤں سے، جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں، کیا جائے۔

سوال کسی بہن نے میری بیوی کو سوال ارسال کیا کہ جب نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تو جب تک جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو آ کر بتایا نہیں اور علاج نہیں بتایا، جادو کا اثر دور نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس جادو کو اتارنے کے لیے کوئی اس طرح کا عمل کرنا جائز ہے۔ اس بارے میں ہماری راہنمائی کیجیے۔

جواب جادو کا علاج بذریعہ جادو صحیح نہیں، اس لیے جس پر جادو کا اثر ہو تو وہ قرآن و سنت سے ثابت شدہ دعاؤں اور جائز دواؤں سے اس کا علاج کرے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''دوا استعمال کرو، لیکن حرام دوا سے علاج نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا نازل کی ہے۔''[1]

---

[1] ضعيف سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٧٤)

ایسے ہی جہاں جادو مدفون ہے، وہاں سے نکال لیا جائے تو بھی علاج ہو جائے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے کیا۔

سوال لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک شخص کو جادو ہو جاتا ہے اور وہ اس کو اتروانے کے لیے ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو اس شخص اور جادو کے درمیانی ایک حجاب وغیرہ حائل کر دیتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح عملاً وہ جادو زائل ہو جاتا ہے۔ آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نیز کیا رسول اللہ ﷺ پر عملاً جادو ہوا تھا؟

جواب جادو کا علاج بذریعہ جادو جائز نہیں، کاہنوں کے پاس جانا یا انھیں مریض کے علاج کے لیے مریض کے پاس لانا جائز نہیں، اس مقصد کے لیے تعویذ وغیرہ باندھنا بھی درست نہیں، حالاں کہ کبھی کبھار تعویذ باندھنے سے مریض تندرست بھی ہو جاتا ہے، لیکن شرعی لحاظ سے یہ غلط ہے۔ مریض کو شرعی دم کیا جائے، جیسے: سورت فاتحہ، آیۃ الکرسی، معوذات اور قرآن مجید کی دوسری آیات، ایسے ہی نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار سے دم کیا جائے، جیسے:

1. ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيُ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))[1]

"اے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کر دے اور شفا بخش، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا بخش جو بیماری کو ختم کر دے۔"

2. ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُّؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٧٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٩١)

حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ)) [1]

یہ دعا تین مرتبہ پڑھی جائے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ سے تین مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔

اس سلسلے میں امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب "الأذکار"، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی "الکلم الطیب" اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کی "الوابل الصیب" اور "کتاب التوحید" اور "فتح المجید" سے "باب ماجاء بالنشرة" کی طرف رجوع کیجیے۔

صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شفا عطا کر دی۔

سوال کیا نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا اور کیا اس نے آپ ﷺ پر اثر کیا؟

جواب نبی کریم ﷺ ایک انسان تھے تو انسانوں کو جو بیماری، مصائب، مخلوق کا ظلم و زیادتی اور دنیاوی امور لاحق ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی ذات اس سے مبرا نہیں۔ لہٰذا بیماری کا لاحق ہو جانا یا کسی کا آپ ﷺ پر جادو کرنا بعید نہیں ہے، جیسا کہ آپ ﷺ پر جادو ہوا تو جادو کی وجہ سے وہم ہو جاتا کہ آپ ﷺ نے کسی بیوی سے ہم بستری کی ہے، حالاں کہ کی نہیں ہوتی تھی یا ہم بستر ہونا چاہتے اور قوت بھی ہوتی، لیکن جب پاس آتے تو خواہش ختم ہو جاتی اور قوت جاتی رہتی۔

لیکن بیمار ہو جانے یا جادو ہو جانے کے باوجود، اس کی وجہ سے رب تعالیٰ سے وحی حاصل کرنے میں اور اسے لوگوں تک پہنچانے میں غلطی نہیں ہوئی۔ قرآن و سنت میں آپ ﷺ کی عصمت کے دلائل موجود ہیں اور اسلافِ امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ دینِ متین کی نشر و اشاعت میں غلطی

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۶)

کے مرتکب نہیں ہوئے۔

جادو بھی بیماری کی ایک قسم ہے جو نبی کریم ﷺ پر ہوا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ پر بنی زریق کے لبید بن اعصم نے جادو کیا، حتی کہ آپ ﷺ کو وہم ہو جاتا کہ آپ ﷺ نے ایک کام کیا ہے، حالاں کہ نہیں کیا ہوتا تھا، حتی کہ ایک دن یا ایک رات رسول کریم ﷺ نے دعا پر دعا کی، پھر فرمانے لگے:

''اے عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے، میں نے اللہ سے جو پوچھا، وہ اللہ نے مجھے بتا دیا ہے، میرے پاس دو آدمی آئے، ایک سرہانے بیٹھ گیا، دوسرا پاؤں کی جانب۔ سرہانے بیٹھے ہوئے نے پاؤں کی طرف بیٹھے ہوئے شخص کو یا پاؤں کی طرف بیٹھے ہوئے شخص نے سرہانے کی طرف بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے کہا: اس پر جادو ہوا ہے۔ اس نے کہا: جادو کس نے کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ جواب دیا گیا: کنگھی اور کنگھی کے بالوں میں۔ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ کہا: بئر ذروان میں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر کنویں کے پاس آئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! گویا کنویں کا پانی مہندی کے پانی کی طرح ہے اور کھجور کے درخت ایسے تھے، جیسے شیاطین کے سر۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس کو جلایا یا نہیں!؟ تو آپ ﷺ نے

فرمایا: نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے عافیت دے دی، مجھے لوگوں پر شر بکھیرنا ناپسند ہے، آپ ﷺ نے اس کے دفن کا حکم دے دیا۔''[1]

جو جادو کے وقوع کا منکر ہے تو اس نے دلائل، اجماعِ صحابہ اور اسلاف کے خلاف راستہ اپنایا ہے اور ایسے اوہام کا شکار ہے جن کی کوئی دلیل نہیں۔ اس کے متعلق ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں مفصل بحث کی ہے۔

جادو، کہانت اور ان سے متعلق اشیا کا حکم

(سلیمان بن ناصر العلوان)

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علىٰ من لا نبي بعده، وبعد:

موجودہ زمانے میں عاملین کی کثرت کو دیکھتے ہوئے جو طبیب ہونے کے مدعی ہیں، لیکن بذریعہ جادو یا کہانت علاج کرتے ہیں اور بعض علاقوں میں ان کے منتشر ہونے اور جاہل لوگوں سے جھوٹ بول کر ان سے رقم ہتھیانے کو دیکھتے ہوئے میں نے خیر خواہی کی نیت سے سوچا کہ مسلمانوں کے لیے اس کی سنگینی کو بیان کر دوں اور واضح کروں کہ اس سے اللہ سے رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ دوا استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، اگر کوئی بیمار ہے تو اس کے متعلق ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے، تاکہ وہ بیماری کی تشخیص کر کے مناسب دوا تجویز کریں۔ یہ عمل توکل کے منافی خیال نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے دوا بھی نازل کی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٠٦٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٩)

ہے، جس نے اس کو جان لیا، اس نے جان لیا اور جو اس سے ناواقف رہا وہ ناواقف رہا، لیکن حرام میں شفا نہیں۔ مریض کے لیے کاہنوں کے پاس علاج کے لیے جانا جائز نہیں، جیسے ان کی غیبی امور کے متعلق خبر دینے کی تصدیق جائز نہیں، ایسے ہی ان سے علاج کروانا بھی درست نہیں۔ یہ اٹکل پچو لگاتے ہیں یا پھر اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے جنوں کو حاضر کر کے ان سے مدد لیتے ہیں۔ یہ علمِ غیب کے مدعی ہیں، اس لیے ان پر گمراہی اور کفر کا حکم لگتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو اس کی چالیس دن کی نماز مقبول نہیں۔''

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو کاہن کے پاس گیا، اس کی کہی ہوئی کسی بات کو سچ مان لیا تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔''

ابو داود میں یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، اس کی بتائی ہوئی کسی بات کی سچائی کو تسلیم کر لیا تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔''

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں، جس نے بدشگونی کی یا اس کے لیے بدشگونی کی گئی، جس نے کہانت کی یا اس کے لیے کہانت کی گئی، جس نے جادو کیا یا کروایا اور جس نے کاہن کے پاس آ کر اس کی کسی بات کی تصدیق کی تو اس نے شریعتِ محمدیہ کا انکار کیا۔''

درج بالا احادیث میں کاہنوں وغیرہ کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے اور جو ان کے پاس جائے، اس کے متعلق وعید شدید کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ صاحبِ اقتدار لوگوں پر لازم ہے کہ وہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے عوام کو روکیں اور ان بازاروں میں بیٹھے لوگوں کی دولت کے دشمن عاملین سے سختی کا معاملہ کریں۔

ان کی کچھ باتوں کے سچ ہو جانے اور لوگوں کی ان کے پاس آمد و رفت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے، یہ جاہل لوگ ہیں جو ان کے پاس آتے ہیں، جب کہ رسول کریم ﷺ نے خطرے کو بھانپتے ہوئے ان کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔

جیسے کاہن اور جادوگر علمِ غیب کے مدعی ہونے اور اپنے ناپاک مقصد کے حصول کے لیے جنات سے مدد لینے اور ان کی عبادت کرنے کی وجہ سے کافر ہیں، ایسے ہی جو ان کے پاس آتا اور ان کی باتوں کو سچ مانتا ہے، وہ بھی کافر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایسے شخص سے اعلانِ براءت ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے پیش کردہ بزعم خود علاج کے طریقوں اور دیگر خرافات سے دھوکا کھائے، اس لیے کہ یہ کہانت اور تلبیس ہے اور اس امر پر رضا مندی باطل اور کفر ہے۔ جس طرح ان کے پاس جا کر امورِ غیبیہ، مثلاً: اس کا داماد کون بنے گا، میاں بیوی میں تعلقات کیسے رہیں گے، کون اس کا محبوب اور کون مبغوض ہوگا، وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوال کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ غیب ہے اور غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جادو حرام کردہ کفریہ کام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ میں فرشتوں کے متعلق فرمایا:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

[البقرة: ۱۰۲]

”وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمایش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔“

یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جادو کفر ہے اور جادوگر میاں بیوی کے مابین تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو بذاتہ نفع و نقصان نہیں کر سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے اثر انداز ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب ان مفترین پر بہت شدید ہوتا ہے جو مشرکین سے یہ علم حاصل کر کے نادان لوگوں کو جال میں پھنسا لیتے ہیں، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل.

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جادو سیکھتے ہیں، وہ صرف وہی سیکھتے ہیں جس سے دوسروں کا نقصان اور انھیں تکلیف پہنچانا مقصود ہو۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ یہ عظیم وعید ان کے دنیا و آخرت میں خسارہ پر دلالت کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ انھوں نے انتہائی کم داموں میں خود کو فروخت کر دیا۔ اسی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہا:

﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں، کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم کو جادوگروں، کاہنوں اور شعبدہ بازوں کے شرور وضرر سے محفوظ فرمائے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچنے، دور رہنے اور ان پر شرعی سزا نافذ کرنے کی توفیق دے، تاکہ لوگ ان کے برے اعمال اور نقصان وضرر سے بچ جائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سخی اور عزت والا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جادو کے وقوع سے بچانے کے لیے کچھ اذکار بتائے ہیں او جب جادو اثر انداز ہو جائے تو اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بندوں پر بڑی نعمت ہے۔

ذیل میں چند ہدایات بیان کی جا رہی ہیں، جن سے انسان جادو کے اثر سے بچ سکتا ہے اور اگر جادو اثر کر جائے تو اس کا علاج بھی ذکر کیا جا رہا ہے۔ جن اشیا سے انسان جادو کے اثر سے بچ سکتا ہے، ان میں سب سے اہم اور نفع بخش یہ ہے کہ شرعی اذکار، دعاؤں اور شرعی دم کا اہتمام کیا جائے:

1 ان میں سے ایک آیۃ الکرسی ہے جو ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت پڑھی

جائے۔ آیۃ الکرسی قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت کریمہ ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرۃ: ٢٥٥]

’’وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کو سنبھالے ہوئے ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔‘‘

2 ہر فرض نماز کے بعد معوذات (سورت اخلاص، فلق اور ناس) پڑھنا اور صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھنا۔

3 رات کو سورت بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنا جو درج ذیل ہیں:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا

يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: ٢٨٥، ٢٨٦]

”رسول اس پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔“

نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ ”جو شخص رات کو آیۃ الکرسی پڑھ لے،

ایک محافظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا، حتی کہ وہ صبح کرے۔'' ایسے ہی آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کر لے تو یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔''

4 دن، رات اور کسی جگہ بیٹھنے اور پڑاؤ ڈالنے کے وقت: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) پڑھنا، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ اترا (بیٹھا) تو اس نے کہا: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) تو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔''

5 صبح و شام تین تین مرتبہ ((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَه اسْمه شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)) پڑھنا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بہت ترغیب دی اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو ہر برائی سے بچا لیتا ہے۔

جو شخص ایمان، صدق، اعتماد اور شرح صدر سے درج بالا اذکار پر محافظت کرتا ہے تو یہ ان کے سبب جادو وغیرہ سے بچ جاتا ہے۔ انسان جادو سے بچنے کے لیے جو بھی سبب اختیار کرے، یہ سبب ان تمام اسباب سے عظیم ہیں۔ ایسے ہی جادو کے اثر انداز ہونے کے بعد اس کو زائل کرنے کے لیے سب سے بڑا اسلحہ وہتھیار ہے۔

6 ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ! أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

''اے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کر دے اور شفا بخش، تو ہی

شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا بخش جو بیماری کو ختم کر دے۔''

7 ایک دم وہ ہے جو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُّؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ))

''اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر جان اور نظرِ بد کے شر سے، اللہ تجھے شفا دے، اللہ کے نام سے میں تجھے دم کر رہا ہوں۔''

اس کو تین مرتبہ پڑھے۔

جادو کے اثر انداز ہونے کے بعد اس کا ایک اور علاج بھی ہے اور یہ اس شخص کے لیے نہایت مفید و نافع ہے جس پر بندشِ جماع کا جادو کیا گیا ہو۔ وہ طریقہ علاج یہ ہے کہ بیری کے ساتھ سبز پتے لے کر انھیں پتھر یا کسی اور چیز سے کوٹا جائے، پھر ایک برتن میں ڈال کر اتنا پانی ڈالا جائے جو غسل کے لیے کفایت کر جائے، پھر اس پانی پر آیۃ الکرسی، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور جادو والی آیات جو درج ذیل ہیں، پڑھی جائیں:

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ۱۱۷۔۱۱۹]

''اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تُو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں

کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے باطل ٹھہرا، تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔''

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ [یونس: ۷۹،۸۲]

''اور فرعون نے کہا تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔''

﴿قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى ۝ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾

[طٰہٰ: ۶۵، ۶۹]

"(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں
پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں
ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں
اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں
خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا: خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا
اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو
نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا
فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔"

پھر کچھ پانی مریض کو پلایا جائے اور باقی کے ساتھ اس کو غسل کروایا
جائے، اس طریقے سے بیماری ختم ہو جائے گی۔ إن شاء اللّٰه

اگر ایک مرتبہ سے شفا نہیں ملی تو دو، تین اور اس سے زائد بار بھی یہ عمل
کیا جا سکتا ہے، حتی کہ بیماری زائل ہو جائے۔

جادو کے علاج میں سب سے نفع بخش علاج یہ ہے کہ اس جگہ کو تلاش کیا
جائے، جہاں تعویذ وغیرہ چھپائے گئے ہیں، جب جگہ معلوم ہو جائے اور تعویذ
نکال لیے جائیں تو جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

جادو سے بچاؤ اور اس کے علاج کے یہ چند امور تھے جو بیان کیے گئے
ہیں۔ واللّٰه ولي التوفيق.

جادو کا علاج بذریعہ جادو جس میں جنات کے تقرب کے لیے ذبح وغیرہ
کیا جائے یا گوشت متعین مقدار میں دیا جائے، جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ
شیطانی عمل ہے، بلکہ شرکِ اکبر ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ ایسے ہی

کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں کے پاس جا کر علاج کے بارے میں سوال کرنا اور مرض کو پوچھنا اور ان کی تجویز کردہ اشیا کا استعمال جائز نہیں، کیوں کہ وہ مومن نہیں، بلکہ وہ جھوٹے، فاجر ہیں جو علمِ غیب کے مدعی ہیں اور لوگوں کا مال ہتھیانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس جانے، کچھ پوچھنے اور ان کی تصدیق سے منع کیا ہے، جیسا کہ مقالے کے شروع میں گزر چکا ہے۔

نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ سے ''نشرہ'' کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ شیطانی عمل ہے۔''[1]

نشرہ جادو کے اثر کو بذریعہ جادو زائل کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے، جب کہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ شرعی اذکار سے جادو کے اثر کو زائل کیا جائے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اور شیخ عبدالرحمان بن حسن نے ''فتح المجید'' میں اور ایسے ہی دیگر علمائے کرام نے نشرہ کے حرام ہونے اور شرعی اذکار سے علاج کے متعلق دلائل بیان کیے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مسلمانوں کو ہر برائی سے محفوظ فرمائے اور ان کے دین کی حفاظت فرمائے، دین کا صحیح فہم عطا کرے اور خلافِ شرع کاموں سے بچائے۔

افضل جہاد یہ ہے کہ اعدائے دین کے مدِ مقابل کھڑا ہوا جائے اور ان کا مقابلہ کیا جائے، جیسے کاہن، جادوگر اور عاملین وغیرہ ہیں۔

فی زمانہ ان کا شر ہر طرف پھیل چکا ہے اور ان کا خطرہ بہت بڑا ہے۔ انھوں نے بغیر کسی پروا کے مومنوں کو تکلیف دی اور ان کی حرمات کو مرعوب کیا

[1] مسند أحمد، أبي داود

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو سقر (جہنم) کا وعدہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جادوگر کے کافر ہونے کی خبر دی ہے:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ١٠٢]

”اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمایش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت

میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

احناف، مالکی اور حنبلی فقہا میں سے اکثر کا موقف ہے کہ جادوگر اسلام سے خارج کافر اور جہنمی ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے ذکر کیا ہے کہ "جادو نواقضِ اسلام میں سے ہے۔" کسی پر محبت یا نفرت کا طلسم کرنا اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ درحقیقت ہلاکت و تباہی والا عمل ہے، اسی لیے عرافین، جادوگر، نجومیوں اور مداریوں سے بچو، یہ شریعتِ محمدی ﷺ کے مخالف ہیں، اصلاح کے بجائے فساد پھیلاتے اور نفع کے بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے شر، خطرہ، ایمان سے دوری اور شیطان سے قربت کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے قتل کا حکم صادر کیا ہے۔

سنن ابو داود میں روایت ہے کہ بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں: "عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک سال قبل ان کا خط ہمارے پاس آیا کہ "ہر جادوگر کو قتل کر دو۔"

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی اس لونڈی کے قتل کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا۔ جادوگر کو قتل کرنا سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی اس میں اختلاف نظر نہیں آتا۔ گویا کہ جادوگر کو قتل کرنے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ موجودہ زمانے میں جادو کی وبا بہت پھیل چکی ہے۔ بہت سے لوگ ان کے پاس جا کر شفا طلب کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ اسباب کو اختیار کرنا ہے، جب کہ یہ بہت خطرناک کام ہے، جو عقائد کو خراب اور ایمان کو برباد کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

— "جو عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا، تو اس کی

چالیس دن کی نماز مقبول نہیں۔‘‘[1]

جادوگر کا بھی وہی حکم ہے جو کاہن و اعراف کا ہے۔ جس نے جادوگر سے کچھ پوچھا، اس کی بھی چالیس ایام کی نماز مقبول نہیں، اگر اس کی بتائی ہوئی بات کو کوئی سچ سمجھے تو وہ کافر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’جو عراف یا کاہن کے پاس آیا، اس کی بتائی ہوئی بات کو سچ سمجھا تو اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔‘‘[2]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

’’جو کاہن یا جادوگر کے پاس آیا، اس کی بتائی ہوئی بات کو سچ سمجھا تو اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔‘‘[3]

جو کہتے ہیں یہ سبب ہے اور سبب کو اختیار کرنا شرعاً درست ہے، تو ان کی یہ بات غلط ہے، کیوں کہ یہ سبب غیر شرعی اور احادیث کے مخالف ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ شیطانی عمل ہے۔‘‘ نشرہ جادو کے اثر کو جادو کے ذریعے زائل کرنے کو کہتے ہیں۔ تو جب جادو سے اثر زائل کیا جائے تو یہ ناجائز ہے۔ احادیث میں اس سے روکا گیا ہے۔ یہ جائز ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جادوگر کے قتل پر اجماع ہے۔ مسلمان کو جادوگر کے قتل کا حکم ہے نہ کہ اس کے پاس جا کر علاج کروانے کا۔

اگر جادو کا علاج ثابت شدہ شرعی دعاؤں، دم اور مباح ادویہ سے کیا

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] غاية المرام (٢٨٥)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٩٠٤) مسند أحمد (٩٢٩٠، ٩٥٣٦)

جائے تو یہ درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

یہاں ﴿مِن﴾ ''بیانیہ'' ہے۔ قرآن کریم مکمل شفا اور ہر بیماری کی دوا ہے۔ جو ایمان لایا اور حلال و حرام کی تمیز کی، اس نے قرآن سے بہت فائدہ حاصل کیا۔ جس نے صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے شفا طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کی بیماری کو دور کر دیتے ہیں۔ مریض کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور قبولیت کے اوقات کو تلاش کر کے ان میں دعا کرنی چاہیے۔ اوقاتِ قبولیت میں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو رد نہیں کرتے۔ جادو کے مریض کی یہی دوا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس بیماری سے محفوظ رکھا ہوا ہے وہ صبح و شام کے مسنون اذکار لازماً پڑھے۔ معوذتین اور آیۃ الکرسی ہر نماز کے بعد اپنا معمول بنا لے اور اگر ہو سکے تو روزانہ صبح سات عجوہ کھجوریں کھا لے۔

یہ شرعی سبب ہے اور مضبوط قلعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے صبح سات عجوہ کھجوریں کھا لیں، اسے زہر اور جادو نقصان نہیں دے سکتا۔''[1]

بہت سے اہلِ علم نے عجوہ کھجور ہی کو شرط قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے، لیکن دوسرے علما کہتے ہیں کہ عجوہ کھجور کے علاوہ دوسری کھجوریں بھی استعمال کر لی جائیں تو مطلوبہ فائدہ حاصل ہو جائے گا۔ یہی بات قوی ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٣٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٤٧)

اگر میں یہ کہوں کہ عجوہ کھجور میں برکت، نفع اور تاثیر زیادہ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ دوسری کھجوروں میں تاثیر نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اپنے دین کی نصرت فرمائے، کلمۃ اللہ کو بلند فرمائے اور جادوگروں اور کاہنوں کے خلاف اپنے دین کا مددگار پیدا کرے۔

وصلى الله علىٰ نبينا محمدﷺ وعلىٰ آله وصحبه أجمعين. آمين.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بیان

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، وعلىٰ آله وأصحابه ومن اهتدى بهداه، أما بعد:

جادو کا شمار بڑے جرائم اور کفریہ انواع میں ہوتا ہے۔ سابقہ امتوں اور دورِ جاہلیت میں لوگ اس میں مبتلا تھے۔ اس امت میں بھی کثرتِ جہالت، قلتِ علم اور ایمانی قوت کی کمزوری کی بنا پر جادوگروں کی کثرت ہو گئی ہے، وہ لوگوں کا مال ہتھیانے، انھیں گمراہ کرنے اور کئی دوسرے پلید مقاصد لے کر شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ جہاں اسلامی احکامات لاگو ہوں، لوگ صاحبِ علم ہوں اور ایمانی قوت سے سرشار ہوں تو یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر ایسی جگہوں کے متلاشی ہوتے ہیں، جہاں جہالت نے ڈیرے ڈالے ہوں، وہاں وہ باطل کی ترویج کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں۔

قرآن وسنت میں جادو کی اقسام اور ان کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ سحر کو سحر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے اسباب مخفی ہوتے ہیں اور جادوگر اشیا کو خفیہ طریقے سے روک لیتے ہیں اور لوگوں پر تخیل اور التباس سے قابو پا لیتے ہیں۔ نظر بندی کر کے انھیں دھوکا دیتے ہیں اور خفیہ طریقے سے ان کی دولت ہتھیا لیتے ہیں۔

رات کے آخری پہر کو بھی سحر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اس وقت شروع ~~ہوتا ہے~~ جب لوگ غفلت میں ہوتے ~~ہیں~~ اور ان کی حرکت کم ہوتی ہے۔

پھیپھڑے کو بھی سحر کہتے ہیں، کیوں کہ یہ بھی جسم کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔

شرعی معنی:

جادوگروں کا تخییل اور تلبیس سے کسی چیز کو مزین کرنا جسے دیکھنے والا حقیقت سمجھ لے، جب کہ وہ حقیقت نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے بارے میں فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾

[طٰهٰ: ٦٥، ٦٩]

”(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر نا گہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔“

کبھی جادوگر گرہوں میں پھونک مار کر جادو کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ﴾ [الفلق: ٤]

''اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے۔''

کبھی ایسے عمل سے جادو کرتے ہیں جس میں شیاطین تک رسائی کرتے ہیں تو وہ شیاطین ایسے اعمال کرتے ہیں جن سے عقلِ انسانی دھنگ رہ جاتی ہے۔ یہ جادو کبھی بیماری کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی خاوند بیوی کے درمیان تفریق کا۔ خاوند بیوی کی نظر میں بیوی خاوند کی نظر میں بھدی معلوم ہوتی ہے اور جادوگر ایسا عمل کرتا ہے جس سے خاوند کے دل میں بغض ونفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا جادو نصِ قرآنی کے مطابق صریح کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

[البقرة: ١٠٢]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے کی وجہ سے ان کے کفر کے متعلق فرمایا اور اس کے بعد فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

[البقرة: ١٠٢]

''جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ

دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔"

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

"چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔"

یہ جادو اور اس سے پیدا شدہ شر اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر ہی سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل مغلوب بھی نہیں ہوسکتا اور اس کی منشا کے بغیر اس کی ملکیت میں کوئی واقعہ بھی رونما نہیں ہوسکتا۔ دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے اور ہو گا تقدیر کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جو چاہا تقدیر بنا دیا۔ کسی کو جادو میں مبتلا کر دیا، کسی کو بیماری میں مبتلا کر دیا، کسی کے مقدر میں قتل ہونا لکھ دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ نے حکمت سے تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ بذریعہ جادو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے نقصان پہنچا سکتے ہیں، جب کہ شریعت میں یہ ممنوع اور حرام ہے، جب کہ تقدیر میں لکھا ہے کہ فلاں مرد یا عورت پر جادو ہو گا، جیسا کہ بیماری کا لاحق ہونا یا قتل ہو جانا تقدیر میں لکھا ہے۔ ایسے ہی فلاں شخص فلاں جگہ فوت ہو گا، اتنا رزق کمائے گا، غنی ہو گا، فقیر ہو گا، یہ تمام چیزیں

مشیتِ الٰہی کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾

[الحديد: ٢٢]

”زمین میں اور تمھاری جانوں پر جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تو کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں۔ یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔“

جادوگروں اور دوسرے لوگوں کے شرور اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [الأنفال: ٧٥]

”بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ١٢]

”تاکہ تم جان لو کہ بلاشبہہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اور بلاشبہہ اللہ نے (اپنے) علم سے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے۔“

اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کائنات میں وہی ہوسکتا ہے جو اللہ چاہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور عمدہ مقاصد ہیں۔

لوگوں کو عزت ملتی ہے یا ذلت، کوئی حکمران بنتا ہے، کسی سے حکومت چھینی جاتی ہے، ایسے ہی بیماری، صحت اور تمام امور مشیت کے تابع ہیں۔ جادوگر لوگ خیالی اشیا لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں

ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٥، ٦٦]

''(ان جادوگروں نے) کہا اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس نے کہا بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

دیکھنے والے کو یوں دکھائی دیتا کہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ ہیں، لیکن یہ جادوگروں کی کارستانی تھی کہ لوگوں کی نظر بندی کر دی، جس سے ایسے نظر آتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٦]

''موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

سورت اعراف میں فرمایا:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: ١١٦]

''پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔''

یہ حقیقت میں رسیاں اور لاٹھیاں ہی تھیں، لیکن جادو کی وجہ سے لوگوں کی نظر بندی کر دی گئی، جس سے وہ سانپ نظر آنے لگیں۔

بعض لوگ اسے "تقمیر" کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جادوگر اپنے جادو کے ذریعے لوگوں کی نظر بندی کرتا ہے اور اپنی تلبیس سے پتھر کو بھی مرغا بنا کر دکھاتا ہے یا پتھر کو انڈے کی صورت میں دکھاتا ہے، ایسے ہی دوسری اشیا کو ان کی اصلی حالت کے بجائے کوئی اور چیز بنا کر پیش کرتا ہے، جو صرف تلبیس اور دھوکا ہوتا ہے۔ جادوگر بعض اشیا کو ان کی غیر اصلی صورت میں ظاہر کرتے ہیں اور ان کی حقیقت بدل دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سحرِ عظیم قرار دیا ہے۔

سورت اعراف میں ہے:

﴿قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيمٍ﴾ [الأعراف: ١٦٦]

"موسیٰ نے کہا (پہلے) تم ڈالو، پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔"

اہلِ علم کا صحیح موقف یہ ہے کہ جادوگر کے فساد و شر کی بنا پر اس سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کر دیا جائے۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، یہ عام کافروں کی طرح ہی ہے، جنھیں توبہ کا کہا جا سکتا ہے۔

لیکن اہلِ علم کا صحیح قول یہی ہے کہ اسے توبہ کا نہیں کہا جائے گا، کیوں کہ اس کا شر بہت بڑا ہے اور یہ اپنے شر اور کفر کو مخفی رکھتا ہے، ممکن ہے وہ کہہ دے

میں تائب ہوتا ہوں، لیکن اپنے قول میں جھوٹا ہو اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتا رہے۔ اسی لیے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں جادوگر ہونے کے دلائل مل جائیں۔ اسے قتل کر دیا جائے، اگر چہ وہ کہتا رہے کہ میں نادم ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اس کی بات کی کوئی پروا نہ کی جائے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ انھوں نے اپنے عاملین کو خط لکھا کہ تمام جادوگروں کو قتل کر دیا جائے، تاکہ ان کے شر سے بچا جا سکے۔ ابوعثمان فہدی نے کہا: ''ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔'' صحیح بخاری کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی ثابت ہے کہ انھوں نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا تھا، کیوں کہ اس نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کیا۔

جندب بن عبداللہ نے ایک جادوگر کو دیکھا کہ وہ اپنا سر کاٹ کر دوبارہ صحیح کر دیتا، وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا تھا، جندب پیچھے سے آئے اور اسے قتل کر دیا اور کہا اگر سچا ہے تو اب صحیح کر کے دکھا۔

مقصد یہ ہے کہ جادوگروں کا شر عظیم ہے، اس لیے ان کو قتل کرنا واجب ہے۔ جب ان کا جادو کرنا بدلیل شرعی ثابت ہو جائے تو معاشرے کو ان کے شر سے بچانے کے لیے ان کو قتل کرنا ضروری ہے۔ جس پر جادو کیا گیا ہو اس کا علاج کے لیے عاملین کے پاس جانا ناجائز ہے، کیوں کہ شر کے ذریعے شر کو دور نہیں کیا جا سکتا اور کفر کو کفر کے ساتھ زائل نہیں کیا جا سکتا۔ شر کو خیر کے ذریعے زائل کیا جاتا ہے۔ اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ کے متعلق سوال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔'' نشرہ جادو کے ذریعے جادو دور کرنے کو کہتے ہیں۔''

اگر قرآنی آیات، مسنون دعاؤں، شرعی دم اور مباح ادویہ سے علاج کیا جائے تو یہ جائز ہے، لیکن جادو سے علاج درست نہیں، کیوں کہ جادو شیطان کی عبادت کرنا ہے۔ جادوگر تب ہی جادو کر سکتا ہے، جب وہ شیاطین کا مطیع بن جائے اور شیاطین کی منشا کے متعلق عمل کرے، پھر ان کا قرب بھی حاصل کر سکتا ہے اور مطلوبہ کام بھی کر سکتا ہے، لیکن علاج شرعی طریقے سے جائز ہے، یعنی قرآنی آیات اور مسنون دعائیں وغیرہ۔ جیسا کہ عام جسمانی بیماری کا علاج ڈاکٹر وغیرہ سے کروایا جاتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ ڈاکٹر سے علاج کروانے سے مریض شفایاب ہوگا، کیوں کہ بعض مریضوں کے مقدر میں شفا نہیں ہوتی، جب کہ کبھی شفا ہو جاتی ہے، جب اس کا وقتِ موعود (موت کا وقت) موخر ہو، لیکن بعض مریض اسی بیماری ہی میں وفات پا جاتے ہیں، کیوں کہ ان کا وقتِ مقرر آ جاتا ہے، جس کے آگے کوئی دوا کام نہیں آتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا﴾ [المنافقون: ١١]

''اور اللہ کسی کو ہرگز مہلت نہ دے گا جب اس کی موت آ جائے گی۔''

دوا اسی صورت میں اثر دکھاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے مقدر میں شفا لکھی ہو۔ ایسے ہی جادو کے مریض کو کبھی شفا مل جاتی ہے اور کبھی نہیں ملتی اور معالج مناسب علاج نہیں کر پاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہر بیماری کی دوا ہے، جب بیماری کے مطابق دوا دی جائے تو مریض باذن اللہ تندرست ہو جاتا ہے۔''

دوسری روایت میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری، جس کی دوا نہ بھیجی ہو،

بعض لوگوں نے اس کی دوا کو پہچان لیا اور بعض انجان رہے۔‘‘

جادو کا شرعی علاج یہ ہے کہ قراءت کے ذریعے مریض کا علاج کیا جائے، یعنی مریض پر بار بار سورت فاتحہ پڑھی جائے۔ معالج نیک، تقوی شعار اور تقدیر پر ایمان لانے والا ہو۔ جب ایسے معالج سے علاج کروایا جائے اور وہ بار بار سورت فاتحہ پڑھے گا تو جادو زائل ہو جائے گا اور باذن اللہ شفا حاصل ہو گی۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ سے گزرے، جہاں کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تھا، انھوں نے لاکھ جتن کیے مگر اسے شفا نصیب نہیں ہوئی، بالآخر انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: ’’کیا تم میں سے کوئی دم کر سکتا ہے؟‘‘ انھوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ایک صحابی نے سورت فاتحہ سے اس پر دم کیا تو وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب وہ شرکیہ کلام پر مبنی نہ ہو۔‘‘ نبی کریم ﷺ سے دم ثابت ہے۔

مریض پر سورت فاتحہ، معوذتین اور دوسری آیات پڑھی جائیں اور نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ دعائیں، جیسے: "أذهب البأس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك شفاءً لا يغادر سقما" دعائے جبریل: "بسم الله أرقيك من كل شيئ يؤذيك من شر كل نفس أوعين حاسد، الله يشفيك باسم الله أرقيك" یا غیر ثابت شدہ مگر شرکیہ کلام پر مشتمل نہ ہوں تو ان میں بہت نفع ہے۔ کبھی بغیر علاج اور دم کے بھی اللہ تعالیٰ انسان کو شفا دے دیتے ہیں، کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ [يٰس: ٨٢]

”جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے
کہ وہ اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے اور تقدیر پر شکر کرنا چاہیے۔ اس کا ہر کام مبنی بر حکمت ہوتا ہے۔ کبھی مریض کا موت کا وقت پہنچ چکا ہوتا ہے اور اس بیماری میں اس کی موت واقع ہونی ہوتی ہے، اس لیے اسے شفا نہیں ملتی۔

دم کے لیے پانی پر آیاتِ سحر پڑھی جائیں۔ آیاتِ سحر درج ذیل ہیں:

﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ١١٩،١١٧]

”اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدھا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے باطل ٹھہرا، تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔“

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [يونس: ٨٢،٧٩]

”اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ پھر جب

تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔''

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾

[طٰہٰ: ٦٥، ٦٩]

''(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔''

درج بالا آیات کے سبب اللہ تعالیٰ نفع دیتا ہے۔ اگر قاری پانی پر یہ

آیات، سورت فاتحہ اور معوذات پڑھے، پھر وہ پانی جادو کے مریض پر بہا دے تو اللہ کے حکم سے اسے شفا نصیب ہو گی۔ اگر پانی میں بیری کے ساتھ پتے کوٹ کر ڈال لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ شیخ عبدالرحمان بن حسن نے اہلِ علم سے یہ بات نقل کی ہے اور فتح المجید میں درج ہے۔

آخری تین سورتوں کو بار بار پڑھنا بہت بہتر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ان کے ذریعے اس بیماری، یعنی جادو کا علاج کیا جاتا ہے، اس علاج کا تجربہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بہت نفع دیا۔ کبھی صرف سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو بھی شفا مل جاتی ہے اور کبھی صرف معوذتین پڑھ کر دم کرنے سے بھی مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔

انتہائی اہم بات یہ ہے کہ معالج اور مریض ایمان میں سچے ہوں، ان کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل ہو اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ مصرف الامور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور وہ جب چاہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ جب معالج و مریض کا یہ عقیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماری بہت جلد زائل ہو جائے گی اور حسی و غیر حسی تمام ادویہ اسے نفع دیں گی۔ ہر عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اپنے گھر، مجلس اور معاشرے میں اس عقیدے کو بتائے، تاکہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ”حاضر، غائب تک (پیغامِ دین) پہنچا دے، بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے، سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

> ”ایک آیت بھی ہو، وہ بھی آگے پہنچا دو۔“

اس لیے ہر سیکھی ہوئی بات دوسروں تک پہنچانی چاہیے، لیکن جس کے متعلق صحیح و صریح علم نہیں، اس پر توقف کریں۔ بعض لوگ بات صحیح سمجھ نہیں

پاتے اور آگے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے بہت نقصان پھیلتا ہے۔ جس کو سنا رہے ہوتے ہیں، اسے بھی غلط اور جس سے سنی ہوتی ہے، نہ سمجھنے کی بنا پر اس پر بھی جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے تبلیغ علم و بصیرت کے ساتھ ہوتی ہے اور بغیر علم کے کوئی بات نہیں کرنی چاہیے، تا کہ جس سے سنی ہے اس پر بھی جھوٹ نہ ہو اور دوسروں کا نقصان بھی نہ ہو۔

وصلى الله علىٰ نبينا محمد، و علىٰ آله وأصحابه أتباعه بإحسان إلىٰ يوم الدين.

جادو کے متعلق مقالہ

از شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ

بسم اللّٰه، والحمد للّٰه، وصلى اللّٰه وسلم علىٰ رسول اللّٰه، وعلىٰ آله وأصحابه ومن اهتدى بهداه، أما بعد:

جادو، کہانت اور ستارہ پرستی انتہائی خطرناک اور زمین میں فسادِ عظیم ہے، بلکہ ستاروں میں نفع ونقصان کا اعتقاد رکھنا اور جادو کفرِ اکبر ہے، لیکن کہانت کے حکم میں قدرے تفصیل ہے۔

مسلمان پر واجب ہے کہ باطل کا پتا چل جائے تو اس کا انکار کرے، اس کے خلاف کھڑا ہو اور اس سے مقابلے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے تعاون کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدة: ۲]

''اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ

بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [التوبة: ١٧]

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔''

ہر وہ معاشرہ جہاں علم کی کمی اور جہالت کی کثرت ہے وہاں جادو، ستارہ پرستی اور کہانت کی وبا عام ہے، کیوں کہ وہاں رد کرنے والا، ٹوکنے والا اور ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، لیکن جہاں لوگ صاحبِ ایمان اور اہلِ علم ہوں وہاں یہ شرور نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ جزیرہ عرب بھی بارھویں صدی ہجری اور اس سے قبل ان شرور سے بھرا پڑا تھا۔ جادو، کہانت، شرک، بتوں کی پوجا، درختوں پر اعتقاد اور جنات پر یقین اس جزیرہ کے شمال وجنوب میں عام تھا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو توفیق دی، انھوں نے دعوتِ دین کا بیڑا اٹھایا، شرعی احکام لوگوں کو بتائے، حلال وحرام کے متعلق آگاہ کیا۔ اور وہ توحید جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انبیا و رسل اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اس سے لوگوں کو روشناس کروایا اور توحید کے متعلق کتب تالیف کیں، جن میں ایک کتاب ''کتاب التوحید'' ہے۔

اسی کتاب میں جادو، کہانت اور ستارہ پرستی کے متعلق بھی بیان کیا اور ''اصولِ ثلاثہ'' نامی ایک رسالہ تصنیف کیا، جس میں عقیدے کے اصول بیان فرمائے۔ ایک کتاب ''کشف الشبہات'' تصنیف کی، جس میں بتوں کے پجاریوں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے شبہات بیان کیے۔ ان سے قبل بھی علما نے اس مسئلے میں کتب تصنیف کیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو ان شرور کا مقابلہ کرنے کی توفیق بخشی۔ انھوں نے درس و وعظ کے ذریعے لوگوں

تک توحید کا پیغام پہنچایا۔ اس معاملے میں ان کے ہم عصر علما نے جن پر اللہ نے انعام کیا، آپ کا ساتھ دیا اور اولاد کی تائید بھی شاملِ حال رہی، حتیٰ کہ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس جزیرے کو کفر و شرک سے پاک کر دیا۔ ان کی دعوت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے یمن، شام، عراق، ہندوستان اور دوسرے ممالک کو بھی ہدایت بخشی۔ ان ممالک کے علما جب حرمین میں اکٹھے ہوتے تو یہ عقیدہ سیکھتے اور دوسرے شہروں میں تبلیغ کرتے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان ممالک کے لوگوں کو ہدایت نصیب کی جن کے مقدر میں ہدایت تھی۔

جس معاشرے میں حق کا غلبہ ہو اور اہلِ حق کی کثرت ہو تو وہاں یہ گمراہ لوگ (کاہن، نجومی، جادوگر اور شرک کے داعی) چھپتے پھرتے ہیں، لیکن جہاں اہلِ علم کم اور جہالت بکثرت ہو وہاں یہ اپنی مجالس قائم کر کے باطل کی اشاعت شروع کر دیتے ہیں۔

اہلِ علم پر لازم ہے کہ ہر جگہ ان کے خلاف اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں اور ہر مناسب مقام پر درس و وعظ، خطبات جمعہ وعید اور وعظ و نصیحت سے حق کا پرچار کریں، حتیٰ کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبار کے ذریعے بھی حق کو پھیلائیں، تاکہ باطل پرست لوگوں کو اپنے جھوٹا ہونے کا علم ہو جائے اور ان جادوگروں، ستارہ پرستوں، کاہنوں اور لکیروں کی مدد سے غیبی امور بتانے کا دعویٰ کرنے والوں اور ہر باطل پرست کا بھید کھل جائے۔

میری ہر مسلمان کو نصیحت ہے کہ قرآن کو سمجھے اس میں تدبر کرے، بکثرت تلاوت کرے، معانی میں غور و خوض کرے اور ایسے ہی مسلمان بھائیوں کو پڑھائے، تاکہ یہ سلسلہ آگے جاری ہو اور ایک دوسرے سے استفادہ ہوتا

رہے۔ جو بات مشکل ہو اہلِ علم سے پوچھے اور علم کی مجالس میں حاضر ہو۔ خصوصاً موجودہ زمانے میں اس کا اہتمام ضرور کرے، کیوں کہ اب علم کم اور جہالت بڑھتی جا رہی ہے اور ہر وہ شخص جسے موت کا یقین ہے وہ علم کا حریص ہو اور استفادہ اور افادہ کو لازم پکڑے، اس کے لیے اسے سفر کرنا پڑے یا مشقت برداشت کرنی پڑے، لیکن وہ علمائے حق کے پاس جا کر کتاب و سنت کا علم ضرور حاصل کرے اور باطل پرستوں کے عقائد و عملیات کا علم اسے حاصل ہو اور حلال اور حرام کے متعلق سیکھے، تاکہ علم کی کثرت ہو اور جہالت ناپید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے شروع اور چوتھی صدی کے آخر میں بہت احسان کیا کہ اسلامی بیداری اور شعور لوگوں میں اجاگر ہوا اور علم دین، درس و تدریس، وعظ و نصیحت، علمی محاضرات اور خطبات کے ذریعے مختلف علاقوں میں پھیلا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت فائدہ دیا اور بیداری پیدا ہوئی۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو مزید بھلائی عطا کرے اور علما کو علم کی ترویج کی توفیق، اس پر دوام و صبر اور صدق کی توفیق دے اور عام مسلمانوں کو حق کے قبول کرنے اور علما سے استفادہ کی توفیق دے اور علم کے متعلق سوال کی توفیق دے، جس سے انھیں نفع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [النحل: ٤٣]

''لہٰذا تم اہلِ ذکر سے پوچھ لو، اگر تم علم نہیں رکھتے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں، رسول کریم ﷺ نے حدیث میں ہر ضروری چیز کو بیان کر دیا ہے وہ دنیا سے متعلق ہے یا دین سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ [بني اسرائيل: ٩]

’’بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ [النحل: ٨٩]

’’اور ہم نے آپ پر ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی یہ کتاب نازل کی ہے جو مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [صٓ: ٢٩]

’’(یہ قرآن) ایک کتاب ہے، ہم نے اسے آپ کی طرف نازل کیا، بڑی برکت والی ہے، تاکہ وہ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقل مند اس سے نصیحت حاصل کریں۔‘‘

اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’میری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ کہا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔‘‘[1]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٢٨٠)

''میں تمھارے لیے والد کی حیثیت رکھتا ہوں، میں تمھیں نفع بخش چیزیں سکھاتا ہوں۔''[1]

مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اس کی ذمے داری تھی کہ وہ انھیں بھلائی کی طرف راہنمائی کرے اور شر سے ڈرائے۔''[2]

اس مفہوم کی بہت سی روایات ہیں۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اخلاص وصدق سے دین کی سمجھ اور تعلیم حاصل کرے۔

اخلاص کی وجہ سے ہی مطلوب پر فائز ہوا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔''[3]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو علم کے راستے پر چلا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔''[4]

علم کی ترغیب کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہر جگہ علم نافع اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ بے شک وہ خوب سننے والا قریب ہے۔

علم نافع کو حاصل کرنے کے بہت سے وسائل ہیں، جن میں دروس کی

---

[1] مشكوة (٣٤٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٨٤٤)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩٠٧)

[4] سنن الترمذی، رقم الحديث (٢٦٤٦)

محافل شامل ہیں۔ ہم تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ حصولِ علم کا جو بھی ذریعہ ہو اس سے استفادہ کریں اسی میں بھلائی اور فوائد ہیں۔ اہلِ باطل کے پھیلائے ہوئے شبہات کا حل بھی اسی میں ہے۔ اس کے علاوہ بھی دنیوی اور اخروی فوائد اس میں مضمر ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھلائی کی توفیق دے اور سعودی حکومت کو علم کی ترویج میں کوشش کی جزا دے۔ لوگوں کی اصلاح فرمائے اور حق کی مدد کرے اور ہر جگہ مسلمانوں کو حق پھیلانے، حق کی دعوت دینے اور پیش آمدہ مشکلات پر صبرِ جمیل عطا کرے۔ خبر رساں اداروں کی وساطت سے بھی علم پھیلایا جا رہا ہے اور یہ عظیم کام ہے اور عظیم علم ہے جس سے ہر جگہ بیٹھ کر انسان مستفید ہو سکتا ہے۔ گھر میں ہو، بستر پر ہو، گاڑی میں ہو، جہاں بھی ہو، اس لیے اس کو غنیمت جاننا چاہیے۔ خصوصاً پروگرام ''نور علی الدرب'' کو ضرور سننا چاہیے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اس کے سبب وہ مسلمانوں کو نفع دے اور بذریعہ علما اس کے جاری رکھنے پر احسان فرمائے۔ آمین

جادو، کہانت اور ستارہ پرستی

جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا کہ جادو، کہانت اور ستارہ پرستی کا موضوع انتہائی خطرناک ہے۔ ان تین چیزوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جادوگر خفیہ امور کو اختیار کرتا ہے، تاکہ لوگوں کو مسحور کر سکے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ [طٰہٰ: ٦٦]

''(موسیٰ) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں۔''

جادوگر ایسے کرتب کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اشیا کی حقیقت بدل جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوهُمْ وَ جَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ﴾ [الأعراف: ١١٦]

''پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔''

یہ جادوگر ایسے کام کرتے ہیں کہ اشیا کی حقیقت بدل کر ایسے ہو جاتی ہے کہ لاٹھیاں اور رسیاں بھی چلتے ہوئے سانپ نظر آتی ہیں۔ جب کہ یہ سانپ نہیں بلکہ لاٹھیاں اور رسیاں ہی ہیں۔ ایسے ہی میاں بیوی کے درمیان جدائی

ڈالنے والا جادو بھی کرتے ہیں جس سے دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور گندی ادویہ اور شرکیہ تصویر بھی دیتے ہیں جن میں غیر اللہ اور شیاطین سے استغاثہ ہوتا ہے۔ مرد کو خیال آتا ہے کہ میری بیوی پہلے جیسا سلوک نہیں کر رہی جس سے وہ اس سے نفرت کرنے لگتا ہے اور بیوی کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ جس کا سبب جادوگروں کی خباثت ہوتی ہے۔

جادو دو قسم پر ہے:

1. لوگوں کی نظر بندی کر دیتے ہیں جس سے اشیا غیر اصلی صورت میں نظر آتی ہیں۔

2. دوسری قسم ''صرف اور عطف'' ہے۔ یہ دھاگوں میں گرہ لگا کر دینے، پھونکیں مارنے اور شیاطین کی بنائی ہوئی ادویہ سے جنھیں شیاطین جادوگروں کے لیے مزین کرتے ہیں اور ان کی طرف دعوت دیتے ہیں، ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے مرد عورت میں محبت یا نفرت قائم کی جاتی ہے۔ ایسے ہی خاوند بیوی کے علاوہ لوگوں کے مابین بھی محبت اور نفرت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ گرہ میں پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ مانگو اور ہر برائی سے پناہ مانگو۔ جس جادوگر کے بارے میں پتا چل جائے کہ وہ تزویر و جھوٹ کے ذریعے لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے، میاں بیوی کے مابین جدائی والے تعویذ بنا کر دیتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے، اگر وہ تائب ہونا چاہے تو اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو خط لکھا کہ جادوگروں کو قتل کر دیا جائے۔

''سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس لونڈی کو قتل کروایا تھا جس نے ان پر

جادو کیا تھا۔''[1]

''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے بھی ایک جادوگر جو بچے کے ساتھ کھیل رہا تھا، قتل کر دیا اور کہا: جادوگر کی سزا قتل ہے۔''[2]

جیسا کہ گزر چکا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے امرا کو خط لکھا کہ جادوگروں کو قتل کر دیا جائے، یہ ان کے فساد کو روکنے، مسلمانوں کو ان کی تکلیف سے بچانے اور لوگوں کو ایذا رسانی سے محفوظ رکھنے کے لیے حکم دیا تھا۔ تو جب حکمران طبقے کو معلوم ہو جائے تو وہ ان کے قتل کا حکم دیں۔ اگر جادوگر کہہ دیں کہ ہم نے توبہ کر لی تو پھر بھی ان کو قتل کر دیا جائے، کیوں کہ وہ جھوٹ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہوئے تو اللہ کے ہاں سرخرو ہو جائیں گے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الشوریٰ: ٢٥]

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے جانتا ہے۔''

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''توبہ سابقہ گناہ مٹا دیتی ہے۔''

لیکن اگر گرفتاری سے قبل ہی اس کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ تائب ہو گیا ہے اور اس سے بھلائی کا صدور بھی ہوا ہے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی، کیوں کہ یہ بھلائی کا طالب اور اپنی توبہ کا اظہار کرنے آیا ہے، اس

[1] موطأ (٢/٨٧١، ١٥٦٢)

[2] ضعیف الجامع (٢٦٩٩)

لیے اس کی توبہ مقبول ہے۔ اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

کاہن وہ لوگ ہیں جو علم غیب کے مدعی ہیں اور جنات کی وساطت سے غیبی امور کے متعلق خبر دیتے ہیں، مثلاً: فلاں فلاں کام ہو چکا ہے، فلاں کام ہو گا، فلاں کو پریشانی آئے گی، فلاں قتل ہو گا، فلاں کی شادی فلاں سے ہوگی۔ ایسی خبریں دیتے ہیں جب کہ ان باتوں میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں کبھی کوئی بات سچ بھی ثابت ہو جاتی ہے تو جاہل لوگوں کا ان پر اعتقاد جم جاتا ہے۔ کبھی شیاطین کوئی آسمانی بات سن کر ان کو بتاتے ہیں۔ پھر یہ اس میں جھوٹی باتوں کی آمیزش کر کے لوگوں کو بتاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس بات میں سو سو جھوٹ ملاتے ہیں'' کبھی زیادہ جھوٹ بھی ملاتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاہن اس میں بے شمار جھوٹ ملا لیتے ہیں'' لوگ کہتے ہیں: فلاں دن ان کی فلاں بات سچی ثابت ہوئی، اس لیے وہ ان کو سچے گرداننا شروع کر دیتے ہیں تو یہ ایک امتحان اور آزمائش ہے۔

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے، اس کی مدد سے بھی مخفی بات کاہنوں تک پہنچ جاتی ہے تو جب یہ انسان کاہن کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کی مخفی بات اس پر عیاں کرتا ہے، جس سے اس کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے اور ان پر یقین کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ غیبی امور جانتے ہیں۔ اس لیے ان سے بچنا ضروری ہے، نیز ان کی بات کو سچا نہ سمجھا جائے۔ اگرچہ وہ آپ کے متعلقہ ہر بات سچی بیان کر دیں، بلکہ صاحبِ اقتدار طبقہ پر ضروری ہے کہ انھیں کڑی سزا دے۔

نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

—— ''ان کے پاس نہ جانا۔'' اور فرمایا: ''ان کے پاس کوئی علم نہیں اور کہا:

جو عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو اس کی چالیس کی نماز مقبول نہیں۔''[1]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو عراف یا کاہن کے پاس آیا، اس کی بیان کردہ بات کی تصدیق کی تو وہ محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت سے منکر ہو گیا۔''

اس مفہوم کی بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ علم غیب، چونکہ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے تو جو علم غیب کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ [الأنعام: ٥٩]

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔''

مزید فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ [الأعراف: ١٨٨]

''کہہ دیجیے: میں اپنی جان کے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا

[1] غاية المرام (٢٦٥)

مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔''

تو نبی کریم ﷺ بھی جو حکم ملتا ایسے ہی آگے پہنچا دیتے اور آپ ﷺ غیب دان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ﴾ [الأنعام: ٥٠]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔''

مسلمان کو ان شرور سے بچنا چاہیے۔ کاہنوں کے پاس جانے سے پرہیز کرنا چاہیے، خواہ بیماری میں مر کیوں نہیں جاتا، کیوں کہ موت کا علم اللہ کے پاس ہے اور شفا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ شرعی علاج کروائے، دم وغیرہ کروا لے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں امراض کی شفا موجود ہے۔ فرمایا:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں) وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

اللہ تعالیٰ قرآن کی بدولت بہت سی امراض سے شفا دیتا ہے۔ اب معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ ڈاکٹر سے دوا لینے سے شفا دیتا ہے یا اس مرض

میں اس کی اجل واقع ہوتی ہے۔ ایسے ہی دم کروانے سے صحت یابی ہوتی ہے یا زندگی کی سانسیں ختم ہو چکی ہیں۔

''ایک قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، انھوں نے علاج کی بہت کوشش کی، لیکن بے سود، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک قافلہ گزرا۔ انھوں نے پوچھا: تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔ کسی صحابی نے سورت فاتحہ سے دم کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی اور ایسے ہو گیا جیسے اسے کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔''[1]

جب دم کرنے والا صاحبِ ایمان ہو اور مریض بھی مومن ہو، قرآن کی عظمت کو سمجھتا ہو اور جانتا ہو کہ شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور باذن اللہ زوالِ مرض کا یقین رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے ہیں۔ جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ کبھی شیطان بھی قرآن پڑھتے ہیں مگر مراد شیطانیت ہوتی ہے، ایسے ہی کافر بھی پڑھتے ہیں، لیکن قرآن انھیں فائدہ نہیں دیتا، کیوں کہ وہ مومن و مسلمان نہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان کی زکات کا محافظ بنا دیا۔ ایک آنے والا آیا، وہ غلے سے لپیں بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے ضرور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجیے، میں غریب ہوں، میرے اہل وعیال ہیں اور بہت ضروریات ہیں۔ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ میں صبح کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تیرے رات کے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٢٧٦)

رسول ﷺ! اس نے ضروریات کا اور اہل وعیال کا ذکر کیا تو میں نے شفقت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔''

مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور دوبارہ آئے گا، کیوں کہ رسول کریم ﷺ نے فرما دیا کہ وہ آئے گا۔ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور غلہ چوری کرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول کریم ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میری ضروریات ہیں اور اہل وعیال ہیں، میں اب نہیں آؤں گا۔ میں نے ترس کھایا اور چھوڑ دیا۔ صبح رسول کریم ﷺ نے پوچھا: ''ابوہریرہ! قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرویات اور اہل وعیال کا ذکر کیا تو میں نے شفقت کرتے ہوئے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ آئے گا۔''

میں تیسرے دن اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آیا اور غلے سے چوری کرنے لگا، میں نے پکڑ لیا اور کہا: یہ تیسری بار ہے میں ضرور تجھے رسول کریم ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا، تو ہر بار کہتا ہے آیندہ نہیں آؤں گا، لیکن پھر آجاتا ہے۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں آپ کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع دے گا۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب بستر پر آؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان قریب نہیں آسکتا۔ صبح کو رسول کریم ﷺ نے پوچھا: ''تیرے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجھے چند کلمات سکھانے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ

کلمات کیا ہیں؟'' میں نے بتایا کہ اس نے کہا: جب بستر پر آ ؤ تو مکمل آیۃ الکرسی: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو جاتا ہے اور شیطان صبح تک قریب نہیں آ سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ نیکی کے بہت حریص تھے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے سچ بولا جب کہ وہ جھوٹا ہے۔'' ابوہریرہ! تم کو پتا ہے کہ تم تین راتیں کس سے مخاطب تھے؟ میں نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔''

مقصد یہ ہے کہ شیاطین اور ان کے چیلے کاہن و ستارہ پرست کبھی عام لوگوں کے پاس بہت قرآن پڑھتے ہیں اور وہم دلاتے ہیں کہ ہم اہل شر اور فساد نہیں اور اپنے جھوٹ سے لوگوں کا مال لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یہ باتیں شیاطین سے نقل نہیں کرتے، نہ ہم مشرک ہیں۔ تو یہ ان کی افترا بازی ہے، یہ جنات سے مدد طلب کرتے ہیں اور مطلب حاصل کرنے کے لیے ان کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں اور جنات بھی انسان سے مدد لیتے ہیں۔ ساحر اور کاہن ان کی عبادت کر کے ان سے غیبی امور کے متعلق خبریں لیتے ہیں۔ اس وبا سے خود بھی بچنا چاہیے اور دوسرے لوگوں کو بھی ڈرانا چاہیے اور شرعی علاج پر ہی اکتفا کرنا چاہیے۔ ہر بیماری کا سپیشلسٹ ہوتا ہے، بیماری کی نوعیت کے مطابق اس

خاص طبیب سے علاج کروایا جائے اور صحیح العقیدہ علما سے دم وغیرہ کروایا جائے۔ شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مریض خود بھی بکثرت ورد کا اہتمام کرے اور ”أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق“ ”بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيءٍ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم“ صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے۔ اس سے ہر پریشانی سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے، ایسے ہی ہر نماز اور سوتے وقت آیۃ الکرسی کی تلاوت، ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنا اور مغرب و فجر کی نماز کے بعد معوذات تین تین مرتبہ پڑھنے کو اختیار کیا جائے۔ یہ آزمائش و امراض سے بچاؤ کے اسباب ہیں۔ آخری تین سورتیں سوتے وقت لازمی پڑھنی چاہییں۔

”نبی کریم ﷺ سوتے وقت تین تین مرتبہ یہ سورتیں پڑھتے اور ہتھیلیوں پر پھونک مار کے جسم کے تمام اعضا پر، جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر دیتے۔ ہاتھ پھیرنے کی ابتدا چہرے، سر اور سینے سے کرتے۔“ [1]

مریض کے لیے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرے اور فضلِ الٰہی مانگے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی دعا سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ [البقرة: ١٨٦]

”اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے، پس چاہیے کہ وہ بھی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔‘‘

انسان کا تقدیر پر بھی پختہ ایمان ہونا چاہیے کہ جو مصیبت پہنچی ہے اس نے پہنچنا ہی پہنچنا تھا، اس پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ علاج کے لیے جائز اسباب کو اختیار کرے، اس کا عقیدہ ہو کہ جو مصیبت پہنچی ہے یہ میرے مقدر میں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ [التوبۃ: ٥١]

’’کہہ دیجیے: ہمیں تو صرف وہی (مصیبت) پہنچے گی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی۔‘‘

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہا: ’’جب تک تو تقدیر پر ایمان نہ لائے تو مومن نہیں بن سکتا اور جو مصیبت آئی ہے یہ ہر صورت پہنچنی ہی تھی اور جو اللہ نے مقدر میں نہیں کی وہ کبھی نہیں پہنچ سکتی۔ قلم خشک ہو چکا اور صحیفے لپیٹے جا چکے ہیں۔‘‘[1]

مومن اسباب کو اختیار کرتا ہے مگر عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق معاملہ ہوگا اور مصیبت مقدر تھی جو مل گئی۔ یہ سوچ کر اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اسے سکون ملتا ہے۔ شرعی اور حسی جائز اسباب کو اختیار کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔

ستارہ پرستی علم غیب کے دعوے کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے، جو شعبدہ بازوں کا کام ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے علمِ نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک شعبہ سیکھا۔ وہ جتنا زیادہ سیکھے تو وہ جادو ہی سیکھے گا۔‘‘

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٧٠٠)

نجومی کہتا ہے: اگر تمھارا نام، تمھارے باپ کا نام یا ماں کا نام فلاں ستارے کے موافق ہو گیا تو فلاں کام ہو گا۔ کبھی لوگوں کو شبہے میں ڈالنے کے لیے کہتا ہے کہ مجھے اپنے والد اور والدہ کا نام بتاؤ، میں دیکھتا ہوں اگر فلاں ستارے کے موافق آ گیا تو فلاں کام ہو گا۔ یہ تمام کام باطل اور خرافات ہیں اور اس طرح وہ (نجومی) لوگوں کو دھوکا دے کر ان کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ کبھی تقدیراً اس کی بیان کردہ بات کے موافق ہو جاتی ہے تو انسان گمان کرتا ہے یہ اس ستارے ہی کی وجہ سے ہے۔ کبھی نجومی مریض کو کچھ دوائیں بتاتا ہے، جسے اس بیماری کی شفا کے لیے سبب سمجھتا ہے، جب مریض صحت یاب ہو جائے تو سمجھتا ہے کہ نجومی کے پاس علمِ غیب ہے یا نجومی پہنچی ہوئی سرکار ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بعض اوقات نجومیوں، کاہنوں اور شعبدہ بازوں کے پاس آنے سے شفایاب ہو جانا ان کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ مشرک خود بتوں کے پجاری ہوتے ہیں۔ وہ ان بتوں کے پاس آ کر مانگتے ہیں، کبھی کبھار باذن اللہ ان کی مراد پوری ہو جاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت ہوتی ہے۔ کبھی شیاطین مراد پوری کرنے میں مدد کرتے ہیں جو ایک آزمائش اور امتحان ہوتا ہے نہ کہ بت مراد پوری کرتے ہیں، کیوں کہ بت کچھ نہیں کر سکتے اور نہ ہی نجومی کے پاس جو جن ہے وہ کچھ کر سکتا ہے۔

یہ تقدیر کا مسئلہ ہے کہ یہ مرض اس طریقے سے زائل ہو گا اور تقدیر میں ہوتا ہے کہ یہ آزمائش نجومی کے پاس آنے کی وجہ سے دور ہو گی یا اس سے مانگنے یا اس کے نام پر ذبح کرنے سے زائل ہو گی۔ اس میں ساحر، بت اور جن کا کوئی عمل دخل نہیں، یہ ایک آزمائش ہوتی ہے۔ مشرکین جب بتوں سے التجا کرتے ہیں تو بہت

سی اشیا کا صدور ہوتا ہے، حتی کہ وہ ان بتوں کی پوجا میں پختہ ہو جاتے ہیں۔

عاقل شخص کو نجومی، جادوگر، کاہن اور شعبدہ باز کے چکر میں نہیں آنا چاہیے، بلکہ ان سے دور رہنا چاہیے۔ جب نبی کریم ﷺ سے ''نشرہ'' کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔'' یعنی جادوگر سے جادو زائل کروانا شیطانی عمل ہے، کیوں کہ جادوگر غیراللہ سے استغاثہ اورحرام کام کر کے جادو کو زائل کرتا ہے۔ اس لیے یہ شیطانی عمل اور حرام ہے۔ ہاں جادو کو مباح ادویہ، شرعی دم اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے مباح طریقے سے دور کروانا یا پختہ عقیدے والے سے شرعی دم کروا کے دور کروانا جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ سے دم کروانے کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں:

''اے بندگانِ خدا دوا استعمال کرو، لیکن حرام دوا استعمال نہ کرنا۔''[1]

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اللہ تعالیٰ ہر بیماری کی شفا نازل کی، جس نے جان لیا اس نے جان لیا، جو انجان رہا وہ انجان رہا۔''[2]

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''دم کروانے میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ شرکیہ نہیں۔''[3]

اس مسئلے میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ واللّٰہ ولي التوفیق.

---

[1] ضعيف الجامع (١٥٦٩)

[2] الصحيحة (٤٥٢، ١٨ ٥)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٠)

جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے متعلق منعقد ہونے والی مجلس میں شریک علما کی آرا پر تبصرہ

مفتی سعودی عرب رئیس ہیئہ کبار العلما، رئیس ادارہ البحوث العلمیہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے جامع امام ترکی بن عبداللہ ریاض میں جادوگروں اور شعبدہ بازوں پر منعقد ہونے والی مجلس میں شریک علما کی آرا پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

ہم نے اس مبارک، عظیم اور مفید مجلس میں جادو اور جادوگروں کے متعلق علمائے کرام، الشیخ یوسف بن محمد المطلق، الشیخ ابراہیم بن عبداللہ الغیث اور الشیخ عمر بن سعود العید کے بیانات سنے، انھوں نے بہت عمدہ مفید پیرائے میں جادو اور جادوگروں کے متعلق واضح کیا اور جادوگروں کے برے اعمال، خلافِ شرع کام اور ضررِ عظیم کو واضح کیا۔ ایسے ہی ان کے شر سے بچنے اور علاج کے سلسلے میں مفید باتیں واضح کیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے ثواب کو دوگنا کرے اور ہم سب کو مزید ہدایت و توفیق سے نوازے اور جو ہم نے سنا اور سیکھا اس سے نفع دے۔

بے شک جادوگروں کا شر عظیم اور ان کا خطرہ بہت بڑا ہے اور یہ قدیم زمانے سے موجود ہیں۔ فرعون کے زمانے میں بھی یہ موجود تھے۔ فرعون نے ان سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی شریعت کے مقابلے میں جنگ کے لیے مدد لی۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی نشانیوں کو دیکھا تو مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان

کو ہدایت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

[الأعراف: ۱۱۷، ۱۱۸]

''اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا۔''

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ﴾ [يونس: ۷۹، ۸۰]

''اور فرعون نے کہا تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ، پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو۔''

﴿فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ [الأعراف: ٤٤]

''تب انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے: عزتِ فرعون کی قسم! بلاشبہہ ہم ہی غالب ہیں۔''

مقصود یہ ہے کہ فرعون خبیث نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگروں سے مدد لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰہٰ: ٦٥،٦٦]

''(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

یہ آیاتِ کریمہ واضح کرتی ہیں کہ جادو کا وجود ہے اور جادو برحق ہے اور جادوگر لوگوں کو تکلیف دینے میں جادو کا استعمال کرتے ہیں۔

ان سے بچنا ضروری ہے۔ ان کے پاس جانے اور ان کی تصدیق سے کنارہ کشی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ ان کے جادو کو زائل کر سکتا ہے اور یہ بذاتِ خود کسی کو ضرر نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ کے حکم سے ہی ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرۃ: ١٠٢]

''اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

اللہ مدبر الامور ہے اور کائنات میں وہ ہو سکتا جو اللہ چاہے۔ کائنات میں جو بھی خیر و شر واقع ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ [الأنبياء: ٣٥]

''اور ہم تمھیں پرکھنے کے لیے برائی اور بھلائی سے آزماتے ہیں، اور آخر کار تمھیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ان سے بچنے کی ترغیب دی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

کتابِ عظیم میں ان سے ڈرایا اور ان کے شر کو واضح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ١-٥]

''کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

نفاثات سے مراد جادوگرنیاں ہیں جو گرہ لگا کر ان میں پھونک مارتی ہیں اور اپنی طرف سے باطل کلمات کہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا ارادہ مکمل ہو جاتا ہے، لیکن جب اللہ نہ چاہے تو مکمل نہیں ہوتا۔ امام نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے گرہ لگا کر اس میں پھونکا تو اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا۔''

اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کی حیثیت بیان کی:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

[البقرة: ١٠٢]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

پھر فرمایا:

﴿وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جادو کی تعلیم کو اعمالِ کفر سے قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو سیکھنا کفر ہے۔

﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

جسے اللہ تعالیٰ ضرر پہنچانا چاہے، اسے ہی ضرر پہنچتا ہے۔

﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا۔''

لہٰذا یہ ضررِ عظیم ہے۔ (اللہ ہمیں بچائے)

﴿وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا — آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

﴿وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ١٠٢]
''اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

پھر فرمایا:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ١٠٣]
''اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو بے شک اللہ کے ہاں سے بہت اچھا ثواب ملتا، کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جادو ایمان اور تقویٰ کی ضد ہے، کیوں کہ جادوگر اس عمل کے لیے شیاطین کی عبادت کرتے، شیاطین کے حسبِ منشا امور کو اختیار کرتے اور غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ دیتے ہیں، تب شیاطین اور جنات ان کے کام کرتے اور مدد کرتے ہیں۔

ہر مسلمان کو ان کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے سے بچنا چاہیے۔ جادو سات ہلاک کرنے والے امور میں شامل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرک، جادو کرنا، ناحق قتل، یتیم کا مال کھانا، جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''[1]

سب سے بڑا گناہ شرک ہے، پھر جادو، کیوں کہ یہ بھی شیاطین کی عبادت اور ان کی رضا مندی والے کام کر کے ان کا تقرب حاصل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٦٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٩)

ان کا جادو کبھی صرف تخیل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ [طٰهٰ: ٦٦]

''(موسیٰ) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں۔''

کبھی وہ رسیاں پھینک کر لوگوں کو نظر بندی کر کے انھیں خیال دلاتے ہیں کہ یہ دوڑتے ہوئے سانپ ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور اس نے لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا تو جادوگر سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں، اس لیے وہ ایمان لے آئے اور سجدے میں گر پڑے۔ جب فرعون نے ان کو ڈرایا تو انھوں نے کسی چیز کی پروا نہیں کی:

﴿قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾ [طٰهٰ: ٧٢، ٧٣]

''وہ کہنے لگے: ہم تجھے کبھی ترجیح نہیں دیں گے اُن واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آچکے اور نہ اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا، لہٰذا تو جو کر سکتا ہے کر گزر، بس تُو تو اس دنیاوی زندگی ہی کا فیصلہ کرے گا، بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں، تاکہ وہ ہمیں بخش دے ہماری خطائیں اور وہ جادو بھی جس پر تُو نے ہمیں مجبور کیا اور اللہ بہت بہتر اور وہی باقی رہنے والا ہے۔''

— مقصود یہ ہے کہ جادوگر کبھی ایسی اشیا استعمال کرتے ہیں جن سے اشیا کی

صورت بدل دیتے ہیں، جیسے: لاٹھی کو سانپ کی صورت میں پیش کرنا وغیرہ۔ کبھی نظر آتا ہے کہ سانپ، بچھو یا پرندے شعبدہ باز کے منہ سے نکل رہے ہیں، حالاں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ یہ ان کی ایک شعبدہ بازی ہے جس سے وہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

کبھی وہ بیوی کی صورت ایسی پیش کرتے ہیں جس سے خاوند اسے ناپسند کرتا ہے یا خاوند کی صورت قبیح کر کے پیش کرتے ہیں جس سے بیوی اسے ناپسند کرتی ہے۔ یہ تمام چیزیں کفر ہیں، ان کا تمام جادو کفر ہے، خواہ لوگوں کو تکلیف دینے والے کفریہ اعمال کو اپنا کر کریں یا تخیل سے، میاں بیوی کے درمیان جدائی کے لیے یہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو ان سے دور رہنا اور اس سے سوال سے بچنا چاہیے۔

الشیخ عمر بن مسعود نے ان کی کچھ علامات ذکر کیں جو میں نے سنی ہیں، مثلاً: ماں کے بارے پوچھا کہ تیری ماں کون ہے؟ گزشتہ ایام میں تجھے فلاں پریشانی یا فلاں خوشی ملی ہے؟ یہ وہ علامات ہیں جن سے ان کا جادوگر اور کاہن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اہلِ عرب کاہن اسے کہتے ہیں۔ جس کا جن ساتھی ہو اور وہ اسے واقع شدہ خبروں کے متعلق بتائے، جب کہ غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ [النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا اور وہ (خود ساختہ معبود) تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں

سے) کب اٹھائے جائیں گے۔“

لیکن یہ کاہن بتاتے ہیں کہ تجھے فلاں تکلیف پہنچی ہے، تیری ماں کو فلاں تکلیف ہے، تو یہ وہ خبریں ہیں جو شیاطین یاد رکھتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں۔ پھر یہ کاہن اور جادوگر مریض کو بتاتا ہے تو جاہل مریض سمجھتا ہے، اس کے پاس علم ہے، لہٰذا اسی سے علاج کروانا اور اس کی بات کو ماننا چاہیے، جب کہ اس سے بچنا چاہیے، نہ ان سے سوال کیا جائے نہ ان کی بیان کردہ بات کی تصدیق کی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جو عراف کے پاس آ کر اس سے پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“[1]

جو ان کی بات کی تصدیق کرے تو اس کی کیا حالت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو عراف کے پاس گیا، اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔“[2]

ان کے دعوائے علم غیب کی تصدیق کفر ہے، یہ واقع شدہ خبروں کا بتاتے ہیں، جب کہ غیر واقع خبروں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے والدین، رشتے داروں، گھر بار کے متعلق شیاطین سے سن کر بتاتے ہیں جس سے اپنے جھوٹ لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔ مومن کو ان سے دور رہنا اور بچنا واجب ہے۔ وہ شرعی اذکار کو لازم پکڑے اور جادوگروں اور شعبدہ بازوں کی خرافات سے کنارہ کش ہو۔ جو شریعت کی پابندی کرے، اللہ تعالیٰ اسے شرور سے بچا لیتے ہیں، لیکن اکثر

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)
[2] غایة المرام (۲۸۵)

لوگ شرعی اذکار قرآن مجید اور شریعت سے بے پروا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے شیطان ان پر غلبہ پالیتا ہے اور باطل کو ان کے سامنے مزین کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ [زخرف: ٣٦]

''اور جو رحمٰن کے ذکر سے اندھا (غافل) ہوجائے تو ہم اس کے لیے ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [الأعراف: ٢٠٠]

''اور اگر آپ کو شیطان کا کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگیے، بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص رات کو سورت بقرہ کی آخری دو آیات پڑھتا ہے یہ اسے کافی ہو جاتی ہیں۔''[1]

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٠٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٠٧)

اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ﴾ [البقرة: ٢٨٥، ٢٨٦]

''رسول اس (ہدایت) پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں: ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

جو شخص رات کو یہ دو آیات پڑھ لیتا ہے تو ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ شرعی اذکار کے سبب اسے نفع دیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتا ہے تو وہ ہر برائی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔''

ایسے ہی سوتے وقت بھی پڑھنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ سوتے وقت انھیں پڑھا کرتے تھے۔

''آپ ﷺ سوتے وقت یہ تین سورتیں تین تین بار پڑھتے، پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر جسم کے ممکنہ حصے تک پھیرتے۔''[1]

جب آپ ﷺ پر جادو ہوا اور آپ ﷺ کو ایسے خیال آتا کہ میں نے ایک کام کیا ہے، حالاں کہ کیا نہیں ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل کیں، آپ ﷺ نے انھیں پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عافیت عطا کر دی، ان دو سورتوں سے بڑھ کر کوئی دم نہیں۔

ہر مسلمان مرد اور عورت کو نصیحت ہے کہ صبح و شام اور سوتے وقت معوذتین ضرور پڑھے، اس میں خیرِ کثیر اور اجرِ عظیم ہے۔ یہ جادو سے بھی بچانے کا سبب ہیں بشرطیکہ وہ خالص مسلمان ہو۔ ایسے ہی ''أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق'' اور '' بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيئ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم'' بھی حفاظتی اسباب میں سے اہم ترین سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی جگہ اترا اور اس نے ''أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق'' پڑھ لیا تو کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

نہیں پہنچا سکتی۔"

اگر تین مرتبہ پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

"آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گذشتہ رات جس بچھو نے مجھے کاٹا اس جیسے بچھو کو میں کبھی نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر شام کو "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" پڑھ لیتا تو یہ نقصان نہ پہنچاتا۔"[1]

ایسے ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے تین مرتبہ "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه و شيئ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم" پڑھا، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

ہم تمام مسلمانوں کو ان اذکار اور تعوذات کو اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں، اس سے بہت فائدہ اور خیر کثیر ملتی ہے اور ہر برائی سے انسان بچ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ تلاوتِ قرآن کو لازم پکڑے، اس میں ہدایت اور روشنی ہے اور بکثرت تلاوتِ قرآن سے انسان کو بصیرت ملتی ہے، تلاوتِ قرآن سے بھلائی اور خیر ملتی ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرو اور اس کے معانی میں تدبر کرو، اس میں ہدایت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ [بني اسرائيل: ٧٥]

"بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ [فصلت: ٤٤]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٠٩)

''کہہ دیجیے: وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے۔''

لیل و نہار تلاوتِ قرآن بکثرت کرو، اس میں شفا اور فوائدِ کثیرہ ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم کی تلاوت کرو قیامت والے دن یہ اپنے پڑھنے والے کا سفارشی بن کر آئے گا۔'' قرآن مجید میں نجات کے اسباب ہیں، اس سے اچھے اعمال کی طرف راہنمائی ملتی ہے، جس سے انسان ان پر عمل کرتا ہے، برے اعمال کا علم ہوتا ہے، جس سے انسان بچنے کی سعی کرتا ہے۔

مومنین کی صفات کا پتا چلتا ہے جس سے ان کو اختیار کیا جا سکتا ہے، برے لوگوں کی صفات کا پتا چلتا ہے، جن سے انسان بچ سکتا ہے۔ گذشتہ اقوام اور ان کے برے اعمال کی بنا پر ان پر نازل شدہ عذاب کے اسباب کا علم ہوتا ہے، تاکہ ہم ان سے بچ سکیں۔ انبیا و رسل کی اخبار اور ان کے اعمال کا پتا چلتا ہے، تاکہ ہم ان کے اختیار کرنے پر حرص کریں۔

علمائے کرام نے ''اذکار'' کی کتابیں لکھیں ہیں، ان کی تلاوت کی جائے۔ میں نے بھی اس کے متعلق بھی ایک مختصر سا رسالہ جمع کیا ہے۔ جس میں اذکار اور مفید دعائیں جمع کیں۔ جو دارالافتاء کی طرف سے تقسیم ہوتا ہے۔ اس کا نام ”تحفة الأخيار فيما يتعلق بالأدعيه والأذكار“ ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ سے وارد شدہ اور قرآن سے ماخوذ ادعیہ ہیں۔

مومن کو شرعی اذکار اور شرعی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے صبح سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اس کو جادو اور زہر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

دوسری روایت میں الفاظ "مما بین لابتیھا" ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ مدینے کی کوئی کھجور، خواہ وہ عجوہ ہو یا غیر عجوہ۔ امید کی جا سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کھجور مدینہ وغیر مدینہ سے، مذکورہ فائدہ دیں، لیکن نص میں مدینے کی کھجور کا ذکر ہوا ہے، کیوں کہ اس کی فضیلت اور اس میں خصوصیت ہے، لیکن رحمتِ الٰہی میں کون سی کمی ہے؟ امید ہے کوئی بھی سات کھجوریں صبح کھا لی جائیں تو مذکورہ فائدہ ہوگا، کیوں کہ کبھی مدینے کا ذکر اس کی فضیلت کی وجہ سے کر دیا جاتا ہے۔ مجھے گمان ہے کہ بعض روایات میں صرف لفظِ "تمر" بغیر قید کے بھی مذکور ہے، جس میں تمام جہات اور تمام انواع کی کھجوریں آ جاتی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اسباب کو اختیار کرے۔ اہم ترین سبب شرعی اذکار اور شرعی تعوذات ہیں۔

اہم ترین اسباب میں اطاعتِ الٰہی و اتباعِ رسول ﷺ، استقامت فی الدین اور معاصی سے اجتناب بھی ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے ان اسباب کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور یہی کافی ہیں۔ کاہنوں، نجومیوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانے سے کلی طور پر اجتناب کرو۔

نیک لوگوں سے شرعی دم کروانے میں کوئی حرج نہیں، ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ تمام مسلمان کو علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا کرے۔

اللہ ہمیں اور ان شعبدہ بازوں کو دین کی فقاہت اور اس پر ثبات دے اور ہمیں اور ان کو اپنے نفوس کے شر، برے اعمال اور ہر شریر کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ ہر جگہ ہماری اصلاح فرمائے، ہم پر نیک حکمران مسلط فرمائے اور ان کی اصلاح فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہر خیر کی توفیق دے اور نیکی کے کام پر ان کی مدد فرمائے۔ ان کے وزرا کو ٹھیک کر دے اور بھلائی کے کاموں میں ان کے مددگار

بڑھائے، انھیں ہدایت وتوفیق سے نوازے۔ ان کو دین کا مددگار اور سبیل اللہ کا داعی بنائے اور ہر شریر کے شر سے محفوظ فرمائے۔ اللہ جل وعلا سخی اور کریم ہے۔

وصلیٰ اللّٰہ علیٰ نبینا محمدﷺ وآلہ وأصحابہ وسلم.

پھر شیخ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے اور جادوگر کی توبہ کے جواز کے قائلین کا رد کیا اور کہا کہ اس کے بعد اس پر حد لگائی جائے گی؟

شیخ نے کہا: جب جادوگر صدقِ دل سے توبہ کرے تو یہ توبہ اسے نفع دے گی، اللہ تعالیٰ مشرکین وغیرہ کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ [الشوریٰ: ۲۵]

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

[النور: ۳۱]

''اور اے مومنو! تم مجموعی طور پر اللہ سے توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

لیکن دنیا میں جادوگر کی توبہ مقبول نہیں۔ جب قاضی کو اس کے جادوگر ہونے کا پتا چل جائے تو اسے قتل کر دے۔ اگرچہ وہ کہتا رہے میں تائب ہوں، اس کی توبہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے، شرعی حکم کی رو سے اسے قتل کر دیا جائے، جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جادوگروں کے قتل کرنے کا حکم صادر کیا تھا، کیوں کہ ان کا شر عظیم ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں ہم تائب ہو گئے، لیکن اس قول میں جھوٹے ہوتے ہیں، لوگوں کو تکلیف دیتے رہتے ہیں، تو صرف توبہ کہہ لینے سے ان کے شر سے نہیں بچا جا سکتا، اس لیے ان کو قتل کر دیا جائے، اگر وہ اپنی توبہ میں صادق ہیں تو عند اللہ اس کا نفع اسے ہوگا۔

سوال جادوگر پر نمازِ جنازہ پڑھنے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا:

جواب اس کا جنازہ پڑھا جائے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن کیا جائے، بلکہ کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اس کو غسل اور کفن بھی نہ دیا جائے۔

سوال ہم نے سنا جادو دھوکا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے ایک بال سے کار کھینچتا ہے، تو کیا جادوگر صرف اہلِ مجلس لوگوں ہی کی نظر بندی کر سکتا ہے یا دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے جو وہاں موجود نہیں، کیوں کہ ہم اپنے گھروں میں اور ٹیلی ویژن سکرین پر مشاہدہ کرتے ہیں کہ کوئی اپنے بال سے یا منہ سے کار کھینچ رہا ہے، حالاں کہ ہم اس کی مجلس میں نہیں ہوتے، پھر بھی ہماری نظر بندی ہو جاتی ہے، یہ بات کس چیز پر دلالت کرتی ہے؟ (جزاکم اللّٰہ خیرا)

جواب جادوگر ان لوگوں کی نظر بندی کرتا ہے جو اس کے پاس موجود ہوتے ہیں، لیکن کبھی شیاطین اس کی مدد کرتے ہیں جنھیں ہم نہیں دیکھ سکتے، جب کہ وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں، کبھی شعبدہ باز لوگوں کی نظر بندی کرتا ہے اور اپنے منہ سے یا جیب سے پرندہ نکالتا ہے، لیکن یہ شعبدہ بازی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف میں فرعون کے جادوگروں کا ذکر کیا:

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: ١١٦]

''پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں

سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔''

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰه: ٦٥، ٦٦]

''(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو، پھر نا گہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں۔''

کبھی وہ ایک دو بالوں سے بڑے وزنی سامان اٹھا لیتے ہیں، لیکن اس میں شیطان اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں، لیکن ہم انھیں دیکھ نہیں پاتے، بلکہ ان کے اور بھی کئی راستے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انھیں کنٹرول دیا ہے، لیکن ہم ان کے دیکھنے سے عاری ہیں، اس طرح وہ اپنے انسان دوستوں کی مدد کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ [الأعراف: ٢٦، ٢٧]

''اے بنی آدم! بے شک ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا جو تمھاری شرمگاہیں چھپاتا ہے اور زینت کا باعث ہے اور پرہیز گاری کا لباس بہت بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اے بنی آدم! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا تھا جب اس نے ان دونوں کا لباس اتروایا تھا، تاکہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھا دے۔ بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے دوست بنا دیا جو ایمان نہیں لاتے۔''

ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

جادو کس حد تک ضرر رساں ہے؟

سوال اس شخص کے بارے میں جنابِ شیخ کی کیا رائے ہے جس نے دم کو عمل میں لایا، پھر یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ (دم) سود مند نہیں ہے، اس نے جادو کا سہارا لیا اور اس کا کہنا ہے کہ جب تک جادو کوئی پیچیدہ مسئلہ پیدا نہ کرے، یہ ضرر رساں نہیں ہے؟

جواب جادو منکر کام اور کفر ہے، جب مریض کو قراءات و دم سے شفا نہیں ملتی تو ڈاکٹری دوائی سے بھی شفا کا حصول لازمی نہیں، کیوں کہ ضروری نہیں کہ علاج سے مقصود حاصل ہو سکے۔ کبھی اللہ تعالیٰ ایک لمبی مدت تک شفا کو موخر کر دیتا ہے اور انسان اس مرض کے سبب فوت ہو جاتا ہے، تو ضروری نہیں کہ علاج سے شفا ملے گی، اگر شرعی دم سے مریض صحت یاب نہیں ہو رہا تو جادوگر کے پاس علاج کے لیے جانا جائز نہیں۔

انسان جائز و مباح شرعی اسباب کو اختیار کرنے کا مکلّف ہے اور حرام اسباب کو اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے بندو دوا استعمال کرو، لیکن حرام دوا استعمال نہیں کرنی چاہیے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمھاری شفا تم پر حرام کردہ اشیا میں نہیں رکھی۔''

تمام معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں، وہ جسے چاہے شفا دے اور جسے چاہے بیماری دے اور موت اس کے مقدر کر دے۔ جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ [الأنعام: ١٧]

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ [یونس: ١٠٧]

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ آپ کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں۔''

مسلمانوں کو صبر کرنا اور ثواب کی نیت رکھنی چاہیے اور صرف مباح اسباب کو ہی اختیار کرنا اور حرام کردہ اشیا سے اجتناب کرنا چاہیے اور عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے وہ میرے مقدر میں لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کے امر کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ [یٰسٓ: ٨٢]

''جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [التکویر: ۲۹]

''اور اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے۔''

اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں۔

کیا جادو کبیرہ گناہ ہے؟

سوال نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والی اشیا سے بچو۔''
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرک، جادو کرنا، حرام کردہ نفس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''
اس حدیث میں شرک کے بعد جادو کو ذکر کیا گیا ہے، اس کے بعد قتل کو، حالاں کہ قتل بہت شنیع فعل ہے۔ مقتول قیامت والے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ اپنے قاتل کو ساتھ لائے گا، تاکہ رب کے دربار میں اس سے بحث و تکرار کر سکے۔ چنانچہ وہ کہے گا:
اے اللہ! اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اس سے قتل کی شناعت معلوم ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں جادو کو شرک کے بعد اور قتل سے پہلے ذکر کیا گیا ہے تو کیا یہ اس کے خطرے کے عظیم ہونے پر دلیل بن سکتی ہے؟

جواب قتل کفر سے زیادہ شنیع نہیں، کفر کی شناعت قتل سے زیادہ ہے، کیوں کہ کافر دائمی جہنمی ہے۔
قتل کبیرہ گناہ ہے، لیکن شرک سے بڑا نہیں، کیوں کہ مشرک دائمی جہنمی ہے جب کہ قاتل کو کبھی اللہ تعالیٰ بہت سے اسباب کی وجہ سے معاف بھی کر دیتا ہے۔ اگر قاتل جہنم میں گیا تو ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ جتنی مدت اللہ تعالیٰ

چاہے گا اتنی مدت جہنم میں رہ کر پھر نکل آئے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، اگر توحید اور ایمان پر اس کو موت آئی، جیسے: شرک کے علاوہ دوسرے کبیرہ گناہ والوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء: ٤٨]

''بے شک اللہ (یہ گناہ) نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قتل جادو سے کم درجے کا گناہ ہے، کیوں کہ جادو کفر ہے، جسے جادوگر کفر کرنے کے بعد ہی موثر کر سکتا ہے اور شیاطین کی عبادت کرنے سے ہی مطلوب حاصل کر سکتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جادو کو کفر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کے بارے میں کہا ہے:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

سوال جادو سے بچاؤ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگی جائے، صبح و شام تین تین مرتبہ ''بسم اللّٰه الذي لا يضر مع اسمه شيئٌ الأرض ولا في السماء و هو السميع العليم'' پڑھا جائے، کسی جگہ ٹھہرو تو ''أعوذ بكلمات اللّٰه التامات من شر ما خلق'' پڑھ لیا جائے، کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے

گی، ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیۃ الکرسی کی تلاوت کی جائے۔

ایسے ہی ہر نماز کے بعد سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھی جائیں، جب کہ مغرب اور فجر کے بعد تین تین مرتبہ، کثرت سے ذکر کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ہر شریر سے پناہ کا سوال کیا جائے، ایسے ہی درج ذیل دعا پڑھی جائے:

"أعوذ بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة، ومن كل عين لامة، أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما خلق، وذرأ و برأ، ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها، ومن شر ما ذرأ في الأرض، ومن شر ما يخرج منها، و من شر طوارق الليل والنهار، ومن شر كل طارق إلا طارقا يطرق بخير يا رحمٰن"

ان کی بنا پر اللہ تعالیٰ بندے کو شر سے بچاتا ہے۔

سوال کیا ہاروت و ماروت فرشتے تھے یا انسان؟ علما کا راجح قول واضح کریں؟

جواب اس مسئلے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے جو آزمایش و امتحان کے لیے اترے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ﴾

[البقرة: ۱۰۲]

"جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔"

بعض اہلِ علم نے کہا: وہ بنی آدم سے بادشاہ تھے جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آزمایا، جب کہ پہلا قول ہی راجح ہے۔

سوال ہمارے یہاں مصر میں ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرتا ہے اور

اول رات وظیفۂ زوجیت ادا کرنے لگتا ہے تو وہ ایسا نہیں کر پاتا، اس لیے کہ وہاں جادو ہے جسے رباط، مربوط یا ربط کہتے ہیں، یعنی وہ حقِ زوجیت ادا کرنے سے باندھ دیا گیا اور کسی چیز سے اس کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب یہ ضروری نہیں کہ اس پر جادو ہی ہوا ہے، ہاں کبھی بعض لوگ ایسا جادو کر دیتے ہیں، جس سے انسان حقِ زوجیت ادا نہیں کر سکتا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

”چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔“

لیکن شرعی تعوذات استعمال کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ جادوگروں وغیرہ کے شر سے کفایت کرتا ہے اور مذکورہ صورت کو زائل کر دیتا ہے۔

جس پر ایسا جادو کر دیا جائے جس سے وہ حقِ زوجیت سے روک دیا گیا ہو تو وہ اپنے اوپر آیۃ الکرسی، سورت فاتحہ، آیاتِ سحر، سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو دور ہو جائے گا اور اس کا بہت دفعہ تجربہ کیا گیا ہے۔ کسی نیک آدمی سے پانی پر دم کروا سکتا ہے، پھر وہ پانی پیے بھی اور اس سے غسل بھی کرے، ان شاء اللہ تکلیف دور ہو جائے گی یا وہ قاری اسے دم کر کے اس پر پھونک مار دے تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا (ان شاء اللہ) یہ تمام صحت و عافیت کے اسباب ہیں۔

سوال کیا جادوگر کی توبہ نہیں؟

جواب جادوگر کی کوئی توبہ نہیں، بلکہ جب با دلیل شرعی اس کا جادوگر ہونا ثابت ہو جائے تو اسلامی معاشرے کو اس کے شر سے بچاتے ہوئے اسے قتل کر دیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو خط لکھا کہ جادوگروں کو قتل کر دیا جائے۔ ایسے ہی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی لونڈی کو قتل کر دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ جندب بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں: جادوگر کی حد تلوار سے قتل کر دینا ہے۔ اگر وہ اپنی توبہ میں سچا ہے تو عنداللہ اس کو نفع ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتُوبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

[النور: ۱۳]

''اور اے مومنو! تم مجموعی طور پر اللہ سے توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''توبہ سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔''

نیز فرمایا:

''گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔''

چونکہ اللہ تعالیٰ مشرکین کی توبہ قبول کرتا اور ان کو معاف کر دیتا ہے تو جادوگر بھی اگر توبہ میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی معاف کر دے گا۔

سوال جادو زدہ انسان جن مختلف قسم کی تکلیفوں میں مبتلا ہوتا ہے، کیا ان میں سے کوئی تکلیف اس کے آلۂ تناسل پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے؟

جواب یقیناً اس پر آثار مرتب ہوتے ہیں:—

ان میں سے ایک اپنے بھائیوں، بیوی اور دیگر لوگوں سے نفرت بھی ہے۔
ایک اثر مانع عن الجماع بھی ہے اور ایک اثر یہ بھی ہے کہ انسان کو وہم ہوتا ہے کہ میں نے کام کرلیا ہے، حالاں کہ کیا نہیں ہوتا، ایسے ہی تکلیف کی دوسری صورتیں۔

سوال کیا رسول کریم ﷺ پر جادو ہوا؟

جواب آپ ﷺ پر جادو ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت و عافیت دے دی، لیکن جادو کا اثر آپ ﷺ کی تبلیغ و رسالت پر نہیں ہوا، آپ اور آپ ﷺ کے اہلِ خانہ کے مابین کچھ موثر ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو زائل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر معوذتین نازل کیں، آپ ﷺ نے معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے تکلیف دور کر دی۔

سوال جادو کا توڑ سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر توڑ شرعی دم، جائز ادویہ اور دعاؤں سے ہو تو جائز ہے، لیکن جادو کے توڑ کے لیے جادو سیکھنا یا دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے سیکھنا جائز نہیں، بلکہ نواقضِ اسلام میں شامل ہے، کیوں کہ شرک کیے بغیر اس کا سیکھنا ممکن نہیں اور یہ شرک شیاطین کی عبادت کرنا ہے کہ ان کی رضا کے لیے جانور ذبح کیا جائے یا ان کے لیے نذر مانی جائے اور اس کے علاوہ دوسری عبادت کی انواع شیطان کے لیے سرانجام دی جاتی ہیں۔ جادوگر شیاطین کی پسندیدہ اشیا کو اختیار کر کے ان کا تقرب حاصل کرتا ہے، تاکہ وہ اس کے خادم بن جائیں۔
یہ وہ استمتاع ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰکُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ﴾

[الأنعام: ۱۲۸]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا: آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے (تو دوسری بات ہے)، بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔''

سوال میرا بھائی طویل عرصہ تک بیمار رہا اور میں اسے مختلف ہسپتالوں میں لے کر جاتا رہا، لیکن اسے شفا نہیں ملی، بعد میں پتا چلا کہ اسے جادو ہے۔ میں اسے ایک شخص کے پاس لے کر گیا جو دعوی کرتا تھا کہ میں جادو کا علاج کرتا ہوں، اس نے عجیب طریقے سے معروف وغیر معروف طور پر دم کیا جس سے اسے باذن اللہ شفا مل گئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس عمل کی وجہ سے میں گناہ گار ہوں گا؟

جواب جس سے آپ نے علاج کروایا، اگر یہ مشہور ہے کہ وہ جادو کرتا ہے یا غیب کی خبریں دیتا ہے تو آپ گناہ گار ہیں اور آپ کو توبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ مباح اشیا اور شرعی دم سے علاج کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن جادوگر سے علاج کروانا حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو عراف کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا تو اس کی چالیس دن

کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے:

''جو عراف یا کاہن کے پاس آیا، اس کی بیان کردہ بات کی تصدیق کی تو اس نے نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''[2]

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''جس نے جادو کیا یا کروایا، بدشگونی لی یا اس کے لیے بدشگونی کی گئی، کہانت کی یا کروائی تو وہ ہم میں سے نہیں۔''[3]

مسلمان کے لیے ان کاہنوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانا ناجائز ہے، کبھی مریض کئی اسباب کی بنا پر صحت یاب ہو بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ ہر مریض صحت یاب ہو۔ کبھی مرض کے مطابق دوا نہیں دی جا رہی ہوتی تو بھی شفا نہیں ہوتی اور کبھی اس بیماری میں موت کا فیصلہ ہوتا ہے تو بھی دوائی کام نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [المنافقون: ۱۱]

''اور اللہ کسی کو ہرگز مہلت نہ دے گا جب اس کی اجل آ جائے گی، اور اللہ اس سے خوب باخبر ہے جو تم عمل کرتے ہو۔''

چنانچہ جب موت آ جائے تو کوئی دوا کام نہیں دیتی۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۲۳۰)

[2] غاية المرام (۲۸۵)

[3] غاية المرام (۳۰۰)

عقیدے کے متعلق اہم فوائد

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم. الحمد للّٰه ولي الصالحین، ولا عدوان إلا علی الظالمین، وصلی اللّٰه وسلم علیٰ نبینا محمدﷺ وآله وصحبه أجمعین. أما بعد:

یہ عقیدے کے متعلق چند فوائد ہیں:

پہلا فائدہ:

ستاروں، برجوں، مہینوں، دنوں اور جگہوں کے متعلق تمام عقائد باطل ہیں، لیکن جو پاک شریعت سے ثابت ہیں وہ صحیح ہیں۔

ستاروں کے متعلق وہ عقیدہ جسے کاہنوں، نجومیوں، جادوگروں اور دیگر شعبدہ بازوں نے مشہور کر رکھا ہے، یہ تمام عقائد اہلِ جاہلیت، عرب وعجم کے کفار، ستارہ پرستوں اور بت پرستوں سے منقول ہیں۔ (جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں) جب شیاطین انسانوں کے دلوں کو ایمانِ صادق، علمِ نافع اور بصیرت سے خالی دیکھتے ہیں تو فاسد عقائد ان میں داخل کر دیتے ہیں اور لوگ ان فاسد اعتقادات اور برے اعمال کو قبول کر لیتے ہیں، کیوں کہ ان کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور اتنا علم نہیں ہوتا جس سے ان کا رد کر سکیں۔

علمِ نافع اور ایمانِ صادق سے خالی دل ہر فاسد عقیدہ قبول کر لیتا ہے اور ہر باطل چیز اس کے دل کے ساتھ معلق ہو جاتی ہے۔ ہاں! جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تو

وہ بچ جاتا ہے۔ جب شہر، قبیلہ اور ملک میں علم کی بہتات ہو اور علمائے خیر کی کثرت ہو تو ان شیاطین کی آگ وہاں بجھ جاتی ہے (یہ اپنا کام نہیں کر سکتے) ان کی حرکات منجمد ہو جاتی ہیں اور اپنے فاسد اعمال کی ترویج کے لیے ایسی جگہ منتقل ہو جاتے ہیں جہاں جہالت عام ہو۔ ہر جگہ اور زمانے میں یہی دیکھنے کو آیا ہے کہ جب جہالت کا غلبہ ہو تو فاسد اعتقادات اور شریعت کے مخالف اعمال بکثرت ہو جاتے ہیں۔

جب کسی جگہ علمِ شرعی لوگوں میں پھیل جائے تو وہاں سے جہالت اور برے اعتقاد کی دعوت دینے والے خود بخود کوچ کر جاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو علمِ نافع کی اشد ضرورت ہے۔ علمِ نافع سے مراد اللہ تعالیٰ اس کی شریعت، دین، نبی کریم ﷺ اور سنتِ نبوی ﷺ کا علم ہے۔

ستاروں برجوں اور دیگر مخلوقات سے تعلق کی اقسام ہیں۔ بعض بلاشبہ کفرِ اکبر ہیں۔ اس میں علما کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کفرِ اکبر کون سی قسم ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ ستاروں یا برجوں یا سورج و چاند یا لوگوں میں سے کوئی کائنات میں تصرف کر سکتا ہے یا بعض نظام چلا سکتا ہے تو یہ شرکِ اکبر اور کفرِ اعظم ہے۔ (اللہ کی پناہ ایسے عقیدے سے) مدبر الامور اور خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الأعراف: ٥٤]

”بے شک تمھارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ

دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوگیا۔ وہ دن کو رات سے اس طرح ڈھانپتا ہے کہ وہ (رات) جلدی سے اس (دن) کو آلیتی ہے اور اس نے سورج، چاند اور تارے اس طرح پیدا کیے کہ وہ سب اس (اللہ) کے حکم کے پابند کردیے گئے ہیں۔ آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے، اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔"

نیز سورت یونس میں فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾

[یونس: ۳]

"بے شک تمھارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھے دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوگیا، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارشی نہیں (بن سکتا) بغیر اس کی اجازت کے۔ یہی اللہ ہے تمھارا رب، چنانچہ تم اسی کی عبادت کرو، پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟"

چنانچہ مدبر الامور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے جس کا کوئی شریک نہیں، نہ مقرب فرشتہ، نہ نبی و ولی نہ کوئی دوسرا۔ جو عقیدہ رکھے کہ تدبیرِ کائنات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے تو بالاجماع وہ کافر ہے۔

اللہ واحد، احد، خالق اور رازق ہے۔ تدبیرِ امور اور تخلیق میں کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ ہی عبادت میں کوئی شریک ہے۔ وہ جیسے چاہے تصرف کرسکتا ہے، اس کے اسما و صفات میں کوئی شریک نہیں، اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا میں

کمال مطلق اسی کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ [الإخلاص: ١-٤]

''(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے (کسی کو) نہیں جنا اور نہ وہ (خود) جنا گیا اور کوئی ایک ہی اس کا ہمسر نہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ [البقرة: ١٦٣]

''اور تمھارا معبود ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الشورىٰ: ١١]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔''

دوسرا فائدہ:

جو شخص عقیدہ رکھے کہ کچھ ستارے احوال و حوادث میں تاثیر رکھتے ہیں۔ سورج و چاند وغیرہ کی تدبیرِ امور میں تاثیر ہے، جو باذن اللہ ہوتی ہے، ایسا عقیدہ بھی کفر، باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ قبر پرست لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کو کچھ اختیارات سونپ رکھے ہیں، تصرف و اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسبابِ رزق کے لیے ہاتھ، عقل، سمع و بصر عطا کی،

نسل واولاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کی طاقت دی، شہوت ومیلان عطا کیا۔ ایسے ہی سورج کو حرارت دی اور نباتات کے لیے اس کی روشنی وحرارت انتہائی مفید ہے، لیکن یہ تمام اشیا اللہ تعالیٰ کی ہی تخلیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کو روشن کیا، اس سے مہینوں اور سالوں کے حساب کا پتا لگتا ہے، ایسے ہی آگ میں جلانے کی صلاحیت ہے، پانی میں برودت ہے۔ ہر مخلوق کی اللہ تعالیٰ نے ایک فطرت بنائی ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے، لیکن کسی مخلوق میں تصرف کی طاقت تسلیم کرنا یا نبی ولی اور ستارے کے بارے عقیدہ رکھنا کہ یہ نفع اور نقصان دے سکتا ہے، صریح کفر اور ضلالت ہے۔

تیسرا فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے ستاروں، سورج اور چاند کو چلایا ہے، ان کی بنا پر کھیت میں بیج ڈالنے اور درخت لگانے کے موسم کا پتا چلتا ہے، ان ستاروں سے قبلے کی سمت معلوم کی جاتی ہے۔ اوقاتِ نماز اور مختلف موسموں کا علم ہوتا ہے، اس کو ''علم تیسیر'' کہتے ہیں، اس کے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک مناسب وقت مقرر کیا، اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند اور ستاروں کو اوقات پر دلیل بنایا، جس کی لوگوں کو احتیاج تھی۔ ایسے ہی ستاروں سے شہروں اور پانی کی جگہوں کا بھی پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ [الأنعام: ۹۷]

''اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے ستارے بنائے، تاکہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں راہ پاؤ۔''

﴿وَ عَلٰمٰتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ [النحل: ١٦]

”اور نشانیاں (بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راہ پاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں میں ایسا عمل رکھ دیا جس سے بہت سی اشیا پر استدلال ہوتا ہے، شہروں، علاقوں اور قبلے کی سمت کا علم ہوتا ہے اور ان کی روشنی اور سمت میں ہم اپنے مطلوب تک پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے بندوں کے لیے مصلحت رکھی ہے، لیکن یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو تصرف کی قدرت حاصل ہے، کفر ہے۔

”نبی کریم ﷺ نے بارش والے دن خطبہ دیا، آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: جانتے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ صحابہ نے جواباً کہا: اللہ اور رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صبح ہوئی تو کچھ لوگ میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور کچھ کفر کرنے والے۔ جس نے کہا ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش برسی تو اس نے مجھ پر ایمان لایا اور ستارے کا انکار کیا، لیکن جس نے کہا ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی تو اس نے میرا کفر کیا اور ستارے پر یقین کیا۔“

معلوم ہوا بارش برسانے اور نباتات اگانے میں ستاروں کا کوئی تصرف و تاثیر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بارش نازل فرماتا، نباتات اگاتا اور اپنے بندوں کو نفع دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے طلوع و غروب کو راہنمائی کے لیے مقرر کیا ہے اور وہ بعض نباتات کی صلاح ونشوونما کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات کو دوسری مخلوقات کے لیے سبب بنایا ہے، ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

اگر کوئی شخص ستاروں سے نزول مطر کا وقت بتاتا ہے، یعنی کہتا ہے فلاں

ستارہ فلاں جگہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ظرفیت ہی بتانا مقصود ہو، جیسے کہے: بہار میں یا سردی کے موسم میں فلاں ستارے کے ظہور کے وقت بارش ہوتی ہے، لیکن اگر عقیدہ یہ ہو کہ فلاں ستارے نے بارش برسائی تو یہ کافر ہو جائے گا۔

چوتھا فائدہ:

بے شک جادوگروں، کاہنوں، نجومیوں اور شعبدہ بازوں کی تصدیق کرنا اوران سے کچھ پوچھنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ چند اشیا اختیار کر کے اور لوگوں پر معاملہ مبہم رکھ کر علمِ غیب کے مدعی ہوتے ہیں۔

یہ زمین پر لکیریں کھینچتے یا کنکر پھینکتے یا ہتھیلی پر کچھ پڑھتے یا برج کے متعلق پوچھتے یا ماں باپ کا نام پوچھتے یا کہتے ہیں: فلاں فلاں بندہ فوت ہو گا یا فلاں وقت میں فلاں واقعہ رونما ہو گا تو یہ سب چیزیں بتا کر وہ اپنے عالم الغیب ہونے کو ثابت کرتے ہیں، اس لیے ان کے پاس جا کر پوچھنا یا ان کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کرنا ناجائز ہے۔

رسول کریم ﷺ نے ان کے پاس جانے اور پوچھنے سے منع کیا۔

”معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ہاں کاہن ہیں (کیا ہم ان کے پاس جا سکتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے پاس مت جانا۔“ اس نے کہا: ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں (کیا یہ جائز ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک چیز ہے جسے وہ اپنے سینے میں پاتے ہیں۔ یہ تمھیں (تمھارے مقصد سے) نہ روکے۔“[1]

[1] صحیح الکلم الطیب (۲۵۲)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز مقبول نہیں۔''[1]

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو عراف یا کاہن کے پاس گیا، اس کی بتائی ہوئی بات کو سچا جان لیا تو اس نے محمد کریم ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔''[2]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

بدشگونی لینا شرک ہے، آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی تو آپ ﷺ نے واضح کیا کہ یہ اعمال جاہلیت کے ہیں، ان سے بچنا اور اجتناب کرنا واجب ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس جایا جائے نہ سوال کیا جائے اور نہ تصدیق، کیوں کہ ان کے پاس جانا ان کی شان بڑھانا، شہروں میں ان کی مشہوری کا سبب اور لوگوں کا ان پر اعتماد بڑھانے کا سبب ہے اور بعض لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیاطین فرشتوں کی گفتگو سے کوئی بات سن لیتے ہیں، پھر اس میں سو جھوٹ بولتے ہیں تو لوگ ان کی جھوٹی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔

صاحبِ رسوخ طبقے پر لازم ہے کہ ان کو جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں دی جائے، جو علم غیب کا مدعی ہوا، اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے، پھر نہ غسل دیا جائے نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، کیوں کہ غیب تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے:

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] غاية المرام (٢٨٥)

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥]

”کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔“

جب جبریل نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے متعلق مسئول، سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔“

مطلب یہ ہے کہ مجھے اور تجھے قیامت کے متعلق کوئی علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف میں فرمایا:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ [الأعراف: ١٨٧، ١٨٨]

”(اے نبی!) وہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کون سا ہے؟ کہہ دیجیے اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ وہی اسے اس کے وقت ہی پر ظاہر کرے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری (حادثہ) ہوگی۔ وہ (قیامت) تمھارے پاس بس اچانک ہی آئے گی۔ وہ (لوگ)

آپ سے سوال کرتے ہیں جیسے آپ اس (کے وقت) سے بخوبی واقف ہیں۔ کہہ دیجیے اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہہ دیجیے میں اپنی جان کے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔"

سورت نمل میں فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥]

"کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔"

سورت نازعات میں فرمایا:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا﴾ [النازعات: ٤٢۔٤٤]

"(اے نبی!) کافر آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟ آپ کو اس کے بیان کرنے سے کیا غرض؟ اس (کے علم) کی انتہا تو آپ کے رب ہی کے پاس ہے۔"

اس مسئلے میں بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں۔

ایسے ہی جادوگر بھی علم غیب کا دعوی کرتے ہیں اور ان کا کام لوگوں کو بے وقوف بنانا ہوتا ہے، ایسے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کرنا واجب ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین جادوگر تھے، جن کے قتل کا انھوں

نے حکم صادر فرمایا تھا، کیوں کہ دعوائے غیب کے ساتھ ساتھ ان کا شر بہت بڑا ہے۔ بہت سے لوگوں کو یہ مار دیتے ہیں۔ ان کے برے اعمال میں سے میاں بیوی اور اعزہ و اقارب کے مابین پھوٹ ڈالنا ہے اور یہ فن شیاطین و جنات کی خدمت کر کے حاصل کرتے ہیں۔ شیاطین و جنات بھی ان کی خدمت کرتے ہیں اور یہ ان کی خدمت کرتے ہیں، جن ان کو اخبار و واقعات بتاتے ہیں اور یہ ان کے نام کی نذر و ذبح وغیرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی چیز کا ذکر کیا:

﴿وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِیْۤ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ [الأنعام: ۱۲۸]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے (تو دوسری بات ہے)''

علما اور امرا میں سے صاحبِ اختیار لوگوں پر واجب ہے کہ جن علاقوں میں نجومی، کاہن اور جادوگر ہوں ان کے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھیں اور ایسے لوگ مقرر کریں جو جادوگروں اور کاہنوں وغیرہ کی کھوج لگائیں، تاکہ ان کے خلاف فیصلہ صادر کیا جائے، جو قتل کا مستحق ہو اسے قتل اور جو قید کا مستحق ہو اسے

قید کیا جائے، تا کہ لوگ ان کے شر سے بچ سکیں، لیکن ان سے صرفِ نظر کرنا کسی صورت روا نہیں۔ کبھی کوئی جادوگر کہتا ہے میں عربی طب کے مطابق علاج کرتا ہوں، پھر منتر وغیرہ پڑھتا ہے تو یہ ان سے دھوکا کرتا ہے اور شعبدے بازی دکھاتا ہے۔ جنات سے خدمت لیتا ہے، کبھی کوئی ٹھیک بھی ہو جاتا ہے، لیکن اکثر مریض صحت یاب نہیں ہوتے۔

بعض کہتے ہیں: اپنی ماں کا نام بتاؤ؟ فلاں کا نام بتاؤ؟ فلاں کا نام بتاؤ؟ مجھے تیری بیماری کا علم ہے اور تجھے مناسب دوا دوں گا۔ وہ مریض سے بہت زیادہ مال لے لیتا ہے، مگر پھر بھی اسے کوئی افاقہ نہیں ہوتا، اگر فائدہ ہو بھی جائے تو یہ ان کے سچا ہونے کی دلیل نہیں، شیطان کبھی بیماری کی دوا کے متعلق جانتا ہوتا ہے، لیکن اس کا شر عظیم ہے۔

الحاصل کبھی ان سے فائدہ مل جانا ان کے پاس جانے اور ان کی تصدیق کرنے کی دلیل نہیں۔ اگر بعض لوگ کہیں کہ وہ بیماری کا علاج طب سے کرتے ہیں، تب بھی وہ کاہن، نجومی اور شعبدے باز ہی ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

> ”جس نے بدشگونی لی یا اس کے لیے بدشگونی لی گئی، جس نے کہانت کی یا کروائی اور جادو کیا یا کروایا وہ ہم میں سے نہیں۔“

یہ جاہلیت میں بھی موجود تھے، رسول کریم ﷺ نے ان سے ڈرایا ہے۔ اہلِ جاہلیت اپنے فیصلے ان سے کرواتے اور غیب کے متعلق ان سے پوچھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شریعت، شرعی دم اور جائز ادویہ سے نواز کر ان گمراہ لوگوں سے بے نیاز کر دیا ہے، قرآن وسنت میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا حاکم شریعت و کتاب کو بنایا ہے کہ کاہنوں کے بجائے کتاب وسنت

کی طرف اختلاف کے حل کے لیے رجوع کریں، بجائے اس کے کہ یہ کاہنوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جائیں جو صرف لوگوں کو نقصان پہنچانے والی اشیا سیکھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر وہ کسی کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

”اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے، اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔“

کبھی جادوئی اشیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اثر دکھاتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ملک میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و تقدیر

سے ہی اثر کرتی ہیں تو پھر ان کا علاج تقدیر سے ہی کرنا چاہیے۔ ہم ہر شرکیہ کام اور گناہ والے کام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

علما اور حکمرانوں کا کام یہ ہے کہ حدود اللہ وتعزیرات کو قائم کر کے منکر وحرام اشیا کے عامل افراد سے جنگ کریں۔

بدشگونی:

انسان کسی پرندے، گدھے یا مہینے جیسا کہ صفر یا دن، جیسے: بدھ کا دن یا کسی انسان کو منحوس خیال کرے، یہ ناجائز ہے۔ بدشگونی انسان کو مطلوبہ کام سے روک دیتی ہے اور یہ بدشگونی شرکِ اصغر ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ ایسے ہی جب انسان کسی پرندے، مثلاً: کوے یا الو کو سفر شروع کرنے سے پہلے دیکھ لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں سفر نہیں کروں گا یا الو وغیرہ گھر میں آ بیٹھے تو سمجھتا ہے گھر میں نحوست آ گئی، یہ جاہلیت کی باتیں ہیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کہے: اے اللہ! اچھائی تو ہی لا سکتا ہے اور برائی کو تو ہی دفع کر سکتا ہے، گناہ سے پھرنے اور نیکی کی طاقت تیری توفیق ہی سے ہے۔''

دوسری روایت میں ہے:

''اے اللہ! بھلائی تیری ہی (عطا کردہ) بھلائی ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔''

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کی شریعت کو لازم پکڑے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھے اور ان اشیا کی تاثیر کو نہ مانے۔ اگر کسی کام کا عزم کر لے تو بدشگونی لیتے ہوئے اسے ترک نہ کرے، ورنہ شرک میں مبتلا ہو جائے گا اور اہلِ جاہلیت کے مشابہ

کام کرنے والا شمار ہوگا۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔

توکل علی اللہ دو چیزوں کو متضمن ہے:

1 اللہ پر اعتماد اور ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کی مشیت وتقدیر سے وقوع پذیر ہونے کا یقین۔

2 تکلیف اور حوادث میں شرعی اسباب کو اختیار کرنا۔

تقدیر پر یقین دونوں چیزوں کو شامل ہے، مسلمان جانتا ہے بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، لیکن وہ اس کا علاج شرعی اور مباح طریقے سے کرتا ہے، جیسے: پیاس اور بھوک کا علاج کھانے پینے اور خوف کا علاج امن کے اسباب اختیار کرنے اور چوری ہونے کے خوف کا علاج دروازہ بند کرنے سے کرتا ہے۔ ایسے ہی سردیوں میں آگ سینکتا اور گرم لباس پہنتا ہے، اس کے ساتھ اس کا ایمان یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"نفع بخش چیز کی حرص کر، اللہ سے مدد طلب کر اور عاجز نہ ہو اور اگر تجھے کوئی پریشانی پہنچے تو یہ نہ کہنا: اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا، بلکہ یہ کہا کر اللہ تعالیٰ نے مقدر میں کیا اور جو اس نے چاہا کیا۔ بے شک لفظ "لَوْ" (کاش) شیطانی عمل کو کھول دیتا ہے۔"[1]

مسلمان اپنی بیماری کا علاج کرواتا اور اسباب اختیار کرتا ہے، جب کہ اس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو ثواب کی امید رکھتا اور "إنا لله وإنا إليه راجعون"، اللہ تعالیٰ کی مرضی، جو اس کا فیصلہ جسے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے، یہ نہیں کہتا فلاں شہر چلا جاتا تو ایسے ہو جاتا۔

ایسے ہی معاملات میں خسارہ ہو جائے تو بھی "إنا لله وإنا إليه راجعون"

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٦٦٤)

پڑھتا اور کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسے ہی لکھا ہے۔ لیکن اسباب کو اختیار کرنا مشروع ہے۔ اگر کوئی جگہ خرید وفروخت کے لیے زیادہ موزوں ہے تو وہاں خریدنی چاہیے۔ اگر خسارہ ہو جائے تو کہنا چاہیے: "قدر اللّٰه و ما شاء فعل" اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا تھا اور جو اس (اللہ) نے چاہا کیا۔ ایسے نہیں کہنا چاہیے کہ اگر میں یہاں نہ آتا تو نقصان نہ ہوتا، اس سے شیطان کے لیے راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

پانچواں فائدہ:

سنتِ مطہرہ کی تطبیق کے وجوب اور اسلام میں اس کے مقام کا بیان: اس میں کوئی شک نہیں کہ سنتِ مطہرہ اصولِ اسلام میں دوسرا اصل ہے اور قرآن مجید کے بعد اس کا مقام ہے اور سنت تمام امت پر ایک مستقل حجت ہے۔ جو سنت کا انکار کرے یا دعویٰ کرے کہ صرف قرآن پر اکتفا کفایت کر جاتا ہے تو وہ گمراہ ہو گیا، اس نے کفرِ اکبر کا ارتکاب کیا اور یہ کہنے کی وجہ سے مرتد ہو گیا۔ اس عقیدے کی بنا پر اس نے اللہ اور رسول کی تکذیب کی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین کا انکار کیا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو، لیکن اس نے اس کا انکار کر دیا اور سنت پر عدمِ اعتماد کا اظہار کیا اور اجماعِ امت کا منکر ہوا۔

علمائے اسلام کا تین اصولوں پر اجماع ہے:

1. کتاب اللہ۔
2. سنتِ رسول اللہ ﷺ۔
3. اہلِ علم کا اجماع۔

دوسرے امور (جو اصول شمار کیے جاتے ہیں ان) میں اہلِ علم کا اختلاف

ہے، ان میں اہم ترین قیاس ہے۔ جمہور کہتے ہیں جب اس میں شروط معتبرہ پائی جائیں تو یہ چوتھا اصول ہے۔

لیکن سنت کے اصل (قاعدہ) ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ اصولِ اسلام میں دوسرے نمبر پر ہے، تمام مسلمانوں، بلکہ تمام امت پر اس کو اختیار کرنا واجب ہے۔ سنت کی حجیت بہت سی آیات، صحیح احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے اور وہ اس کے مخالف اور منکر کی مذمت بیان کرتی ہیں۔ صدر اسلام میں سب سے پہلے سنت کا انکار خوارج نے کیا، بہت سے صحابہ کا بھی انکار کیا اور صحابہ پر سوئے ظن کی وجہ سے صرف قرآن ہی کو معتمد ٹھہرایا۔

رافضی بھی ان ہی کے راستے پر چلے، انھوں نے کہا: جو حدیث اہلِ سنت سے ثابت ہو وہ حجت ہے، دوسری احادیث قابلِ حجت نہیں۔

یہ موقف ہر زمانے میں لوگ اپناتے رہے۔ موجودہ زمانے میں ''قرامطہ'' (شیعہ کا ایک فرقہ) کا یہی موقف ہے۔ یہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے ہیں اور صرف قرآن ہی کو حجت سمجھتے ہیں۔ سنت کو حجت نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ سنت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بہت عرصے بعد لکھی گئی اور لوگوں سے بھول بھی ہوسکتی ہے اور غلطی بھی اور کتب میں بھی غلطیاں مل سکتی ہیں۔ اس قسم کی دوسری آرا و خرافات انکارِ سنت کے لیے پیش کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اپنے دین میں محتاط ہیں، اسی لیے صرف قرآن کو حجت سمجھتے ہیں۔ (اس فہم کے مالک) یہ لوگ گمراہ ہیں اور اس نظریے کے تحت کفرِ اکبر کے مرتکب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی اطاعت اور شریعت کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ اگر رسول کریم ﷺ کی ذات مطاع نہ ہوتی تو پھر ان اوامر کا کیا فائدہ جو

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کے دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے بھی اپنی سنت کی تبلیغ کا حکم دیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کی سنت واجب الاتباع ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت واجب ہے، ایسے ہی رسول کریم ﷺ کی اطاعت بھی تمام امت پر واجب ہے۔ قرآن مجید میں غور کرنے والا اس مسئلے کو واضح طور پر سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۱، ۱۳۲]

''اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو اکٹھا بیان کیا اور دونوں کی اطاعت کے ساتھ رحمت کو معلق کر دیا، نیز اس نے فرمایا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ [النساء: ۵۹]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اور اطاعت کے لیے فعل کو مکرر ذکر کیا۔ حکمرانوں کی اطاعت کا بھی حکم دیا جب وہ خلافِ شرع کام کا حکم نہ دیں۔ پھر تنبیہ کر دی کہ اس صورت میں اللہ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت پر اعتماد ہے، فرمایا:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ [النساء: ۵۹]

''پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔''

یہ نہیں کہا کہ اولی الامر کی طرف لے جاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ اختلافی مسائل کے حل کے لیے اللہ کی کتاب اور رسول کریم ﷺ کی ذات (جب آپ زندہ تھے) یا فرامین (فوت ہونے کے بعد) ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ سنت اصولِ اسلام میں ایک مستقل اصل ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء: ۸۰]

''جس نے رسول کی اطاعت کی، تو اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

نیز فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ

الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۵۷]

”(یعنی) وہ لوگ جو اس رسول اُمی نبی (محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں، وہ انھیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انھیں برے کاموں سے روکتا ہے اور وہ ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر تھے، چنانچہ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور اس نور (ہدایت) کی پیروی کی جو اس پر نازل کیا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے متبع کے لیے کامیابی اور کامرانی بیان فرمائی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ کی سنت کا انکار کیا اور اتباع سے کنارہ کش ہو گیا وہ فلاح پانے والا نہیں۔ پھر اس نے فرمایا:

﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۵۸]

”کہہ دیجیے: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، لہٰذا تم اللہ پر اور اس کے رسول اُمی نبی پر ایمان لاؤ، جو (خود بھی) اللہ اور اس کے (تمام) کلمات

پر ایمان لاتا ہے اور تم اس کی پیروی کرو، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

ہدایت کو آپ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط قرار دیا۔ سورت نور میں فرمایا:

﴿قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ [النور: ٥٤]

"کہہ دیجیے: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم پھر و گے تو اس رسول کے ذمے صرف وہ ہے جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور تمھارے ذمے صرف وہ ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے صرف کھلا کھلا پہنچا دینا ہے۔"

سورت نور ہی میں فرمایا:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [النور: ٥٦]

"اور تم نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

سورت نور کے آخر میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور: ٦٣]

"لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اور اس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی

آزمائش آپڑے یا انھیں دردناک عذاب آلے۔‘‘

سورت آل عمران میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران: ۳۱]

’’آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔‘‘

اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت کا مخالف عظیم خطرے میں ہے کہ اسے کوئی فتنہ، شرک گمراہی یا عذابِ الیم اپنے لپیٹ میں نہ لے لے۔ سورت حشر میں فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ۷]

’’اور اللہ کا رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے منع کرے تو اسے چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔‘‘

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ سنت کی اتباع واجب ہے اور ہدایت، سعادت، رحمت اور اچھا انجام نبی کریم ﷺ کی اتباع ہی سے ممکن ہے۔ جس نے سنت کا انکار کیا اس نے قرآن مجید کا انکار کیا۔ جو کہتا ہے میں صرف قرآن کی پیروی کرتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور کافر ہے۔ کیوں کہ قرآن نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا تو جس نے نبی کریم ﷺ کی اتباع نہیں کی اس نے قرآن کا حکم نہیں مانا۔ سنت قرآن کا ایک جز ہے تو رسول کی اطاعت قرآن کا جز ہے۔

قرآن وسنت آپس میں لازم وملزوم ہیں۔قرآن کی اتباع سنت کی اتباع ہے اور سنت کی اتباع قرآن کی اتباع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔''[1]

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔ پوچھا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! انکار کون کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے کا انکار کردیا۔''[2]

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اللہ کی نافرمانی دخول جنت سے انکار ہے۔

سنن ابی داود میں مقدام بن معدی کرب الکندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''آگاہ رہو! مجھے کتاب اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث) دی گئی۔'' (کتاب سے مراد ''قرآن مجید'' اور مثل سے مراد ''سنت وحدیث'' ہے۔) ''عن قریب ایک سیر شدہ شخص اپنے تکیے پر ٹیک لگائے ہوگا، میری کوئی حدیث پڑھی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ (کافی) ہے، جو ہم نے اس

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٩٥٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٨٣٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٢٨٠)

میں حلال پایا اس کو حلال سمجھا اور جو حرام پایا اس کو حرام سمجھا۔‘‘[1]

ایک روایت میں ہے:

’’عن قریب سیر شدہ شخص ٹیک لگائے ہوگا، جو میں نے حکم دیا یا جس سے روکا اس کے بارے بات ہوگی تو کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ کافی ہے، ہم نے جو قرآن میں پایا اس کی اتباع کر لی۔ آگاہ رہو! (نبی کریم ﷺ تنبیہ فرما رہے ہیں) جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ایسے رسول کریم ﷺ نے بھی حرام کیا۔‘‘

اس مفہوم کی بہت سی احادیث ہیں۔

جمیع امت پر واجب ہے کہ سنت کی تعظیم کرے اس کی قدر کو پہچانے، اس پر عمل کرے اور اسی کے مطابق معاملات نمٹائے۔

سنت کتاب اللہ کی شارح اور تفسیر ہے، قرآن کے مطلق کو مقید کرتی، عام کی تخصیص کرتی اور مخفی امور کی وضاحت کرتی ہے، کتاب اللہ میں تدبر اور تفکر کرنے والا شخص یہ جان لیتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ٤٤]

’’اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا اور شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔‘‘

سنت کتاب اللہ کی مبین ہے، اگر آپ ﷺ کی سنت غیر معتبر ہو تو پھر آپ ﷺ دین اور کتاب کو کیسے بیان کریں گے؟

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٦٠٤)

آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ قرآن کے شارح و مفسر ہیں۔ سورت نحل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ [النحل: ٦٤]

''اور ہم نے آپ پر کتاب صرف اس لیے نازل کی ہے، تاکہ آپ ان پر وہ چیز واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ پر کتاب نازل کی، تاکہ لوگوں کے مختلف فیہ معاملات کو واضح کریں۔ اگر سنت غیر معتبر اور قابلِ حجت نہیں ہے تو یہ آیتِ کریمہ بے مقصد ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قرآن اور شریعت کا بیان آپ ﷺ کی ذمے داری ہے اور آپ ﷺ لوگوں کے اختلاف کو شریعت سے حل کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سنتِ رسول کی اتباع لازم ہے اور یہ بات صرف آپ ﷺ کے زمانے والوں اور صحابہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے واجب الاتباع ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے اور رسول کریم ﷺ تمام لوگوں کے رسول ہیں۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [الأنبياء: ١٠٧]

''اور (اے نبی!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔''

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ [السبا: ٢٨]

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشارت دینے والا اور

ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے۔“

﴿قُلْ يَآ يُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ [الأعراف: ١٥٨]

”کہہ دیجیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

نبی کریم ﷺ تمام عالم جن و انس، عرب و عجم، سیاہ و سفید، غنی و فقیر اور حاکم و محکوم، سب کے لیے قیامت تک رسول ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔

تو ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی سنت قرآن مجید کی شارح اور مبین ہو۔ سنت میں بعض وہ احکام بھی بیان ہوئے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ نمازوں کی تفصیل، زکات کے احکام، رضاعت کی تفصیل، قرآن میں رضاعی ماں اور رضاعی بہن کے بارے احکام ہیں، باقی احکام سنت نے بیان کیے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو رشتے نسب سے حرام ہیں، رضاعت سے بھی حرام ہیں۔“

سنت نے بیان کیا پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، ایسے ہی بہت سے دوسرے احکام جو قرآن میں مذکور نہیں، لیکن سنت نے ان کو بیان کیا، مثلاً: جرائم، دیات، نفقات اور حج وغیرہ کے احکام، جس سے معلوم ہوا سنت قرآن کی شارح ہی نہیں، بلکہ ایک مستقل اصل بھی ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی مجلس میں کسی نے کہا: ہمیں حدیث نہ سناؤ قرآن مجید سے وعظ کرو، تو عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو غصہ آ گیا اور کہا اگر سنت نہ ہوتی تو ہم کیسے جانتے ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں، مغرب کی تین، عشا کی چار اور فجر کی دو ہیں۔

سنت ہی نے تو نماز کی تفصیل بیان کی۔ صحابہ ہمیشہ معاملات و مسائل میں سنت کی طرف رجوع کرتے رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگ مرتد ہو گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کے لیے دعوت دی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کیسے (کس دلیل سے) ان کے خلاف جہاد کر سکتے ہیں جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں، جب تک وہ "لا إله إلا الله" کا اقرار نہیں کر لیتے۔ جب وہ "لا إله إلا الله" کا اقرار کر لیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے بچا لیے سوائے اس کے حق کے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا زکات ادا کرنا "لا إله إلا الله" کے حق میں شامل نہیں؟ اللہ کی قسم! اگر وہ ایک رسی یا بکری کا بچہ جسے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے، مجھ سے روک لیں تو بھی میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور میں جان گیا کہ یہی حق ہے۔ پھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موافقت کی اور مرتدین کے خلاف قتال پر تمام کی رائے متفق ہو گئی۔

ایک دادی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پوتے کی میراث سے حصہ ملنے کی بابت پوچھنے آئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول میں تیرے لیے کوئی حصہ نہیں پاتا، لیکن میں لوگوں سے پوچھوں گا (ہوسکتا ہے کہ کسی کے پاس اس مسئلے میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہو اور تجھے حق مل جائے)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ

کے رسول نے ماں نہ ہونے کی صورت میں دادی کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا ہے تو ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے چھٹے حصے کا فیصلہ دیا۔

ایسے ہی عثمان رضی اللہ عنہ کو مسئلہ پیش آیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے، وہ عدت خاوند کے گھر ہی گزارے گی یا اپنے آبائی گھر منتقل ہوسکتی ہے؟ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن نے گواہی دی: میرا خاوند فوت ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاوند کے گھر ہی عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ صادر فرمایا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حج تمتع کے جواز کا فتوی دیا تو بعض لوگوں نے حج تمتع سے انکار کیا اور کہا: ابوبکر حج افراد کو بہتر خیال کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (غصے سے کہا) قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں۔ میں کہتا ہوں (قال رسول اللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مباح قرار دیا اور تم کہتے ہو: ابوبکر اور عمر نے ایسے کہا۔

امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے ذکر ہوا کہ کچھ لوگ حدیثِ رسول کو چھوڑ کر سفیان ثوری کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ کی اس کے بارے کیا رائے ہے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے پوچھتے اور معتبر سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ٦٣]

''لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اوراس کے رسول) کے حکم کی

خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی
آزمایش آپڑے یا انھیں دردناک عذاب آلے۔"

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر ہوا کہ ایک شخص صرف قرآن کو اختیار کرنے اور ترکِ سنت کی دعوت دیتا ہے۔ (آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو وہ گمراہ ہے۔"

مقصود یہ ہے کہ سلف صالحین نے سنت کی اہمیت کو سمجھا، ان کے ہاں خوارج کے سبب بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا، لیکن انھوں نے سختی سے ان فتنوں کو روند ڈالا اور انھیں گمراہ قرار دیا۔

متاخرین منکرینِ سنت نے بہت برا کام کیا اور عظیم معصیت کے مرتکب ہوئے، کیوں کہ انھوں نے سنت کو غیر معتبر کہا اور اس کے راویوں اور کتب میں طعن کیا اور یہی منہج جاری رکھا۔ ایسے لوگ مصر اور (پاکستان) میں بھی بہت ہیں۔ یہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہلاتے ہیں۔ (پاکستان میں منکرینِ سنت کے کافی گروہ ہیں، مثلاً غامدی اور چکڑالوی وغیرہ) یہ علمائے سنت کے اقوال اور ان کی احتیاط سے جاہل ہیں۔

علمائے سنت نے اخذِ سنت میں بہت احتیاط سے کام لیا، انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنت کو پورے اہتمام سے سیکھا اور محفوظ کیا اور بعد والوں تک پہنچایا۔ پھر علمائے کرام نے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں کتب تصنیف کیں۔ تیسری صدی میں سنت کو محفوظ رکھنے کے لیے کتب کی تصانیف کا کام بہت زیادہ ہوا، سنت کو لوگوں کے سینوں سے کتابوں میں محفوظ کیا گیا۔ پھر راویوں کے حالات کو پرکھا گیا اور ثقہ راویوں کو ضعفا اور سیئ الحفظ رواۃ سے

الگ کیا گیا۔ اس کے متعلق انھوں نے کتب تحریر کیں اور واضح کیا کہ کس راوی کی روایت قابلِ اعتبار ہے اور کس کی نہیں۔

بعض لوگوں کے اوہام و اغلاط کو واضح کیا اور کذاب و وضاع راویوں کے متعلق آ گاہی دی، ان کے متعلق کتب لکھیں، جن میں ان کے اسما و کُنٰی ذکر کیے۔

ان علماے سنت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے سنت کی تائید و نصرت فرمائی، حجت کو قائم کیا اور جھوٹوں کے جھوٹ کو زائل کیا، گمراہوں کی گمراہی بھی واضح ہو گئی اور سنت بحمداللہ صاف اور شفاف واضح ہو گئی، جس میں کسی قسم کا کوئی شبہہ اور کجی نہیں۔

حضراتِ ائمہ سنت کی بہت تعظیم کرتے، جب کسی کو سنت کے متعلق تساہل برتتا یا انکار کرتا دیکھتے تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ ایک دن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو مساجد میں آنے سے مت روکو۔'' ان کے بیٹے نے اپنے اجتہاد اور عورتوں کی سستی کے خوف اور فتنے کے پھیلنے کے ڈر سے کہہ دیا، جب کہ مقصد انکارِ سنت و حدیث نہیں تھا کہ ہم ان کو مساجد میں آنے سے روکیں گے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو بہت برا بھلا کہا اور کہا: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو ہم روکیں گے؟

عبداللہ بن مغفل مزنی نے کسی کو دیکھا کہ وہ شکار پر کنکریاں پھینک رہا ہے۔ عبداللہ نے اسے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا اور کہا: یہ شکار نہیں کر سکتیں اور نہ دشمن کو بھگا سکتی ہیں۔ پھر دوسرے وقت میں دیکھا کہ وہ دوبارہ کنکریاں پھینک رہا ہے، عبداللہ بن مغفل نے (غصے سے) کہا: میں نے تجھے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور تو پھر پھینک رہا ہے؟ میں تجھ سے کبھی

بات نہیں کروں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اس سے تساہل برتنے اور اعراض سے لوگوں کو ڈراتے۔ ایسے ہی ان کے بعد علمائے سنت نے یہ کام جاری وساری رکھا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سر آنکھوں پر ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول سر آنکھوں پر ہے، جب کہ تابعین کی بات، چونکہ وہ بھی لوگ تھے، ہم بھی لوگ ہیں، یعنی غلطی کا امکان ان سے بھی ہے، وہ بھی اجتہاد کرتے تھے، ہم بھی کر سکتے ہیں۔''

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: سوائے اس قبر والے، یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے علاوہ ہر ایک کی بات کو رد کیا جاسکتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مزید قول ہے کہ اس امت کے آخری طبقے کی اصلاح بھی اسی چیز سے ممکن ہے جس سے اس کے پہلے حصے کی اصلاح ہوئی، یعنی کتاب وسنت۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث بیان کرو، پھر تم مجھے اس کے خلاف کرتا پاؤ تو سمجھ لینا کہ میری عقل چلی گئی ہے۔'' دوسرا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو اور میرا قول اس کے مخالف آجائے تو میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میری، مالک اور شافعی کی تقلید نہ کرنا، بلکہ جہاں سے ہم نے مسئلہ اخذ کیا وہاں سے ہی تم کرو۔ سنت کو اختیار کرنے کی علمائے کرام نے بہت تاکید کی۔ علمائے سنت میں امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ نے سنت کو خوب واضح کیا اور سنت کے منکر کو گمراہ قرار دیا۔

جس نے سنت کے مقابلے میں لوگوں کی آرا کی تعظیم کی اور ان کو مقدم کیا تو یہ گمراہ ہے۔ لوگوں کی آرا کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا جائے، اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہیں تو انھیں قبول کر لیا جائے بصورتِ دیگر رد کر دیا جائے، اس کی دلیل قرآن مجید کی آیتِ کریمہ ہے:

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ [النساء: ٥٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

دوسری یہ دلیل ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ [الشورىٰ: ١٠]

''اور (دین کی) جس چیز میں بھی تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔''

امام سیوطی رحمہ اللہ نے ''مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة'' نامی کتاب تالیف کی، اس کے شروع میں لکھا: جس نے سنت کا انکار کیا اور اسے قابلِ حجت نہ سمجھا تو بالا جماع وہ کافر ہے۔ پھر اس کی تائید میں سلف صالحین

کے بہت سے اقوال ذکر کیے۔ اسلام میں سنت کا یہ مقام ہے اور یہ اصولِ اسلام میں دوسرا اصل ہے۔ یہ بذاتِ خود مستقل دلیل ہے۔ اس کو اختیار کرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دین وشریعت پر استقامت کے لیے دعا گو ہیں اور خلاف شرع کاموں سے عافیت مانگتے ہیں۔

وصلى الله علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آله وأصحابه وسلم.

سوال جادوگر کو جلانا جائز ہے؟

جواب کسی کو بھی آگ سے جلانا جائز نہیں۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کا عذاب اللہ ہی دے سکتا ہے۔'' جادوگر کو تلوار سے قتل کیا جاسکتا ہے۔

سوال رسول کریم ﷺ پر کیسے جادو ہو گیا؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدة: ٦٧]

''اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔''

آپ ﷺ پر جادو کا امکان کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ آپ ﷺ پر وحی اترتی ہے اور آپ ﷺ لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کی تبلیغ کیسی، جب آپ ﷺ مسحور ہوں؟ کافروں نے بھی کہا تھا:

﴿اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا﴾ [بني اسرائيل: ٤٧]

''تم جس کی اتباع کرتے ہو وہ تو جادو مارا شخص ہے۔''

ان شبہات کی وضاحت درکار ہے؟

جواب صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مدینے میں آپ ﷺ پر جادو ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف اپنے نبی کی مدد کی۔ ایک یہودی لبید بن اعصم نے

کنگھی کے بالوں اور نر کھجور کے خشک خوشے میں آپ ﷺ کے لیے جادو تیار کیا۔ آپ ﷺ کو ایسے خیال گزرتا کہ آپ ﷺ نے اپنے اہل سے کچھ کیا ہے، حالاں کہ کیا کچھ نہیں ہوتا تھا۔[1]

لیکن آپ ﷺ کی عقل، تمیز اور شعور بدستور قائم رہے۔ آپ ﷺ لوگوں سے ہم کلام ہوتے اور وحی الٰہی کی باتیں انھیں سکھاتے، لیکن آپ ﷺ پر کچھ اثر ہوا اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ کو خیال آتا کہ میں نے ہم بستری کی، لیکن کی نہیں ہوتی تھی، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ ﷺ کو خیال آتا کہ گھر میں اپنے اہل کے ساتھ کچھ کیا ہے، جب کہ کیا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور امرِ واقعہ کی خبر دی، آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیج کر وہ جادو ایک انصاری کے کنویں سے نکلوایا اور ضائع کیا تو یہ اثر بھی آپ ﷺ سے زائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دو سورتیں معوذتین نازل کیں، آپ ﷺ نے وہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر بلا دور کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"پناہ مانگنے والوں نے کبھی ان جیسی سورتوں کے ساتھ پناہ نہیں مانگی۔"

آپ ﷺ پر کوئی ایسا اثر مرتب نہیں ہوا جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچی ہو یا رسالت پر زد پڑی ہو یا وحی کا معاملہ متاثر ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوگوں کی ایسی تکلیف سے محفوظ رکھا جو تبلیغِ رسالت میں خلل انداز ہو۔

لیکن جو مصائب دوسرے رسولوں کو پہنچے تو آپ ﷺ ان سے محفوظ نہیں، بلکہ ان مصائب میں سے کچھ آپ ﷺ کو بھی پہنچے۔ آپ ﷺ غزوہ احد میں زخمی ہوئے، آپ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہوا، خود کی کڑیاں آپ ﷺ کے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٢٦٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٩)

رخساروں میں چبھی، وہاں موجود گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں گرے، مکے میں آپ ﷺ کو بہت تنگ کیا گیا، جو سابقہ رسولوں کو تکالیف پہنچی رسول کریم ﷺ کو بھی پہنچی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقدر میں لکھی تھیں اور ان کے سبب آپ ﷺ کے درجات بلند کیے، مقام بڑھایا اور نیکیوں میں اضافہ کیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھا کہ وہ آپ ﷺ کو قتل نہیں کر سکے، نہ تبلیغ سے روک سے اور نہ آپ ﷺ کے مشن تبلیغ میں حائل ہو سکے۔ آپ ﷺ نے رسالت کو پہنچایا اور امانت ادا کی۔ ﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدة: ٦٧] کا یہی مطلب ہے کہ تبلیغ سے آپ کو روک نہیں سکتے، اگر روکنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا، جادو کا ہونا وہ تبلیغ میں مخل نہیں ہوا۔

سوال کاہنوں اور ان جیسے دوسرے لوگوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کا راستہ چھوڑ دیا اور شیاطین کی طرف میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرنے والے جادو کو سیکھنے کے لیے گئے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

اس کی وضاحت مطلوب ہے؟ کیا یہ گناہ گار مومنوں کو ضرر دے سکتی ہے اور ان شرور و اضرار سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے جب کہ عوام پر کاہنوں کا اثر و رسوخ بڑھ چکا ہے؟

جواب کبھی یہ ناپاک کام شیاطین کی خدمت سے انجام پاتے ہیں اور ان کی

خدمت کر کے، جنھوں نے اس کام کو سیکھا، ان کی صحبت اختیار کر کے اور ان سے جادو کی اقسام سیکھ کر۔ کاہنوں، نجومیوں، عرافوں اور شعبدہ بازوں سے اسے حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ لوگوں کا مال حاصل کرنے اور ان کی عقل کو مفلوج کرنے کے لیے اسے سیکھتے ہیں، حتی کہ لوگ انھیں بڑا (بزرگ) سمجھنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں انھیں فلاں چیز کی بھی خبر ہے، فلاں بات بھی جانتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوشی اور غمی کے ساتھ آزماتے ہیں، نیک اور برے لوگوں کی بدولت بھی آزماتے ہیں، حتی کہ صادق اور کاذب کی تمیز ہو جائے اور ولی اللہ اور عدو اللہ الگ ہو جائیں۔

یہ پتا چل جائے کہ اللہ کی عبادت کون کرتا اور اپنے دین کی سلامتی کی کوشش کون کرتا ہے کون کفر، معاصی، نفاق اور خرافات کے خلاف جہاد کرتا ہے اور کون اس معاملے میں ضعف دکھاتا اور سستی کا شکار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو خوشی اور غمی، تنگی اور آسانی، دشمن مسلط کر کے اور جہاد (کا حکم دے کر) آزماتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے دوست اور دین کے دشمن لوگوں کا پتا چل جاتا ہے۔ حق میں قوی وضعیف پرکھے جاتے ہیں۔

یہ حق ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس سے بچنا مشروع، بلکہ واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ان کے شر سے بچنے کے لیے شرعی تعوذات، اذکار شرعیہ اور تمام مباح اسباب مشروع کیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی جگہ پڑاؤ کیا اور کہا: "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" ''اللہ کے ان کلماتِ تامات کے ساتھ، میں پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے، جسے اللہ نے پیدا کیا۔'' وہاں سے

کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"[1]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شام کو تین مرتبہ "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيئ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم" پڑھ لیا، صبح ہونے تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے سکتی اور جس نے صبح کو تین مرتبہ پڑھ لیا تو شام تک کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے سکتی۔"[2]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لی صبح تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔"[3]

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے۔ آپ ﷺ نے خبر دی:

''جس نے سوتے وقت تین تین بار سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ لیں، اسے کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔"[4]

یہ تمام تکلیف سے محفوظ رہنے کے اسباب ہیں، جن کے پڑھنے کی بدولت انسان ضرر اور نقصان سے بچ جاتا ہے۔ ایسے ہی فرض نمازوں کے بعد اور فجر اور مغرب میں تسبیح، تحمید، تکبیر اور تحلیل کے بعد (تین تین بار ان سورتوں کا) پڑھنا مشروع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عنایت اور دشمن کے شر سے بچنے اور عافیت پانے کے اسباب کی طرف راہنمائی ہے۔ ایسے ہی شرعی

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٠٨)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٣٨٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣١١)

[4] سنن أبي داود، (٣٢٢/٤)

اسباب میں بکثرت درج ذیل کلمات کا ذکر کرنا شامل ہے:

"سبحان الله و الحمدلله و لا إله إلا الله والله أكبر"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلام چار (کلمات) ہیں:

((سبحان الله و الحمدلله ولا إله إلا الله والله أكبر)) [1]

قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام، اس کی آیات میں تدبر اور تفکر اوامرِ الٰہی کی اطاعت اور معصیت سے اجتناب، دشمن کے ضرر سے بچنے کے اسباب ہیں۔

"لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو علىٰ كل شيئٍ قدير" بھی تکلیف وضرر سے سلامتی کا باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے، اس کے لیے دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر (ثواب ملتا ہے) سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور وہ اس دن شام تک شیطان سے حفاظت میں ہوتا ہے اور اس سے افضل عمل کوئی نہیں لے کر آتا، ہاں جو شخص اس کے برابر کہہ لے یا اس سے زائد کہے (وہ اس سے افضل ہوسکتا ہے)۔" [2]

کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو قولاً و عملاً اپنا لینا تمام بھلائی کے اسباب کو محیط ہے۔ ایسے ہی اوامرِ الٰہی اور سنتِ رسول کی پیروی خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے جو بہت سی آیات میں تقوے کی وصیت کی اس کو اختیار کر۔ تقویٰ ایک عظیم

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٣٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٣٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٩١)

وصیت ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی وصیت کی اور رسول کریم ﷺ نے بھی اور یہ تمام بھلائی کا جامع ہے۔

مکمل تقویٰ اللہ کی کتاب کا اہتمام کرنا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے، جس کے قریب بھی باطل نہیں پھٹک سکتا۔ اللہ جل وعلا نے فرمایا:

﴿وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [الأنعام: ١٥٥]

''اور یہ (قرآن) ایک عظیم کتاب ہے، ہم نے اسے نازل کیا ہے، (یہ) برکت والی ہے، پس تم اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [الأنعام: ١٥١، ١٥٢]

''کہہ دیجیے: آؤ میں پڑھ کر سناتا ہوں جو کچھ تمہارے رب نے تم پر

حرام کیا ہے، یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمھیں بھی اور انھیں بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ، خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے ہوں اور کسی ایسی جان کو قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہو، سوائے اس کے جس کا قتل برحق ہو، ان ساری باتوں کی اللہ نے تمھیں تاکید کی ہے، تاکہ تم عقل سے کام لو اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ پختگی کی عمر کو پہنچ جائے اور تم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا دو، ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف سے کام لو اگرچہ (معاملہ تمھارے) قریبی رشتے دار (کا) ہو اور تم اللہ کا عہد پورا کرو۔ ان ساری باتوں کی اللہ نے تمھیں تاکید کی ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔‘‘

اس کے بعد فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

[الأنعام: ۱۵۳]

’’اور یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمھیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔ اللہ نے تمھیں اس کی تاکید کی ہے، تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ پھر فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ پھر فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

اس میں حکمت یہ ہے، جیسا کہ بہت سے اہلِ تفسیر نے کہا ہے کہ جب انسان یہ سمجھ جاتا ہے کہ اسے کس چیز کے لیے پیدا کیا گیا؟ کیا حکم دیا گیا؟ اور کس چیز کے لیے مخاطب کیا گیا، انسان اس میں غور کرے تو تذکر (نصیحت) حاصل ہوتی ہے، پھر اس کے بعد تقویٰ ہے کہ اوامر کو سرانجام دیا جاتا اور نواہی سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

اسی کی بدولت انسان اپنے پڑھے اور سنے ہوئے کلام کا مکمل اہتمام کرتا ہے، وہ پہلے سوچتا سمجھتا اور تذکر حاصل کرتا ہے، پھر عمل کرتا ہے اور یہی عمل مقصود ہے۔

قولاً وعملاً کتاب اللہ کی وصیت اس کی طرف دعوت دینے، اس کے دفاع اور عمل کو شامل ہے، کیوں کہ یہ وہ کتاب ہے جو اسے تھام لے وہ نجات پا گیا، جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہو گیا۔

''عبداللہ بن ابی اوفی سے سوال ہوا: کیا نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کی وصیت کی؟ عبداللہ نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے کتاب اللہ (کو تھامنے) کی وصیت کی۔''[1]

رسولِ کریم ﷺ نے کتاب اللہ کو تھامنے کی اس لیے وصیت کی کہ یہ تمام بھلائی کی جامع ہے۔ امام مسلم اپنی صحیح میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں کتاب اللہ کو تھامنے کی وصیت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٧٤٠)

''میں تم میں ایک چیز چھوڑ رہا ہوں، اگر تم نے اس کو تھام لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے۔ جس نے اسے تھام لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔''[1]

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، پہلی کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت اور نور ہے اور اللہ کی کتاب کو پکڑو اور تھام لو۔'' آپ ﷺ نے کتاب اللہ کو تھامنے پر ابھارا اور ترغیب دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسری چیز میرے اہلِ بیت، میں تمھیں اپنے اہلِ بیت کے بارے (احسان کرنے کی) نصیحت کرتا ہوں۔''[2]

جیسے اللہ نے کتاب اللہ کو تھامنے کی نصیحت کی، ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے بھی کتاب اللہ کو تھامنے کی نصیحت کی، پھر کتاب اللہ کے بارے میں وصیت سنت کے متعلق وصیت کو بھی شامل ہے۔

یہ وہ اصل اور قاعدے ہیں جن کے بغیر چارہ نہیں، جس نے ان دونوں کو اختیار کیا نجات پا گیا اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ جس نے ایک کا بھی انکار کیا وہ کافر ہے اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

''میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں اگر تم نے اس کو اختیار کیے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت۔''[3]

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢١٨)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٤٠٨)

[3] مستدرك (١٧٦/١)

اے مسلمان! تو جان گیا ہے کہ کتاب اللہ کی وصیت سنت کی وصیت ہے۔
بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ گذشتہ دونوں روایات سے اطاعتِ رسول اور علمِ نافع مستنبط ہوتا ہے، علم اسی کا نام ہے۔

علم قال اللہ، قال الرسول اور صحابہ کے اقوال اور اعمال ہیں، کیوں کہ صحابہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے بہت بڑے طالبِ علم تھے۔ صحابہ کا استنباط طالبِ علم کے لیے مددگار ہے اور طالبِ علم کو اللہ اور رسول کے متعلق صحیح فہم کی طرف راہنمائی کرتا ہے، اس کے بعد اہلِ علم کے اقوال ہیں جو ہدایت کے امام تھے، جیسے تابعین، اتباع التابعین اور ان کے بعد کے علمائے ہدایت، ایسے ہی کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو سمجھنے میں لغت کے ائمہ سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

طالبِ علم کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے غرض ہے اور وہ اس کو سمجھنے کے لیے اہلِ علم کے کلام سے بھی مدد لیتا ہے جو صحابہ سے منقول ہو اور صحابہ کے بعد تابعین وغیرہ کے اقوال سے جو کتبِ تفسیر اور حدیث اور اہلِ علم کی کتب میں مندرج ہیں، تا کہ کتاب اللہ کے معانی کی معرفت حاصل کرے، اسے سیکھے، عمل کرے اور لوگوں کو سکھائے۔ اس لیے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سیکھنے اور سکھانے میں بہت اجر ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان بھی ہے:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی راستے پر چلا جس میں علم تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتے ہیں۔''

رسولِ کریم ﷺ نے کتاب اللہ کی محافظت اور اس کے معانی میں تدبر کی ترغیب دی اس بنا پر کہ اس میں اجرِ عظیم ہے، جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا، اس کے بدلے اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی اس کی دس مثل ہے۔''[1]

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''قرآن پڑھو، یہ قیامت والے دن اپنے اصحاب کا سفارشی بن کر آئے گا۔''[2]

''اصحاب'' سے مراد اس پر عمل کرنے والے ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

''قیامت والے دن قرآن اور اس کے اہل اس طرح آئیں گے کہ ان کے آگے سورت بقرہ اور آل عمران ہوں گی، جیسا کہ دو بادل یا دو سیاہ چھتریاں ہیں، جن کے درمیان روشنی ہے یا گویا پرندوں کی دو ٹولیاں ہیں، صف باندھے ہوئے۔ اپنے ساتھی کے متعلق جھگڑا کریں گی۔''[3]

قرآن پر عمل اور سنت کے ساتھ تمسک کے بارے میں فضیلت کی بہت سی آیات و احادیث ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو کتاب و سنت کے ساتھ تمسک اور اس پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ بے شک وہ سخی و کریم ہے۔

سوال ایک قاری سوال کرتا ہے: انسان مجبور ہو تو ساحروں اور کاہنوں کے پاس

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٠٤)
[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٩١٠)
[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٠٥)

علاج کے لیے جانا کیسا ہے؟

جواب کاہنوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں وغیرہ کے پاس جانا جائز نہیں، بلکہ ان کو تنبیہ کرنا اور ان کے ہاتھوں کو روکنا واجب ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز مقبول نہیں۔''[1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کاہن یا عراف کے پاس آیا، اس کی بتائی ہوئی بات کو سچا سمجھا تو اس نے نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ (شریعت) کا انکار کیا۔''[2]

نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے پاس جانے کے متعلق سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان کے پاس نہ جاؤ۔''[3]

کاہن شیاطین کے واسطے سے علم غیب کے مدعی ہوتے ہیں، ان کے پاس جانا اور ان سے کسی چیز کے متعلق سوال کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کا انکار کرنا واجب ہے، بلکہ انھیں ایسا ادب سکھایا جائے کہ دوبارہ یہ کام نہ کریں۔ اہلِ تقویٰ و خیر جو مباح دم کرتے ہیں ان کے پاس بغرض دم جانا جائز ہے۔

مذکورہ بالا یہ مضمون رسالہ "المسلمون" میں 1410/10/2 میں نشر ہوا۔

سوال ایک بہن جس نے اپنا نام نہیں لکھا بلکہ ب، ح، س، ھ حروف لکھے ہیں مکناس میں رہتی ہے، اس نے ایک طویل خط لکھا جس کا خلاصہ جادو کے اثر

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] غاية المرام (٢٨٥)

[3] سنن النسائي، رقم الحديث (١٢١٨)

انداز ہونے کے بعد اس کا علاج پوچھنا ہے۔

جواب جادو کے اثر انداز ہونے کے بعد اس کا علاج شرعی دم اور مباح ادویہ سے جائز ہے، دم نیک اور صالح اور تقوی میں معروف بزرگوں سے کروایا جائے، جن کا عقیدہ اور اخلاق بھی معروف ہو اور اگر مریض عورت ہو تو اس سے خلوت بھی نہ کرتے ہیں۔ واللہ ولي التوفیق.

شعبدہ بازوں کے عیوب

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان ﷾ سے سوال ہوا:

سوال بعض شہروں میں ایک شخص لوگوں کے اجتماع میں کھڑا ہوتا ہے اور جوش دلانے والے حیران کن مناظر پیش کرتا ہے، مثلاً: وہ تلوار یا چھری لے گا اور اسے اپنے پیٹ میں گھونپ دے گا اور اس سے نہ خون نکلے گا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی اور اس کے علاوہ بھی متعدد ایسی حرکات کرے گا کہ عموماً انسانی زندگی میں ان کی تصدیق نہیں کی جاتی، ایسے اعمال کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ شخص شعبدہ باز اور کذاب ہے، اس کا یہ عمل اس تخیلی جادو سے تعلق رکھتا ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کی حکایت کرتے ہوئے کیا:

﴿قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٦]

''اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ [الأعراف: ١١٦]

”موسیٰ نے کہا: (پہلے) تم ڈالو، پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا۔“

پس یہ لوگوں کے سامنے ظاہر یہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو نیزہ مار رہے ہیں یا کسی شخص کو قتل کر کے دوبارہ اسے پہلی حالت پر لوٹا رہے ہیں جب کہ فی الواقع ایسا کوئی کام نہیں ہوتا یا لوگوں کے لیے ظاہر یہ کرتے ہیں کہ وہ آگ میں داخل ہوتے ہیں اور وہ انھیں کوئی نقصان نہیں دیتی، جب کہ وہ اس میں داخل ہی نہیں ہوتے۔ یہ حیلے کا خفیہ عمل ہوتا ہے جسے لوگ حقیقت گمان کرنے لگتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ دھوکے بازی اور باطل حیلوں کی وجہ سے ایسے لوگوں سے تعلق رکھنا اور ان کے باطل عمل سے عقیدت جائز نہیں، کیوں کہ اس کا عوام پر برا اثر پڑتا ہے۔

بنو امیہ کے کسی امیر کے پاس اس طرح کے کرتب کرنے والا ایک شخص تھا، اس نے ایک شخص کو ذبح کر کے اس کا سر جدا کر دیا، پھر اسے اصل حالت میں لوٹا دیا۔ یہ دیکھ کر حاضرینِ مجلس حیرت زدہ ہو گئے۔ اسی دوران جندب الخیر ازدی آئے اور اسے قتل کر دیا، پھر فرمایا: ”اگر یہ سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کرے۔“

مذکورہ بحث کے پیشِ نظر کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس دجل اور شعبدہ بازی میں حاضر ہو یا اس کی تصدیق کرے، بلکہ اس کا انکار واجب ہے اور مسلم حکمرانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو لگام دیں اور اس کام کی روک تھام کریں۔ اگر اسے کھیل یا فنکاری کا نام دیں بھی تو نام رکھنے سے نہ حقائق بدلتے ہیں اور نہ حرام حلال ہوتا ہے، دجل و تخییل اور جادو کی تمام

انواع اسی کے تحت آئیں گی۔

جادو، کہانت اور نجومیت میں فرق:

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان ﷾ سے سوال کیا گیا:

سوال کیا جادو، کہانت، نجومیت اور عرافت کے درمیان کوئی معنوی فرق ہے اور کیا یہ سب حکم میں برابر ہیں؟

جواب جادو ان تعویذ گنڈوں، منتروں اور گرہوں کا نام ہے جنھیں جادوگر عمل میں لاتے ہیں جس سے ان کا مقصد لوگوں پر قتل، امراض یا زوجین کے درمیان تفریق کے معاملات میں اثر انداز ہونا ہے۔ جادو کفر، ناپاک عمل اور اجتماعی شنیع (گھٹیا) مرض ہے، جس کا جڑ سے خاتمہ اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا انتہائی ضروری ہے۔

کہانت جنات سے خدمت کے ذریعے علمِ غیب کا دعویٰ کرنے کا نام ہے۔ الشیخ عبدالرحمان بن حسن "فتح المجید" میں فرماتے ہیں کہ "کہانت کے معاملے میں عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جن اپنے انسان دوستوں کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل اشیا کی خبریں سناتے ہیں، جنھیں جاہل لوگ کشف اور کرامت سے تعبیر کرتے ہیں۔

لوگوں کی اکثریت اس دھوکے کا شکار ہے کہ ایسی خبر دینے والے کو اللہ تعالیٰ کا ولی گردانتے ہیں جب کہ وہ شیطان کا ولی ہوتا ہے۔ کاہنوں کے پاس جانا بھی حرام ہے۔

امام مسلم ﷫ نے اپنی صحیح میں نبی کریم ﷺ کی ایک بیوی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اور اس کی تصدیق کی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[3]

ایک روایت میں ہے:

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[4]

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف وہ ہے جو چوری شدہ چیز یا گم شدہ چیز پر کچھ امور کے پیشِ نظر استدلال کرتا ہے اور دیگر امور کی معرفت کا دعوے دار ہوتا ہے۔''

ایک قول یہ ہے کہ عراف کاہن ہی کو کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف کاہن، نجومی، رمال اور دیگر ان جیسے لوگوں کو کہتے ہیں جو

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٩٠٤)

[4] مستدرك الحاكم (١/٤٩/١٥)

ان طریقوں سے امور کی معرفت کے دعوے دار ہوتے ہیں۔“

نجومیت فلکی احوال سے ارضی حوادث پر استدلال کو کہتے ہیں، جو جاہلیت کے اعمال کا ایک حصہ ہے اور جب اس میں عقیدہ یہ ہو کہ ستاروں کا بھی کائنات کے تصرف میں کوئی عمل دخل ہے تو یہ شرکِ اکبر ہوگا۔

علم غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا:

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان سے سوال کیا گیا:

سوال کیا یہ کہنا جائز ہے کہ جادوگر، کاہن، عراف اور نجومی علم غیب کی بہت سی باتیں جانتے ہیں اور ہم ان لوگوں کی حوادثِ آیندہ کے متعلق دی ہوئی خبروں کی تردید کیسے کریں، بالخصوص جب وہ واقع بھی ہو جائیں؟

جواب یہ لوگ لوگوں کو کبھی وہ خبر دیتے ہیں جسے وہ آسمانی خبر چرانے والے شیاطین سے لیتے ہیں یا لوگوں کی نظروں سے اوجھل چیزوں کی خبر دیتے ہیں جن پر شیاطین اطلاع پاتے ہیں اور اپنے انسان عاملین کو خبر دیتے ہیں۔ ایسی خبریں بہ نسبت شیاطین کے غیب نہیں، کیوں کہ انھوں نے اسے سنا ہے اور اس کے ساتھ سیکڑوں جھوٹ ملائے ہیں۔ پھر لوگ اس ایک بات کے واقع ہو جانے کی وجہ سے ان کی تصدیق کر دیتے ہیں جسے انھوں نے آسمان سے سنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ﴾

[الشعراء: ۲۲۱۔۲۲۳]

”کیا میں تمھیں بتاؤں کس پر شیاطین نازل ہوتے ہیں؟ وہ ہر

جھوٹ گھڑنے والے، گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں جو (شیطانوں کی طرف) کان لگاتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔''

رہی بات علمِ غیب کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ [النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا اور وہ (خودساختہ معبود) تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔''

نیز اس کا فرمان ہے:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ [الأنعام: ٥٩]

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

الشیخ سلیمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ''اس سے مقصود اس امر کی معرفت ہے کہ غیبی امور میں سے کسی امر کو جاننے کا دعوے دار یا تو کاہن کے نام میں داخل ہے یا معنوی طور پر اس کے ساتھ شریک ہے۔ پس وہ کاہن کے ساتھ ملحق ہوگا۔ اس لیے کہ مخبر کا بسا اوقات غیبی امر کی خبر دینا کشف کے ذریعے ہوتا ہے اور بعض خبریں شیاطین کی طرف سے ہوتی ہیں اور بعض فال، زجر وطرق، کنکر پھینکنے، زمین میں خط کھینچنے، نجومیت، کہانت اور جادو کے ذریعے ہوتی ہیں اور یہ سب علوم ہیں جنھیں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل اہلِ عرب سیکھتے

سکھاتے تھے۔ لہٰذا یہ ایسے علوم ہوئے جو رسولوں کے لائے ہوئے علوم کے خلاف ہیں اور ان امور کے مرتکب کاہن وعراف یا ان کے ہم معنی لوگوں میں شمار ہوں گے۔ پس جو ان کے پاس آئے اور ان کی تصدیق کرے وہ مذکورہ وعید کا مصداق ٹھہرے گا۔

درویشی اور جادو:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ہمارے ہاں بعض علاقوں میں ''درویشی'' نام سے معروف ایک نظریہ پایا جاتا ہے، جس کا اہتمام کرنے والے لوگ اپنی نسل کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹنے کے دعوے دار ہوتے ہیں اور ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے جسموں کو اذیت پہنچاتے ہیں، انھیں اسلحے کے ذریعے مارتے اور آگ کے ذریعے تمام لوگوں کے سامنے جلاتے ہیں، لیکن ایسا کرنے سے نہ ان کے بدنوں سے خون نکلتا ہے اور نہ انھیں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ کیا یہ کرامت ہے یا جادو؟ کیا کسی قرآنی نص یا حدیث شریف سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟ کیا دیگر اسلامی علاقوں میں بھی اس چیز کا مظاہرہ ہوتا ہے؟

جواب مذکورہ سوال ہی درحقیقت درویشی کی تعریف ہے۔ لوگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت کا دعویٰ تاریخی ثبوت کے بغیر غیر مقبول ہے۔ اگر محض گمان کی بنیاد پر دعوے قبول ہوں تو بہت سے لوگ اس کا دعویٰ کرنے کے منتظر ہیں۔ پس ان کے نسلِ رسول سے ہونے کا دعویٰ جب تک صحیح اسناد سے ثابت نہ ہو غیر مقبول ہوگا۔

ان کا اپنے جسموں کو لوہے کے ساتھ مارنا اور اس کا اثر محسوس نہ ہونا ان کی

سچائی کی دلیل نہیں اور نہ ان کے اللہ کے ولی ہونے کی دلیل ہے اور نہ ان کی کرامت پر دلیل ہے، بلکہ یہ جادو کی ایک قسم ہے جس میں لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا جاتا ہے اور جادو بھی ایسے ہی امر کا نام ہے۔ جب فرعون کے جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالی تھیں تو ان کے جادو کی وجہ سے اس امر کا خیال ہونے لگا کہ وہ چھوٹے بڑے سانپ ہیں جو دوڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: ١١٤]

"پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔"

پس ان درویشوں کا عمل کوئی کرامت نہیں، بلکہ جادو کی ایک قسم ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ کرامت کا صدور محض اولیاء اللہ سے ہوتا ہے اور اولیاء اللہ، اللہ کے دین پر استقامت اختیار کرنے والے لوگ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کی ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [يونس: ٦٢، ٦٣]

"آگاہ رہو! بے شک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور (اللہ سے) ڈرتے رہے۔"

اگر ولایت کا دعوے دار ہی ولی ہوتا تو ہر شخص ہی اس کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ولایت کے مدعی کا اس کے عمل کے ساتھ وزن کریں گے۔ اگر اس کا عمل

ایمان اور تقویٰ پر مبنی ہوا تو وہ ولی ہے، ورنہ ولی ہونے کا دعوی تقوی کے منافی ٹھہرے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تُزَكُّوٓا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰٓ﴾ [النجم: ۳۲]

''لہٰذا تم اپنے آپ کی پاکی بیان نہ کرو، وہ اسے (بھی) خوب جانتا ہے جس نے تقوی اختیار کیا۔''

پس جب کسی نے ولی اللہ ہونے کا دعوی کیا تو اس نے اپنے آپ کو پاک قرار دیا، اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ اس حکم کا مرتکب ٹھہرا جو تقوے کے منافی ہے۔

اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ولی وہ لوگ ہوئے جو ایسی گواہی کے ذریعے اپنی جانوں کو پاکیزہ قرار نہیں دیتے، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے، اپنے رب سے ڈرنے والے اور کامل طریقے پر اس کی اطاعت کرنے والے ہوتے ہیں، وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے کے لیے ایسے دعووں کے ذریعے دھوکا اور فریب دینے والے نہیں ہوتے۔

رہا سائل کا یہ سوال کہ جادوگری میں مبتلا امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس کا جادو اسے کفر تک پہنچا رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، کیوں کہ وہ کافر ہے اور کافر کی نماز ہی نہیں ہوتی، تو اس کا امام ہونا کیسے درست ہوگا؟ لیکن اگر اس کا جادو کفر تک پہنچانے والا نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز کے درست ہونے یا نہ ہونے میں علما کا اختلاف ہے، لیکن ہم پر لازم ہے کہ ہم ایسے جادوگر کی اصلاح کریں، اس کے پیچھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کا مسئلہ بعد میں پوچھیں۔ (فتاوی ابن عثیمین: 72/15)

جادو کے متعلق اسلام کا حکم:

سوال جادو کے بارے اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا،

ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔''

سحر یعنی جادو کا مادہ قرآن مجید میں ساٹھ بار وارد ہوا ہے جس کا معنی غرابت اور مالوف امر سے ایسا خروج ہے جو تعجب اور انتباہ کو بھڑکانے والا ہو، اسی سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْراً)) ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہے۔'' اس کی کئی انواع و اسالیب ہیں جن کا امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

قرآن مجید نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قدیم مصری لوگ جادوگری میں مشہور تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے مقابلے میں ان کے موقف کا قرآن نے ذکر کیا ہے اور جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کا ذکر کیا ہے، جو دیکھنے والوں کو دوڑتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے معجزانہ عصا نے ان کو نگل لیا، یہ تمام امور قرآن میں مذکور ہیں۔ اسی طرح اہلِ بابل کے قدیم لوگ بھی جادوگری میں ماہر تھے۔ اسی وجہ سے ہر خوب صورت اور تعجب آمیز چیز پر ضرب المثل کے طور پر بابلی جادو بولا جانے لگا۔ اہلِ عرب اسلام سے پہلے اس میں معروف تھے اور اس وقت سے اب تک یہ چلا آ رہا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ متعدد امور کا فائدہ دیتی ہے:

1. جادو کا تاریخی طور پر حقیقت میں موجود ہونا ہے قطع نظر اس کے تخیل سے جس میں انسان کسی چیز کی طرف اس کی حقیقت کے سوا دیکھتا ہے یا وہ اس

کی حقیقت کو بدل کر دوسری حقیقت کی طرف پھیر دیتا ہے۔ وہ چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا جادو نہیں تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور ایک معجزہ تھا۔ ایک خرقِ عادت امر تھا جس نے مردہ و جامد لاٹھی کو زندہ و متحرک سانپ کی شکل دی، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پہلے سانپ بنایا، پھر اسے پہلی حالت میں لوٹا دیا۔

جادوگروں کے عمل کو قرآن مجید نے درج ذیل الفاظ میں تعبیر کیا ہے،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: ١١٦]

''پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٦]

''اس (موسیٰ) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں۔''

2 نفع اور نقصان کے معاملے میں جادو کی تاثیر: ﴿يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ﴾ [البقرة: ١٠٢] ''جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے۔''

3 اس کی تاثیر اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں: ﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲] ''اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

4 جادو کفر ہے: ﴿وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ۱۰۲] ''بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

پس اس میں کفر کا متعلق کیا ہے: کیا اسے سیکھنا سکھانا کفر ہے یا اس پر عمل کرنا ہے یا اس بات کا عقیدہ رکھنا ہے کہ جادو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر تاثیر رکھتا ہے؟

ان تینوں سوالوں کے متعلق آرا قائم ہوئیں، جھگڑے اور اختلاف برپا ہوئے جن کی تفصیل کتبِ تفسیر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ خاص طور پر ''تفسیر الفخر الرازی'' اور ''الزواجر'' از ابن حجر ہیتمی کا مطالعہ کریں، ان آرا کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

1 اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر جادو کی تاثیر کا عقیدہ بالاتفاق کفر ہے۔

2 لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جادو میں مہارت حرام ہے، باوجودیکہ اس کی تاثیر باذن اللہ ہونے کا اعتقاد ہو، اس لیے کہ اس میں ضرر ہے نہ ضرار۔

3 کسی مصلحت کی تلاش میں اس کی مہارت حاصل کرنا، تاثیر باذن اللہ کے

اعتقاد کے ساتھ حرام نہیں۔

امام قرطبی نے فرمایا: ''کیا جادوگر سے مسحور سے جادو زائل کرنے کا سوال کیا جا سکتا ہے؟'' امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''سعید بن مسیّب سے اس کا جواز مروی ہے۔'' مازری بھی اسی کی طرف مائل ہے اور حسن بصری نے اسے ناپسند کیا ہے۔ شعبی کا کہنا ہے کہ ''نشرہ'' میں کوئی حرج نہیں جسے مسحور کے علاج کے لیے دم سے تعبیر کیا گیا ہے۔'' (الزواجر لابن حجر: ج ۲، ص ۱۰٤)

4 اس کا سیکھنا سکھانا اس کے مقصود کی طرف لوٹتا ہے۔ اگر اس کا مقصد خیر ہو یا اس کا استعمال مصلحت کے لیے ہو تو اس میں کوئی حرمت نہیں، جیسے: ثقافت کی ایک نوع ہوتی ہے جسے کسی حکیم نے یوں بیان کیا ہے:

عرفت الشر لا للشر لكن لتوقيه

ومن لا يعرف الشر من الخير يقع فيه

''یعنی میں نے شر کو پہچانا، شر کے لیے نہیں، بلکہ اس سے بچنے کے لیے اور جو خیر و شر میں تمیز نہ کر سکے وہ شر میں واقع ہو ہی جاتا ہے۔''

اگر جادو کی تعلیم و تعلم سے مقصود شر ہو تو وہ حرام ہے۔ پس اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی نیت کے مطابق صلہ ہے۔

اس بحث سے بخاری و مسلم کی اس روایت کو بھی سمجھا جا سکتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے جادو کو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔ وہ وسائل جو جادو میں استعمال ہوتے ہیں جادو کی معرفت رکھنے والوں کے ہاں معروف ہیں۔ کبھی تو اس میں جنات کی خدمت لی جاتی ہے اور کبھی کائنات کے بعض خواص کی پہچان سے اور کبھی الہام و گمان سے استعانت لی جاتی ہے اور یہ

وسائل یا جادوگر کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں یا غیر سے اور وہ غیر زندہ بھی ہوسکتا ہے اور مردہ بھی۔ فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اس کی آٹھ انواع کا ذکر کیا ہے۔

کبھی یہ طاقتور نفوس کے کمزور نفوس پر تسلط کے ذریعے ہوتا ہے، کبھی جنوں سے مدد مانگنے، تعویذات اور دھونی وغیرہ دے کر ہوتا ہے اور کبھی اس طریقے سے جسے "خفة الید" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور کبھی ایسی فنکاری اور کاریگری کے ذریعے ہوتا ہے جو عقلوں کو مسحور کر دیتی ہے۔ سینمائی تصویریں اسی کا حصہ ہیں اور کبھی متعدد خواص کی حامل ادویات کے استعمال سے ہوتا ہے، مثلاً: وہ ادویات جنھیں بدن پر ملیں تو آگ اسے جلا نہیں سکتی۔

صحیح بخاری و مسلم میں وارد اس حدیث کے بارے میں بھی علما نے گفتگو کی ہے، جس میں ہے کہ یہود کے حلیف بنی زریق کے ایک شخص لبید بن اعصم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا جسے علما کی ایک جماعت نے جائز قرار دیا ہے اور انھوں نے کہا کہ یہ انسان کو لاحق ہونے والی امراض میں سے ایک مرض ہے۔ وہ جادو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت اور اس کے احکام کی بجا آوری پر موثر نہیں ہوا، کیوں کہ آپ کے دل اور ایمان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی ہے:

﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [المائدة: ٦٧]

''اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔''

جسم مبارک اس میں شامل نہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہوا اور دانت بھی شہید ہوئے اور قریش کی ایک جماعت نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں دی تھیں۔

—— ائمہ احناف میں سے جصاص رحمہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیے جانے

کی نفی کی ہے اور انھوں نے اسی آیت کا سہارا لیا ہے، باوجودیکہ یہ حدیث بھی صحیح وثابت ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" اور امام نووی رحمہ اللہ نے "شرح صحیح مسلم" میں نبی کریم ﷺ کے امورِ تبلیغ میں عصمت وحفاظت کی خوب وضاحت کی ہے اور بدنی امراض کا آپ کو لاحق ہونا اس عصمت وحفاظت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔

زاد المعاد (ج3،ص:4-1) کا خلاصہ یہ ہے:

"لوگوں کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جادو نبی کریم ﷺ کے خلاف ہونا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ نقص وعیب ہے، جب کہ معاملہ ایسے نہیں جیسے انھوں نے گمان کیا ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کو لاحق ہونے والی بیماریوں اور تکلیفوں کی جنس سے ہے اور امراض میں سے ایک مرض ہے اور جادو کا آپ ﷺ پر موثر ہونا زہر کے موثر ہونے کی طرح ہے۔

"بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا تو آپ ﷺ کو یہ گمان ہوتا کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کے پاس گئے ہیں جب کہ آپ ﷺ ان کے پاس نہیں گئے ہوتے تھے۔

"یہ جادو کی سخت ترین صورت ہوتی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"جادو امراض میں سے ایک مرض ہے اور نبی کریم ﷺ کو بیماریوں کا لاحق ہونا حق ہے اور یہ آپ ﷺ کے لیے نہ کوئی عیب ہے اور آپ کی نبوت میں قادح ہے۔ رہی بات آپ ﷺ کو نہ کیے ہوئے کام کے کرنے کا خیال ہونا تو یہ آپ کی دینی سچائی پر اعتراض کے طور پر داخل نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ

آپ کی عصمت وحفاظت ایسے کام سے مدلل اور بالاتفاق مسلم ہے۔ یہاں جو معاملہ درپیش ہے، دنیا کا معاملہ ہے، جس کی وجہ سے کسی کو کسی فضیلت کا حصول نہیں ہوتا۔ دیگر انسانوں کی طرح کسی آفت کا آپ ﷺ کو لاحق ہونا اور دور ہونا حقیقت سے بعید نہیں۔''

موسیٰ علیہ السلام نے بھی جادوگروں کے کام سے تاثر لیا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ [طٰه: ٦٦]

''پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے (موسیٰ) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

یہ خوف محسوس کرنا ان کی رسالت میں قادح نہیں ٹھہرا۔ اس حوالے سے مزید تفصیل کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع کریں:

1 سورۃ البقرہ اور معوذتین کے بارے میں قرطبی، ابن کثیر اور فخر رازی کی تفسیر۔

1 زاد المعاد از ابن قیم۔

3 مفتاح دار السعادۃ از ابن قیم۔

4 حیاۃ الحیوان الکبریٰ از دمیری۔

جادو سیکھنا:

سوال ''جادو سیکھو اور اس پر عمل نہ کرو۔'' کیا یہ کوئی حدیث ہے؟ کیا اسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ ملا سکتے ہیں:

﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا۔''

جواب مجھے تو ایسی کوئی حدیث نہیں ملی، لیکن جادو کا علم اس پر عمل کے بغیر معلوم وموجود ہے۔ صحیح بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جادو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شامل ہے، یعنی کبیرہ گناہ ہے۔ پس کیا اس سے مقصود اس پر عمل کرنا یا اسے سیکھنا ہے؟ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جادو پر عمل کرنا سدِ ذریعہ کے اعتبار سے مطلقاً حرام ہے، جب کہ ایک جماعت نے نفع کے معاملے میں اس کو مباح قرار دیا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے:

''ساحر سے سحر کے حل کے لیے سوال کرنے میں سلف کا اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق سعید بن مسیّب اس کے جواز کے قائل ہیں، مازنی کا بھی جواز کی طرف میلان ہے، امام حسن بصری نے اسے مکروہ کہا ہے اور شعبی نے کہا کہ منتر میں کوئی حرج نہیں۔''

امام ابن بطال کا فرمان ہے:

''وہب بن منبہ کی کتاب میں ہے کہ مسحور بیری کے سات سبز پتے لے، انھیں دو پتھروں کے درمیان پیسے، پھر انھیں پانی میں ڈال کر آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرے، پھر اس سے تین گھونٹ پانی پیے اور باقی سے غسل کرے، ایسا کرنے سے ان شاء اللہ اس کا ہر مرض دور ہو جائے گا اور یہ نسخہ ایسے شخص کے لیے بھی مفید ہے جسے صحبتِ زوجہ سے روکا گیا ہو۔'' ''تفسیر قرطبی'' میں بھی ایسے ہی مذکور ہے۔ ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب ''الزواجر'' میں اسے قرطبی سے بلا اعتراض نقل کیا ہے۔ چیز کوئی بھی ہو جب اس کا نتیجہ خیر پر مبنی ہو، اس سے منع کرنے والی کوئی قطعی نص نہ ہو اور وہ شریعت سے متصادم بھی نہ ہو تو ایسی چیز مشروع ومباح

ہوتی ہے، البتہ جادو سے سختی سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ لوگ اس کے اللہ تعالیٰ کے ارادہ ومشیت کے بغیر موثر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے اور یہی وہ کفر ہے، جس کی وجہ سے اسلام نے اسے حرام کیا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

یہ ہے اس پر عمل کرنے کا حکم۔ رہی بات جادو سیکھنے کی تو ایک جماعت نے اس کے مطلق طور پر ممنوع ہونے کی رائے دی ہے۔ اس کے بارے میں ابن مردویہ نے ایک ضعیف السند روایت بیان کی ہے جسے ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے جس میں یہ ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے اہلِ یمن کی طرف فرائض، سنن دیتوں اور زکات کے بارے میں ایک کتاب لکھی، جس میں کبیرہ گناہوں کا ذکر تھا اور ان میں سے ایک جادو سیکھنا تھا۔ اس لیے بھی جادو سیکھنا ممنوع ہے کہ اسے سیکھنا اس پر عمل کی طرف اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کی طرف جانے کا واضح راستہ ہے۔

لیکن ابن حجر ہیتمی کی کتاب ''الزواجر'' (ج۲، ص۳۔۱) میں ہے کہ فخر رازی نے کہا: ''محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جادو سیکھنا ممنوع ہے نہ قبیح، اس لیے کہ علم بذات خود قابلِ شرف وتحسین عمل ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا عموم ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الزمر: ۹]

''کہہ دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے، برابر ہو

سکتے ہیں؟''

اگر جادو کا علم ہی نہ ہو تو اس کے اور معجزے کے درمیان فرق کیسے معلوم ہو گا؟ معجز کے معجز ہونے کا علم ہونا واجب ہے اور جس پر واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے۔ پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ جادو کا علم واجب ہے اور جو چیز واجب ہو وہ حرام اور قبیح کیسے ہو گی؟

بعض نے مفتی کے لیے اس کا وجوب نقل کیا ہے، تاکہ اسے معلوم ہو کہ قتل کس چیز سے ہو سکتا ہے اور کس سے نہیں۔ پھر وہ اس کے مطابق وجوبِ قصاص کا فتوی دے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فخر رازی رحمہ اللہ کی رائے کی موافقت نہیں کی، بلکہ وہ جادو سیکھنے کی حرمت پر قائم رہے اور رازی کا ان کی طرف اباحت کو منسوب کرنا درست نہیں۔ اصل موقف جاننے کے لیے "الزواجر" کی طرف رجوع کریں، البتہ اس شعر کے اعتبار سے رازی کا قول مختار ہے:

عرفت الشر لا للشر لكن لتوقيه

ومن لا يعرف الشر من الخير يقع فيه

''یعنی میں نے شر کو پہچانا، شر کے لیے نہیں، بلکہ اس سے بچنے کے لیے اور جو خیر وشر میں تمیز نہ کر سکے وہ شر میں واقع ہو ہی جاتا ہے۔''

صرع (مرگی) کی بیماری:

سوال میرا ایک چھوٹا بچہ ہے جسے کبھی کبھار ایسی کیفیت لاحق ہو جاتی ہے جس سے اس کا جسم بے جان سا ہو کر سکڑ جاتا ہے۔ پھر اسے افاقہ بھی ہو جاتا ہے۔ مجھے کسی نے کہا کہ میں اس پر قرآن پڑھ کر پھونک ماروں، تاکہ

اللہ تعالیٰ اسے اس کیفیت سے نجات دے دے، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب پٹھوں کی کچھ ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن کا سبب جسمانی یا نفسانی اثرات ہوتے ہیں، طبیب ان کی تشخیص کر کے پہچان کرتے اور جڑی بوٹیوں، جدید ادویات یا دیگر وسائل کے ذریعے ان کا علاج کرتے ہیں، لہٰذا سب سے پہلے مریض کو ماہر طبیب کے پاس لے جانا ضروری ہوتا ہے، اگر اسے شفا یابی ہوتو ٹھیک ہے ورنہ اس صرع کا سبب کوئی اور چیز ہوتی ہے اور اس چیز میں بہت سے لوگوں نے شک بھی کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ ان کے روحی یا نفسی احوال کی حقیقت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور اس پر مخصوص مدارس بھی کام کر رہے ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں صرع کے متعلق فرمایا:

صرع کی دوقسمیں ہیں: ایک صرع زمین کی ناپاک ارواح کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایک صرع ردی اشیا کے اختلاط سے ہوتا ہے۔ آخر الذکر کے متعلق طبیب کلام کرتے ہیں، اس کا علاج اور اسباب ڈھونڈتے ہیں۔ رہی بات ارواح کے صرع کی تو ائمہ وعقلا اس کے بھی معترف ہیں اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے اور وہ اس بات کے بھی معترف ہیں کہ ان شریر اور ناپاک ارواح کا مقابلہ اور ان کے اثرات کو زائل کرنا شریف المقام اور بلند درجہ رکھنے والی ارواح کے تعاون سے ہوگا جس سے ان کے افعال اور اثرات سے حفاظت ہوگی۔

پھر ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''صرع کی اس نوع کا انکار وہی شخص کرے گا جس کے پاس روحی اسرار کی معرفت سے وافر حصہ نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس کے متعدد حوادث رونما ہوئے جس کے علاج میں روح کی

قوت اور پختہ عزم نے ترجیح پائی اور اس کے منکرین کی واضح طور پر تردید ہوئی۔
جب صرع کے متعدد اسباب ہوتے ہیں، بعض مادی اور بعض نفسی، بعض روحی اور بعض دیگر اسباب ہوتے ہیں تو اس صورت میں ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم ایسی چیز کا انکار کر دیں جس سے ہم بے خبر ہیں۔ پس جہان اسرار سے بھرا ہوا ہے اور علم نے بعض کا انکشاف بھی کر دیا ہے۔ موجودہ دور میں لوگوں کا جہالت اور غفلت کے پیشِ نظر ان چیزوں کو دجل، شعبدہ بازی اور دھوکے بازی کا ذریعہ بنانا جائز نہیں۔ اس لیے پہلے ہم مادی وسائل کی طرف رجوع کریں، جو کثرت کے ساتھ موجود ہیں اور ان کا حصول بھی آسان ہے۔ اگر مخلوق علاج سے عاجز آئے تو ہم خالق پر ایمان لاتے ہوئے اس پر بھروسا کریں اور صدقِ دل سے اس کی مدد مانگیں، جیسے انبیا نے اس سے مدد مانگی تو اس نے ان سے تکلیف کو دور کیا اور انھیں غم سے نجات دی۔ قرآن مجید اس حقیقت پر بہترین شاہد ہے۔ واللہ أعلم

نبی کریم ﷺ پر جادو والی حدیث کی شرح کا بیان:

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں خبر دی ابراہیم بن موسیٰ نے، انھوں نے کہا: ہمیں خبر دی عیسیٰ بن یونس نے ہشام سے، ہشام اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں اور ان کے باپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں:

''بنو زریق کے ایک شخص لبید بن اعصم نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا۔ آپ ﷺ کا حال یہ ہو گیا کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا تھا جیسے ایک کام کر رہے ہیں حالاں کہ وہ کام فی الواقع آپ ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایک دن یا ایک رات ایسا ہوا کہ آپ ﷺ میرے پاس

تھے، مگر میری طرف متوجہ نہ تھے، بس دعا کر رہے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! میں اللہ تعالیٰ سے جو بات دریافت کر رہا تھا وہ اس نے اپنے فضل سے مجھے بتلا دی۔ میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پاؤں کی طرف، اب ایک دوسرے سے پوچھنے لگا: یہ تو کہو ان صاحب کو کیا بیماری لاحق ہو گئی ہے؟ اس نے جواب دیا: بیماری نہیں ان پر جادو ہوا ہے۔ ایک فرشتے نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے فرشتے نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے نے کہا: کنگھی اور سر کے بالوں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ پہلے نے پوچھا: یہ چیزیں یہودی نے کہاں رکھی ہوئی ہیں؟ دوسرے نے کہا: بئرِ ذروان میں۔ پھر دوسرے دن آنحضرت ﷺ اپنے کئی اصحاب کو ساتھ لے کر اس کنویں پر تشریف لے گئے، وہاں سے لوٹ کر آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے: عائشہ! اس کنویں کا پانی ایسا رنگین تھا جیسے مہندی کا پانی سرخ ہو جاتا ہے۔ اس پر کھجور کے درخت ایسے بھیانک اور ہولناک تھے گویا سانپوں کے پھن ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ منتر کرا کے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تو اچھا کر دیا، اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں ایک شور پھیلانا نہیں چاہتا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو وہ جادو کا سامان سب دفنا دیا گیا۔''

عیسیٰ بن یوسف کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ اور ابو حمزہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے روایت کیا اور لیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں ہی روایت کیا ہے: "في مشط و مشاطة" مشاطہ اس کو کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں نکلیں (سر یا داڑھی کے) اور مشاطة روئی کی تار (یعنی سوت کو)

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

''رسول اللہ ﷺ پر کسی نے جادو کیا تھا، آپ ﷺ کو ایسے معلوم ہوتا کہ عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں، حالانکہ نہ صحبت کرتے ہوتے نہ کچھ اور، سفیان بن عیینہ نے کہا: یہ جادو بہت سخت قسم کا جادو ہے۔ آخر (ایک مدت کے بعد) آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے جو بات پوچھی تھی وہ اس نے مجھے بتا دی، ایسا ہوا کہ (میں لیٹا ہوا تھا) اتنے میں دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے سرہانے اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ سر کے پاس والے فرشتے نے دوسرے فرشتے سے پوچھا: ان کو (یعنی مجھے) کیا عارضہ ہے؟ اس نے کہا: ان پر جادو ہوا ہے۔ تب پہلے نے پوچھا: کس نے کیا ہے؟ دوسرا کہنے لگا: لبید بن اعصم نے۔ یہ یہودیوں کا حلیف، بنی زریق کا ایک منافق شخص تھا۔ خیر پہلے فرشتے نے دوسرے سے کہا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرا فرشتہ کہنے لگا: کنگھی اور بالوں میں۔ پہلے فرشتے نے پوچھا: یہ سامان کس میں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا: نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں اور

اس کو ذروان کے کنویں میں ایک پتھر تلے دبا دیا گیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ اس کنویں پر گئے اور اس کو نکال لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جا کر اس کنویں کو دیکھا تو اس کا پانی ایسا رنگین تھا جیسے مہندی کا پانی ہے اور وہاں کھجور کے درخت ایسے بھیانک تھے جیسے سانپوں کے پھن ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آپ ﷺ نے جادو کا سامان نکلوایا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: آپ ﷺ اس کا توڑ کیوں نہیں کرواتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اب کیا فائدہ، اللہ کی قسم سن لو، اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی، اب میں لوگوں میں شور مچانا پسند نہیں کرتا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''الفاظ حدیث'' ((حتی كان رسول الله يخيل إليه انه كان يفعل الشيء وما فعله)) کے متعلق مازری نے کہا کہ ''بدعتی لوگوں نے اس حدیث کا انکار کیا ہے اور انھوں نے اسے منصبِ نبوت میں شک پیدا کرنے اور اسے مٹانے کا سبب قرار دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہر وہ چیز جو اس کے ہم معنی ہو باطل ہے اور ان کے گمان کے مطابق اس امر کو جائز قرار دینا شرعی احکام میں عدمِ وثوق پیدا کرتا ہے، کیوں کہ اس میں احتمال ہے کہ آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے دیکھنے کا خیال ہو اور آپ نے فی الواقع اسے نہ دیکھا ہو۔ اس طرح آپ کو کسی حکم کی وحی کا خیال آ رہا ہو اور درحقیقت وحی کا نزول نہ ہو رہا ہو۔

امام مازری نے کہا: ''یہ سب گمان اور احتمالات مردود ہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل شریعت کی تبلیغ میں سچا ہونے پر

دلیل قائم ہے اور معجزات آپ کی تصدیق کے گواہ ہیں، پس ایسی چیز کی تجویز دلیل جس کے مخالف ہو باطل ہے۔

رہی بات دنیا کے ان بعض امور کی جن کی وجہ سے آپ ﷺ کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ رسالت ان کی وجہ سے ہوتی ہے، ان امور کا انسان کو لاحق ہونا کوئی قابلِ اعتراض چیز نہیں۔ پس نبی کریم ﷺ کو امورِ دنیا میں سے کسی امر میں خلافِ حقیقت خیال آنا جب کہ آپ امورِ دین میں اس سے محفوظ و مامون ہوں بعید نہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ کو ازواجِ مطہرات سے صحبت کر لینے کا خیال آتا تھا، جب کہ آپ ﷺ نے ان سے صحبت کی نہیں ہوتی تھی۔ ایسا معاملہ تو عموماً انسان کو خواب میں پیش آتا رہتا ہے اور بیداری میں اس کا خیال کوئی بعید نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ چیز تو ابن عیینہ کی روایت میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ جس کے لفظ یہ ہیں:

((حَتّٰی كَانَ يُرٰى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ))

''حتی کہ آپ ﷺ یہ گمان کرتے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس سے ہو آئے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ان کے نہ گئے ہوتے۔''

حمیدی کی روایت میں ہے: ''أنه یاتی أهله ولا یأتیهم'' اور الداوَدی نے کہا کہ ''یریٰ'' یاء کے ضمے کے ساتھ ''یظن'' کے معنی میں ہے اور ابن التین نے کہا کہ ''یری'' یاء کے فتح کے ساتھ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہاں ''یری'' رأی سے مشتق ہے ''رؤیة'' سے نہیں۔ پس یہ ظن کے معنی کی طرف لوٹے گا۔ مصنف عبدالرزاق میں یحییٰ بن یعمر سے مرسل مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تو اس سے

آپ کی بینائی کا اعتبار جاتا رہا اور سعید بن مسیّب کی مرسل روایت ہے ''قریب تھا کہ آپ کی بینائی جاتی رہتی۔'' عیاض کہتے ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ جادو کا تسلط آپ کے عقیدے اور تمیز پر نہیں، بلکہ جسم اور اس کے ظاہری اعضا پر تھا۔

میں کہتا ہوں کہ طبقات ابن سعد میں عبدالرحمان بن کعب کی مرسل روایت ہے کہ لبید بن اعصم کی بہن نے کہا: اگر یہ نبی ہوا تو عن قریب مطلع ہو جائے گا، ورنہ یہ جادو اسے حیران کر دے گا اور اس کی عقل جاتی رہے گی۔

میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کا اس پر مطلع ہو جانا ثابت ہو گیا، جیسا کہ اس صحیح حدیث میں ہے۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ کسی کام کے کرنے کے گمان سے جب کہ فی الواقع کیا نہ ہو یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے فاعل نے بالفعل وہ کام کیا ہو، بلکہ یہ خیال کی ایک نوع ہے جو ثبوت فراہم نہیں کرتی، لہٰذا اس معاملے میں کسی ملحد کے لیے کوئی دلیل باقی نہیں رہتی۔

عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: ''مذکورہ تخییل سے مراد یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو صحبتِ ازواج پر اکسانے والی قوت معمولِ سابق کے مطابق لاحق ہو اور جب آپ کسی بیوی کے پاس جائیں تو یہ کیفیت آپ ﷺ سے دور ہو جائے، جیسا کہ معقود شخص کا معاملہ ہوتا ہے اور ''حتیٰ کاد ینکر بصرہ'' کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اس شخص کی طرح ہو گئے جو کسی شے کو دیکھے اور اس کی حقیقت کے سوا پر خیال کرے، پھر جب اس پر غور کرے تو اس کی حقیقت پہچان لے۔

گزشتہ تمام ابحاث کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ کسی بھی خبر میں آپ ﷺ سے ایسی کوئی بات منقول نہیں جو آپ کی بتائی ہوئی خبر کے خلاف ہو۔ مہلب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شیاطین سے محفوظ ہونا ان کے

آپ ﷺ کے ساتھ مکرو تدبیر سے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ صحیح حدیث میں مروی ہے کہ ایک شیطان نے آپ ﷺ پر آپ کی نماز خراب کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے آپ ﷺ کے قابو میں کر دیا۔ اسی طرح جادو کے ضرر کا معاملہ ہے، جس نے تبلیغ کے معاملے میں تو آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہیں دیا، البتہ دیگر امراض کی طرح اس کا اثر آپ پر ضرور ہوا، مثلاً: آواز میں کمزوری، کسی فعل کے کرنے سے عاجزی یا قرار نہ پکڑنے والے خیالات، ان کا لحوق ضرور ہوتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ شیطان کی چال کو زائل و باطل کر دیتا تھا۔

ابن قصار نے آپ کو لاحق ہونے والی کیفیت کے مرض ہونے پر حدیث کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ ((فاما أنا فقد شفاني اللّٰه))اس استدلال میں نظر ہے، لیکن اس مدعی کی تائید اس روایت سے ضرور ہوتی ہے جسے بیہقی نے "الدلائل" میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ "آپ ﷺ گھومتے تھے، لیکن معلوم نہ ہوتا تھا کہ تکلیف کیا ہے۔" اور ابن سعد کے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور اپنی بیویوں سے کھانے پینے کی اشیا لیں، پھر آپ ﷺ پر دو فرشتے اترے...... الخ (الحدیث)

الفاظِ حدیث "وھو عندی لکنه دعا و دعا" ایسا فی الواقع ہوا، "بدء الخلق" میں بھی ایسے ہی الفاظ گزرے ہیں: "حتی کان ذات یوم دعا و دعا" اسی طرح مصنف نے الدعوات میں عیسیٰ بن یونس سے اسے معلق بیان کیا ہے، اور لیث کی روایت میں بھی اس کی مثل مروی ہے۔ کرمانی نے کہا: "عندي" کے لفظ سے اس کے استدلال کا احتمال ہے، یعنی آپ میرے ساتھ مشغول ہونے کے بجائے دعا میں مشغول تھے۔ یہاں تخیل کا بھی احتمال ہے،

یعنی جادو آپ کے بدن میں ضرر رساں ہو اور آپ ﷺ کی عقل وفہم پر اس کا اثر نہ ہوا۔ تب ہی تو آپ ﷺ صحیح وضع اور قانون کے مطابق اللہ کے حضور دعا کے لیے متوجہ تھے اور مسلم میں ابن نمیر کی روایت میں ہے کہ ((فدعا، ثم دعا، ثم دعا)) اور یہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی دعا کرتے تو تین بار اسے دہراتے تھے۔ مسند احمد میں وہیب کی روایت میں "فرأيتة يدعو" کے لفظ ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس میں مکروہ امور کے پیش آنے کے وقت دعا کے مستحب ہونے اور انھیں دور کرنے کے لیے تکرار دعا کا بیان ہے۔'' میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اس قصے میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے اور اسباب کو اختیار کرنے دونوں طریقوں پر چلے ہیں۔ معاملے کے شروع میں آپ ﷺ نے اسے اپنے رب تعالیٰ کے سپرد کیا اور آزمایش پر صبر کے ذریعے اجر کی امید رکھی، لیکن جب معاملہ حد سے بڑھنے لگا اور آپ ﷺ کو فنونِ عبادت میں کمزوری کا اندیشہ ہوا تو آپ ﷺ دوا کی طرف مائل ہوئے، پھر دعا کی طرف گئے اور یہ دونوں کام انتہائی درجے کا کمال ہیں۔

حمیدی کی روایت میں ہے: ((أفتاني في أمر استفتيته فيه)) یعنی میرے رب تعالیٰ نے میری دعا قبول کی۔ پس یہاں دعا پر استفتاء کا لفظ بولا گیا ہے، کیوں کہ داعی طالب اور جواب دینے والا مفتی ہوتا ہے یا معنی یہ ہوگا کہ میں نے اس سے جو سوال کیا اس نے اس کا جواب دیا ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر مشتبہ ہونے والے معاملے کی حقیقت پر آپ کو مطلع کرے۔ عمرہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے: ((أن الله أنبأني بمرضي)) یعنی "أخبرني"۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا: "فقعد أحدهما عند رأسي والآخر عند رجلي" میرے گمان کے مطابق ایک جبریل تھے، کیوں کہ ایسے معاملات ان کے خصائص میں سے ہیں۔ پھر مجھے "السیرۃ" از دمیاطی میں ان کے جبریل ہونے کا وثوق بھی مل گیا۔ اس میں ہے کہ ''جبریل تمام فرشتوں میں افضل ہیں۔'' پھر میں نے نسائی اور ابن سعد میں زید بن ارقم اور عبد بن حمید کی روایات میں پایا کہ ''نبی کریم ﷺ پر کسی یہودی نے جادو کیا تو آپ ﷺ اس کی وجہ سے کئی دن بیمار رہے، پھر آپ ﷺ کے پاس جبریل آئے اور کہا: ''ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے اور اس نے فلاں کنویں میں آپ کے لیے کچھ گرہیں لگا رکھی ہیں۔'' پس تمام طرق سے معلوم ہوا کہ مسئول جبریل اور سائل میکائیل تھے۔

"فقال: مطبوب" مطبوب بمعنی مسحور ہے، جب کسی آدمی پر جادو ہوتو کہا جاتا ہے: "طُب الرجل" اور طب کے ساتھ جادو کا کنایہ ایسے ہی ہے جیسے ڈسے ہوئے کو سلیم کہتے ہیں۔ ابن انباری نے کہا ہے کہ ''طب اضداد سے ہے'' بیماری کے علاج کو بھی طب کہتے ہیں۔ جادو بھی ایک بیماری ہے اور اسے طب کہا جاتا ہے، طب یعنی یہ بیماری ہے۔ ابو عبید نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کی مرسل روایت بیان کی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سر میں سینگ کے ساتھ سینگی لگوائی، جب آپ ﷺ طب، یعنی جادو میں مبتلا کیے گئے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''نبی کریم ﷺ نے معاملے کے آغاز میں اسے کوئی مرض خیال کیا، جس میں کسی مادے کا دماغ کی طرف میلان ہوتا ہے اور وہ اس کے اگلے حصے پر اثر انداز ہوتا ہے، جس سے مزاج میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے حجامہ کو اس کے لیے مناسب خیال کیا، پھر جب

آپ ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کیا گیا تو اس کے مناسب علاج، یعنی استخراج کی طرف مائل ہوئے۔" مزید برآں انھوں نے فرمایا کہ "اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جادو کا مادہ آپ ﷺ کے سر کی کسی قوت تک پہنچ گیا ہو جس سے تخیل کی مذکورہ صورت پیدا ہو گئی ہو۔"

اس لیے جادو کبھی تو خبیث ارواح کی تاثیر سے ہوتا ہے اور کبھی طبعی انفعال کی وجہ سے اور یہ جادو سب سے برا ہوتا ہے، اس دوسری صورت میں حجامہ کا استعمال مفید ہوتا ہے، اس لیے کہ جب طبعی اخلاط شدت پکڑیں اور اس کا اثر کسی عضو میں ظاہر ہو جائے تو اس خبیث مادے کا استخراج نہایت مفید ہوتا ہے۔

قرطبی نے کہا ہے:

"جادو کو طب اس لیے کہا گیا ہے کہ طب اصل میں کسی چیز کی سمجھ اور اس کی مہارت کو کہتے ہیں۔ پس جب بیماری کا علاج اور جادو اس کی سمجھ اور مہارت کے بغیر نہیں ہوتا تو ان دونوں پر یہ لفظ (طب) بولا گیا ہے۔"

"مشط و مشاطه" اس معروف آلے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو کنگھی کی جاتی ہے اور اس میں مشہور ہے۔ علاوہ ازیں متعدد اشیا پر لفظ مشط بولا جاتا ہے، مثلاً: کندھے کی چوڑی ہڈی پر، پاؤں کے ظاہری جوڑوں پر اور ایک چھوٹے پودے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اس بات کا بھی احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ان چار چیزوں میں سے کسی ایک میں جادو کیا گیا۔"

میں کہتا ہوں کہ ان سے ایک آلہ رہ گیا ہے جس کے دندانے ہوتے ہیں

اور اس میں ایک ڈنڈا لگا ہوتا ہے جس سے اسے پکڑا جاتا ہے اور اس آلے کے ذریعے برتن کو ڈھانپا جاتا ہے۔ ابن سیدہ نے "المحکم" میں فرمایا کہ اس آلے کو بھی مَشط کا نام دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں مشط اونٹ کے گھٹنے اور ران میں موجود نشان کو بھی کہتے ہیں۔ بہرحال یہاں مذکورہ معنوں میں سے صرف پہلا معنی مراد ہے۔ عمرہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہے کہ اچانک ''اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی اور آپ کے سر کے بال تھے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال اور آپ کی کنگھی کے دندانے تھے اور عمر بن الحکم کی مرسل میں ہے کہ اس نے کنگھی اور سر کے بالوں کی طرف قصد کیا اور اس میں گرہ لگائی۔

((جف طلع نخلة ذكر)) اور ((فأتاها رسول الله في ناس من أصحابه)) اور ((فجاء فقال يا عائشة!))

عمرہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ ''ایک آدمی اترا اور اسے نکال لیا۔'' اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ '' گابھے میں موم سے ایک مورتی، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مورتی تھی اور اس میں ایک سوئی گاڑھی ہوئی تھی، ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں۔'' جبریل علیہ السلام معوذتین لے کر نازل ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پڑھتے گئے تو ایک ایک گرہ کھلتی گئی اور جب اس سے سوئی نکالی گئی تو آپ کو درد محسوس ہوا، لیکن اس کے بعد سکون ہو گیا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بھی اس کی مثل مروی ہے اور زید بن ارقم کی حدیث میں ہے کہ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام معوذتین لے کر اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور گرہ

کھولتے جائیں۔ آپ ﷺ نے جب ایسا کیا تو ایسے کھڑے ہوئے جیسے رسیوں سے کھولے گئے ہیں۔

ابن سعد میں عمر مولیٰ غفرہ کی سند سے معضل مروی ہے: ''پھر آپ ﷺ نے پُوے بانس سے جادو کو نکالا جو کنویں میں تھا، پھر اسے باہر پھینکا اور کھول دیا، جس سے آپ ﷺ سے جادو کی کیفیت زائل ہو گئی۔''

((كأن ماءها نقاعة الحناء)):

قرطبی کہتے ہیں کہ ''کنویں کا پانی یا تو زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے متغیر ہو گیا تھا یا کنویں میں ڈالی جانے والی اشیا کے اختلاط سے متغیر ہو گیا تھا۔''

میں کہتا ہوں کہ پہلی بات کی تردید ابن سعد کے ہاں عبدالرحمان بن کعب کی مرسل سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ حارث بن قیس نے مذکورہ کنویں کو منہدم کر دیا تھا، جو اس سے میٹھا پانی لیا کرتا تھا، پھر اس نے ایک نیا کنواں کھودا، جس کی کھدائی میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی مدد کی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اس کے نکالنے اور شائع کرنے سے مسلمانوں پر ضرر کا اندیشہ ہوا، ممکن تھا کہ اس سے جادو کی مزید تشہیر ہو اور اسے سیکھنے کی طرف میلان ہو۔ ایسا کرنا فساد کے ڈر سے مصلحت چھوڑ دینے کی قبیل سے ہے۔

((المشاطة ما يخرج من الشعر إذا مشط)):

یہ وہ چیز ہے جس میں اہلِ لغت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں:

—— مشاطہ سر سے نکلنے والے ان بالوں کو کہتے ہیں جو دورانِ کنگھی گر جاتے

ہیں۔ ڈاڑھی کے بال بھی اس میں شامل ہیں۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ جادوگر جب معاہدہ والوں سے ہو تو اسے بطورِ حد قتل نہیں کیا جائے گا۔ رہی بات ترمذی کی مرفوع روایت ''جادوگر کی حد تلوار کی ایک ہی ضرب ہے۔'' کی تو اس کی سند میں ضعف ہے۔ اگر یہ ثابت ہو بھی تو ذوعہد اس سے مستثنیٰ ہو گا۔ جزیہ کے بیان میں بجالہ سے مروی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا: ''أن اقتلوا کل ساحر و ساحرة'' یعنی ہر جادوگر مرد و زن کو قتل کر دو اور مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج عن عمرو بن دینار عن بجالۃ کی سند سے ہے کہ ''ہم نے تین جادوگر قتل کر دیے۔'' جادوگروں کے قتل کے قصے کے علاوہ بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن بطال نے کہا ہے:

''امام مالک اور زہری کے نزدیک اہل کتاب جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں! جب وہ اپنے جادو کے ذریعے کسی کو قتل کرے تو اسے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ یہی قول ابو حنیفہ اور شافعی کا بھی ہے اور امام مالک سے مروی ہے کہ ''اگر وہ اپنے جادو سے کسی مسلمان کا نقصان کرے تو وہاں عہد کی پاس داری نہیں ہو گی، بلکہ اس کا قتل حلال ہو گا۔ رہا نبی کریم ﷺ کا لبید بن الاعصم کو قتل نہ کرنا تو وہ اس لیے تھا کہ آپ ﷺ اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے اور اس لیے بھی کہ آپ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ اگر اسے قتل کر دیں گے تو مسلمانوں اور ان کے انصار حلیفوں کے درمیان فتنہ واقع ہو گا اور یہ بھی منافقین کو قتل نہ کرنے کی قبیل سے ہے۔ لبید کے یہودی یا منافق ہونے میں بھی بعض علما کا اختلاف ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جادوگر اور زندیق کا ایک ہی حکم ہے، یعنی اس کی توبہ کا اعتبار نہیں ہو گا اور اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا، جب وہ اس پر

ثابت ہو جائے گی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''جادوگر کو بغیر اعتراف کے قتل نہیں کیا جائے گا، اگر وہ اپنے جادو کا اعتراف کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ پھر اگر وہ اعتراف کرے کہ اس کا جادو کبھی قتل کا باعث بن جاتا ہے اور کبھی نہیں بنتا اور اگر اس کے جادو سے کسی کی موت واقع ہوئی ہو تو اس پر قصاص واجب نہیں ہو گا بلکہ دیت واجب ہو گی، جس کا ادا کرنا عاقلہ کے مال سے نہیں، بلکہ صرف جادوگر کے مال سے ہو گا اور جادو کے ذریعے قتل کا تصور گواہی سے نہیں ہو سکتا۔''

ابو بکر الرازی نے "الأحکام" میں یہ دعوی کیا ہے کہ امام شافعی جادوگر کے اعتراف پر قصاصاً قتل کرنے کے مسئلے میں متفرد ہیں۔ واللہ أعلم

امام نووی نے فرمایا:

''اگر جادو ایسا قول یا فعل ہو جو کفر کا تقاضا کرے تو جادوگر کو کافر قرار دیں گے اور جب فی الواقع توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور جب اس کا جادو کفر کا تقاضا نہ کرے تو اسے تعزیر کی جائے گی اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔''

جادو سات ہلاک کرنے والی چیزوں میں شامل ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور جادو کرنے سے۔''[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٣٢٢)

قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میسب سے پوچھا: کسی آدمی کو جادو ہو یا اپنی بیوی کے پاس جانے سے روک دیا گیا ہو تو کیا اسے بذریعہ منتر زائل یا دور کیا جاسکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ اس میں لوگوں کی اصلاح اور فائدہ ہے اور جس میں کسی کا فائدہ ہو وہ ممنوع نہیں ہوتا۔''

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''منتر مسحور سے جادو زائل کرنے کا نام ہے اور اس پر وہی قادر ہوتا ہے جو جادو کو جانتا ہو۔'' امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا؟ مسحور سے جادو زائل کرنا کیسا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ''اس میں کوئی حرج نہیں۔'' یہ قابلِ اعتماد موقف ہے۔ رہی وہ حدیث جس میں ہے کہ ''منتر شیطان کا عمل ہے۔'' اس کی اصل کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے ساتھ مقصود کیا ہے؟ اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ جس نے اس سے خیر کا قصد کیا تو اس کا عمل خیر ورنہ شر ہے۔ حسن سے منقول اثر اس کے ظاہر پر محمول نہ ہوگا، اس لیے کہ وہ بسا اوقات دموں، دعاؤں اور تعویذات کے ذریعے کھولا جاتا ہے، لیکن منتر کی دو قسمیں ہونے کا احتمال ہے۔

طب جادو کو بھی کہتے ہیں اور ''الأُخذة'' اس کلام کو کہتے ہیں جو جادوگر پڑھتے ہیں اور ''النُشرۃ'' یعنی منتر جو علاج کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے ایسے شخص کا علاج کیا جاتا ہے جس کے متعلق جادو یا مس الجن کا گمان ہو۔ اس کو نشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے مرض کی کیفیت مریض سے منکشف ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

''جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو وہ اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔''

علاوہ ازیں نشرہ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نظرِ بد کا اثر زائل کرنے کے لیے نظر لگانے والے کو غسل کرنے کا حکم ہے۔

عبدالرزاق نے شعبی کی سند سے روایت کیا ہے کہ ''عربی زبان میں منتر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ یہ ہے کہ درد والی جگہ پر ہاتھ رکھے، اسے دائیں بائیں ہر طرف پھیرے، اسے دبائے اور اس پر اس دوران دم بھی کرے۔ ابن بطال نے ذکر کیا ہے کہ وہب بن منبہ کی کتب میں ہے کہ وہ بیری کے سات سبز پتے لے، انھیں دو پتھروں کے درمیان پیسے، پھر انھیں پانی میں ڈالے اور اس پر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کرے، پھر اس سے تین چلو مریض کو پلائے اور باقی سے اسے غسل کروائے، ایسا کرنے سے اس کی تمام امراض دور ہو جائیں گی اور یہ ایسے شخص کے لیے بھی مفید ہے جسے صحبتِ ازواج سے بذریعہ جادو روک دیا گیا ہو۔

نشرہ کے جواز کی تصریح کرنے والوں میں المزنی صاحبِ شافعی اور جعفر طبری وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جعفر المستغفری کی کتاب ''الطب النبوي'' میں بھی نشرہ کا ایک طریقہ موجود ہے، اس میں انھوں نے فرمایا: میں نے ''تفسير قتيبة بن أحمد البخاري'' کے ایک جز میں نصوح بن واصل کے خط میں دیکھا کہ انھوں نے کہا: ''قتادہ نے سعید بن میسّب سے پوچھا: کسی آدمی پر جادو ہو یا اسے صحبتِ ازواج سے بذریعہ جادو روک دیا جائے، کیا اس کیفیت کا ازالہ بذریعہ منتر کیا جا سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ اس سے لوگوں کی اصلاح مقصود ہے اور ایسا کام جو کسی کے لیے سودمند ہو اس سے ممانعت نہیں ہوتی۔''

حماد بن شاکر نے پوچھا: ''اس کا حل اور منتر کیا ہے؟ مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ پھر انھوں نے خود ہی فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ ایسا آدمی جو صحبتِ ازواج پر قادر نہ ہو۔ اس مصیبت میں گرفتار شخص بانسوں کا ایک گٹھا لے اور دو دھارا کلہاڑا لے اور اسے اس گٹھے کے درمیان میں رکھے، پھر اس گٹھے میں آگ لگائی جائے، یہاں تک کہ جب کلہاڑا گرم ہو جائے تو اسے آگ سے نکال کر اس پر گرم ہونے کی حالت میں پیشاب کرے، ایسا کرنے سے باذن اللہ وہ صحت مند ہو جائے گا۔''

ایک نشرہ یہ ہے کہ موسم بہار میں حتی الامکان باغوں سے تیز خوشبو والے اور دیگر پھول جمع کرے، انھیں ایک صاف برتن میں ڈالے، پھر اس میں میٹھا صاف پانی ڈالے، پھر اسے ہلکا سا ابال دے، پھر تھوڑی دیر رکھ لینے کے بعد پانی اپنے اوپر ڈالے، ایسا کرنے سے بھی باذن اللہ شفا یاب ہو جائے گا۔''

حاشد کہتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں طریقے شام میں سیکھے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حاشد امام بخاری رحمہ اللہ سے صحیح بخاری کو روایت کرنے والوں سے ہے اور مستغفری اس بات سے غافل رہے کہ قتادہ کے اس اثر کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں معلق ذکر کیا ہے جسے طبری نے اپنی تفسیر میں موصول ذکر کیا ہے۔ اگر وہ اس پر مطلع ہوجاتے تو انھیں بغیر سند اسے قتیبہ بن احمد کی تفسیر کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

تکمیل:

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: خبیث ارواح کی وجہ سے پائے جانے والے جادو کا اثر زائل کرنے کے لیے سب سے قوی اور زیادہ فائدہ بخش الٰہی ادویات، یعنی ذکر و دعا اور قراءت ہے۔ پس دل جب اللہ تعالیٰ سے بھرپور اور اس کے

ذکر سے آباد ہو اور انسان ذکر و دعا کی طرف اور اس کی طرف متوجہ ہو تو جادو کے اثر کو زائل کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

انھوں نے مزید فرمایا کہ جادو کی تاثیر کا غلبہ دلوں میں ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عموماً عورتیں، بچے اور جاہل لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں، اس لیے کہ ناپاک ارواح ایسی روحوں پر تیزی سے اثر انداز ہوتی ہیں جو انھیں ان کی مرضی کا میدان فراہم کریں۔

رہی بات نبی کریم ﷺ کے عظیم المقام، صدقِ توجہ اور نیکی میں سرِفہرست ہونے کے باوجود آپ ﷺ پر جادو کا اثر ہونا تو یہ اس کے جواز کے بیان کے لیے ہے، ورنہ غالباً اس کا غلبہ کمزور دلوں پر ہی ہوتا ہے۔

جادو کے علاج کا نبوی طریقہ:

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''نبی کریم ﷺ پر ہونے والے جادو کا بعض لوگوں نے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ اس کا وقوع آپ ﷺ کی ذات پر عیب و نقص ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، جب کہ معاملہ ایسے نہیں جیسے انھوں نے گمان کیا ہے، بلکہ وہ آپ ﷺ کو لاحق ہونے والی دیگر جسمانی بیماریوں اور تکلیفوں کی جنس سے ہے اور یہ دیگر امراض کی طرح ایک مرض ہے اور اس کا آپ کی ذات پر اثر انداز ہونا اس زہر کے اثر ہونے کی طرح ہے جو آپ کو کھلایا تھا۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا:

''جادو امراض میں سے ایک مرض ہے اور بیماریوں کی طرح اس کے آپ ﷺ کی ذات کو لاحق ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ یہ آپ ﷺ کی

نبوت میں قادح ہے۔

رہا آپ ﷺ کو ایسے امور کے کرنے کا خیال جو فی الواقع آپ ﷺ نے کیے نہیں، آپ ﷺ کی سچائی پر اعتراض کے قابل نہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کے اس سے محفوظ و مامون ہونے پر اجماع و دلیل قائم ہے۔ بلاشبہ جادو کا آپ ﷺ پر واقع ہونا ان امورِ دنیا کے وقوع کی مانند ہے، جن کی وجہ سے نہ آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور نہ ان کی وجہ سے فضیلت دی گئی۔ امورِ دنیا کے لحوق میں آپ ﷺ دیگر انسانوں کی مانند ہیں۔ پس یہ بعید بات نہیں کہ آپ کو ایسی چیز کا خیال گزرے جو فی الواقع ہوئی نہ ہو، پھر آپ ﷺ سے وہ خیال دور کر لیا جائے۔

یہاں ہمارا مقصود نبی کریم ﷺ کا اس مرض کے علاج کا طریقہ ہے، جس میں آپ ﷺ سے دو طریقے مروی ہیں:

پہلا طریقہ:

جو زیادہ موثر ہے اور وہ جادو اور اس کے آلات کو نکالنا اور باطل کرنا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے اس کا سوال کیا تو آپ ﷺ کو بتا دیا گیا۔ جب آپ ﷺ نے اسے کنویں سے باہر نکالا، وہاں وہ کنگھی اور اس کے بالوں اور نر کھجور کے گھابے کے غلاف میں تھا۔ جب آپ ﷺ نے اسے نکالا تو آپ ﷺ سے اس کا اثر جاتا رہا اور آپ ﷺ ایسے ہو گئے جیسے رسیوں سے کھولے گئے ہیں۔ یہ مسحور کے علاج کا موثر ترین طریقۂ علاج ہے اور یہ سحر زدہ کے بدن سے خبیث مادے کے استخراج و استفراغ کی مانند ہے۔

دوسرا طریقہ:

بدن کے جس حصے پر جادو کی تاثیر ہے اس سے سحر زدہ مادے کا اخراج اس کی تاثیر ختم کرنے کا دوسرا طریقہ ہے۔ اس لیے کہ جادو کا طبیعت و مزاج میں گہرا اثر ہوتا ہے، اس لیے جب اس کا کسی عضو میں اثر ظاہر ہو تو اس عضو سے ردی مادے کا استخراج بہت مفید ہوتا ہے۔

ابو عبید نے "غریب الحدیث" نامی کتاب میں اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس وقت سر پر سینگی لگوائی جب آپ ﷺ پر جادو کیا گیا۔"[1]

کم علم والوں کو اس حدیث نے اشکال میں ڈال دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جادو اور حجامہ کا کیا جوڑ ہے؟ اس بیماری اور اس دوا میں کیا ربط ہے؟ اگر ایسے لوگوں کو یہ بات "بقراط" یا "ابن سینا" بتاتے تو یہ فوراً قبول کر لیتے، جب کہ اس کا ثبوت ایسی ہستی سے ملتا ہے جس کی معرفت اور فضیلت میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

پھر جان لو کہ نبی کریم ﷺ پر ہونے والے جادو کا مادہ آپ کے سر مبارک کی ایک قوت پر اثر انداز ہوا تھا جس سے آپ کو نہ کیے جانے والے کام کے ہونے کا خیال ہونے لگا تھا، اس کی وجہ جادوگر کا طبیعت اور مادۂ خون میں ایسا تصرف تھا جس سے آپ ﷺ کا مزاج اپنی اصل طبیعت سے متغیر ہو گیا تھا اور جادو جو ناپاک ارواح کی تاثیرات اور طبعی قوتوں کے انفعال کا نام ہے اور یہ جادو کی سخت ترین قسم ہے اور بالخصوص جادو کی سختی اس جگہ ہوتی ہے جہاں اس کی پہنچ ہو، اس لیے اس کے مضر اثرات کو دفع کرنے کے لیے حجامہ کا استعمال نہایت مفید ہوتا ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال صحیح طریقے پر ہو۔

[1] یہ حدیث ضعیف ہے۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ تابعی ہیں اور ثقہ ہیں، لیکن ان کی یہ حدیث مرسل ہے۔

بقراط نے کہا:

”وہ مادے جن کا استخراج مناسب ہو انھیں ان جگہوں سے نکالا جائے جہاں ان کا میلان زیادہ ہو۔“

لوگوں کی ایک جماعت نے کہا کہ ”رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بیماری لاحق ہوئی اور آپ ﷺ کو ناکردہ کام کا بھی خیال ہونے لگا تو آپ ﷺ نے گمان کیا کہ یہ اس خونی مادے کا اثر ہے جو دماغ کی طرف مائل ہوا ہے اور اس کے سامنے والے حصے پر غالب آ گیا ہے جس نے آپ ﷺ کے مزاج کو طبعی حالت سے متغیر کر دیا۔ ایسی کیفیت میں سینگی کا استعمال موثر دوا اور سود مند علاج ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے سینگی لگوائی اور یہ معاملہ آپ کی طرف اس وحی کی آمد سے پہلے کا ہے، جس میں آپ ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ یہ جادو ہے، پھر جب آپ کو بذریعہ وحی اس کے جادو ہونے کا بتایا گیا تو آپ ﷺ اس کے حقیقی علاج (جادو کے استخراج و ابطال) کی طرف لوٹے، اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کی جگہ سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے اسے نکالا تو ایسے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے رسیوں سے کھولے گئے۔ اس جادو کا زیادہ سے زیادہ اثر آپ ﷺ کے جسم اور ظاہری اعضا پر تھا آپ کی عقل اور دل پر اس کا قطعاً کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی وجہ سے آپ کے عورتوں کے پاس آنے کے خیال کی صحت کا عقیدہ نہیں رکھا جائے گا، بلکہ اسے حقیقت سے دور خیال سمجھا جائے گا اور ایسا معاملہ بسا اوقات بعض امراض میں واقع ہو جایا کرتا ہے۔ واللہ أعلم

فصل:

جادو کے علاج میں سب سے سود مند اذکار ہیں، بلکہ یہ ذاتی طور پر

نفع بخش ادویات ہیں، اس لیے کہ جادو ناپاک و رذیل ارواح کی تاثیروں سے ہوتا ہے اور ان کی تاثیر کا ازالہ اذکار و آیات اور ان ادعیہ کے ذریعے ہوسکتا ہے، جن کی تاثیر کا انکار نہیں ہوسکتا اور یہ علاج جس قدر مضبوط اور سخت ہو دم بھی اسی قدر زیادہ موثر ہوگا۔ اسے دو لشکروں کی جنگ سمجھیں، ہر ایک اسلحے سے لیس اور مکمل تیاری میں ہو، ان میں سے جو دوسرے پر غالب آ گیا، اس کی جیت ہوگی اور اس کا حکم چلے گا۔ پس دل بھی جب اللہ پر ایمان سے بھرپور اور اس کے ذکر سے آباد ہو اور وہ شخص صدقِ دل سے ادعیہ و اذکار اور تعوذات کا پابند ہو تو یہ امر جادو کے اثر کو روکنے کا سب سے بڑا سبب ہے اور جادو کے بعد اسے زائل کرنے کا عظیم ترین علاج ہے۔

جادوگروں کا جادو بھی ان کے نزدیک کمزور دلوں اور ہلکے کاموں سے متعلقہ نفوس پر زیادہ موثر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عموماً اس کا شکار عورتیں، بچے، جاہل اور دیہاتی لوگ ہوتے ہیں اور ایسے لوگ، جن کا توحید، توکل اور دین میں کم حصہ ہو اور جو اورادِ الٰہیہ، دعاؤں اور تعوذاتِ نبوی میں سے حصہ پانے سے قاصر ہوں، جادو کا شکار بن جاتے ہیں۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ جادو کی تاثیر ایسے کمزور دلوں پر ہوتی ہے جو گھٹیا کاموں کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ مسحور بذاتِ خود اپنی ذات کے خلاف اعانت فراہم کرتا ہے۔ جب ہم کسی کے دل کو ایسے امور کی طرف مائل پاتے ہیں تو اس کے میلان والتفات سے فائدہ اٹھا کر اس پر تسلط پا لیتے ہیں اور ناپاک ارواح ان ارواح پر مسلط ہوتی ہیں جو انھیں فوراً قبول کر لیں، کیوں کہ ایسی ارواح قوتِ الٰہی سے فارغ ہوتی ہیں اور دشمن کے دفاع سے محروم ہوتی

ہیں اور جب ناپاک ارواح ان کو غیر مسلح پاتی ہیں تو ان پر مسلح ہو جاتی ہیں اور جادو وغیرہ کی تاثیر کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔ واللہ أعلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) ''یہ شیطانی عمل ہے۔''[1]

امام احمد رحمہ اللہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی تمام چیزوں کو ناپسند کرتے تھے۔''

صحیح بخاری میں قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا: کوئی شخص جادو زدہ ہو یا اسے صحبتِ ازواج سے روک دیا جائے تو کیا نشرہ (یعنی منتر) کے ذریعے اسے زائل کیا جا سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''اس میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ ایسا کرنے والوں کا مقصد اصلاح ہے اور جس امر سے نفع مقصود ہو وہ ممنوع نہیں ہوتی۔''

امام حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ''جادو کو صرف جادوگر ہی توڑ سکتا ہے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''نشرہ، یعنی مسحور سے جادو زائل کرنے کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اسے اس کی مثل جادو کے ساتھ زائل کرنا، یہ شیطانی عمل ہے اور حسن کا قول اسی پر محمول ہوگا، اس صورت میں ناشر و منتشر شیطان کا قرب چاہتے ہیں اور ایسا کرنے سے مسحور سے جادو کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم: مباح ادویات و دعوات، تعوذات اور دم کے ذریعے جادو کا توڑ کرنا

[1] سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في النشرة.

ہے، یہ جائز ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کی بات سے دو مسئلے ثابت ہوئے:

1 نشرہ کی ممانعت۔

2 ممنوع اور جائز نشرہ میں فرق۔

الشیخ عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

نشرہ کی تعریف:

نشرہ، کا لغوی معنی تفریق ڈالنا ہے اور اصطلاح میں مسحور سے جادو زائل کرنے کو نشرہ کہتے ہیں، کیوں کہ نشرہ کرنے والا مسحور سے جادو کو جدا کرتا، زائل کرتا اور اٹھا دیتا ہے۔ رہا اس کا حکم تو اس حوالے سے عرض یہ ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسحور سے جادو زائل کرنا علاج و دعا کے باب سے متعلق ہے اور اس میں اس شخص کے لیے بڑا اجر ہے جو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا متلاشی ہو، لیکن یہ اس کی مباح قسم میں ہی ممکن ہے، اس لیے کہ مسحور کے بدن، عقل، نفس اور سینے کی تنگی میں جادو اثر انداز ہوتا ہے اور اسے مباح طریقے سے زائل کرنا اس پر بہت بڑے احسان کے مترادف ہے۔

جادو کبھی نفسیاتی امراض کی صورت میں ہوتا ہے۔ مسحور بھی لوگوں سے متنفر ہوتا ہے جیسے لوگ اس سے متنفر ہوتے ہیں اور کبھی یہ عقلی امراض کی صورت میں ہوتا ہے۔ بہرحال اس کی تاثیر بدن یا عقل پر ضرور ہوتی ہے۔

"النشرۃ" میں "ال" عہد ذہنی کا ہے، یعنی وہ معروف کام جسے اہلِ جاہلیت استعمال میں لاتے تھے جو جادو کے حل کا ایک طریقہ تھا۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: شیاطین کی مدد سے جادو کا توڑ، پھر اگر اس مقصد تک پہنچنا شرک کے بغیر نہ ہو تو یہ شرک ہے اور اگر اس مقصد کا حصول شرک کے سوا کسی اور

معصیت کے ذریعے ہو تو اس کا حکم معصیت والا حکم ہے۔

دوسری قسم: ادویات اور دموں کے ذریعے جادو کا توڑ کرنا اس کے مباح ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

جادو کے توڑ کے لیے بعض لوگ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ مسحور کے سر پر پانی سے بھرا ہوا ایک تھال رکھتے ہیں، پھر اس میں تھوڑا سا سیسہ ڈالتے ہیں، ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ اس سیسے میں جادوگر کا چہرہ ظاہر ہو گا اور جادو کرنے والے کا علم ہو جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ سے نشرہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: ''بعض لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے۔'' پھر ان سے پوچھا گیا کہ یہ جو تھال میں پانی رکھتے ہیں جادوگر اس میں غوطہ زن ہوتا ہے اور اس کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: ''پتا نہیں یہ کیا ہے؟ میں نہیں جانتا یہ کیا ہے؟'' گویا انھوں نے اس معاملے میں توقف کیا اور اس میں غور کرنے کو مکروہ جانا۔

"من عمل الشیطان" یعنی وہ عمل ہے جس کا شیطان حکم دیتا اور الہام کرتا ہے، اس لیے کہ شیطان بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اپنے دوستوں کو برائی کا الہام کرتا ہے۔ پس اس کے حرام، بلکہ اس سے بھی سخت ہونے کے لیے یہی کافی ہے، کیوں کہ اس کی نسبت شیطان کی طرف ہونا انتہائی قبیح ہونے کی دلیل ہے اور تحریم کی نصوص کی دلالت لفظِ تحریم یا جواز کی نفی میں ہی منحصر نہیں ہوتی، بلکہ اس فعل پر مرتب ہونے والی سزائیں بھی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

رہی بات نشرہ کی تمام انواع کے مکروہ ہونے کی تو اس سے مراد یہی شیطانی عمل ہے، البتہ قرآنی آیات اور مشروع تعوذات کے ذریعے نشرہ (دم)

کرنا جائز ہے، کسی نے اسے مکروہ نہیں کہا۔ پہلے یہ گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرآنی اور غیر قرآنی تعویذات لٹکانے کو مکروہ جانتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ان تمام کو مکروہ جاننے سے مراد وہ نشرہ ہے جو شیطان کا عمل ہو اور جادو کے ذریعے جادو کا توڑ اور تعویذات کے ذریعے کیے جانے والے منتر ہیں۔

کراہت سے مراد عموماً متقدمین کے نزدیک تحریم ہوتی ہے، جسے بغیر قرینے کے حرمت سے خارج نہیں کیا جا سکتا اور متاخرین کے نزدیک کراہت افضل کے خلاف کو کہتے ہیں۔ پس کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ مکروہ متقدمین کے نزدیک اور ان کی اصطلاح میں متاخرین کے کلام کی مثل ہے، بلکہ وہ مختلف ہے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ [بني إسرائيل: ٢٣]

”اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔“

پھر آگے چل کر متعدد حرام کاموں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٨]

”یہ سارے (مذکورہ) کام، ان کی برائی آپ کے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔“

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کراہت سے مراد یہاں حرمت ہے۔

صحیح بخاری میں قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن مسیّب سے پوچھا:

کسی آدمی کو جادو ہو گیا ہو یا اسے صحبتِ ازواج سے روک دیا جائے تو اس کی یہ کیفیت زائل کرنے کے لیے نشرہ (دم) کرنا کیسا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ''اس میں کوئی حرج نہیں، اس سے مقصود اصلاح ہوتی ہے اور جس امر میں فائدہ ہو اس سے منع نہیں کیا جاتا۔''[1]

مذکورہ روایت میں جادو کو طب سے تعبیر کرنا تفاءل کے باب سے ہے، جیسے لدیغ (یعنی ڈسے ہوئے) کو سلیم سے تعبیر کرتے ہیں اور کسیر (ٹوٹے ہوئے کو) جبیر (تندرست) سے تعبیر کرتے ہیں۔

صحبتِ ازواج سے روک دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو جسمانی طور پر صحیح سلامت ہونے کے باوجود بذریعہ جادو بیوی سے صحبت کرنے سے روک دیا گیا ہو، یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے۔

عجب بات یہ ہے کہ یہ معاملہ دن بدن لوگوں میں مشہور ہو رہا ہے۔ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اس پر ایسا جادو کر دیا جاتا ہے جس سے وہ اپنی بیوی سے جماع کی طاقت نہیں رکھتا، حالاں کہ جسمانی طور پر وہ بالکل تندرست ہوتا ہے۔ بعض نے تو مزید مبالغہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کے موقع پر انگلیوں کے درمیان تشبیک دے دے تو وہ بیوی سے جماع کے معاملے میں محبوس ہو جاتا ہے، جب کہ یہ بات بے اصل معلوم ہوتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں جو زوجہ سے محبوس ہوں اور علاج کے متلاشی ہوں۔

اس کے حل میں بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ ایسا آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے پھر رجوع کرے تو اس سے جادو زائل ہو جائے گا، لیکن مجھے معلوم

[1] صحيح البخاري، كتاب الطب، باب هل يستخرج السحر

نہیں کہ یہ موقف صحیح ہے کہ نہیں؟ جب صحیح ہو تو طلاق دینا جائز ہے، کیوں کہ وہ باقی رکھنے کے لیے طلاق ہے، ایسا کرنے سے جادو کا اثر زائل ہو جائے گا، لیکن ہم اس حوالے سے کوئی فتوی نہیں دیتے، بلکہ اتنا کہتے ہیں کہ ہم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

مذکورہ روایت کے لفظ "أو یؤخذ" میں "أو" راوی کے شک کا احتمال بھی رکھتا ہے، یعنی قتادہ نے "به طب" یا "یؤخذ عن إمراته" کہا ہے۔ یہاں "أو" کے تنویع کے لیے ہونے کا بھی احتمال ہے، یعنی قتادہ نے ابن مسیّب سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کیا: ایک مسحور کے متعلق اور دوسرا ایسے آدمی کے متعلق جو اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو۔

ان الفاظ "أیحل عنه أو ینشر" میں "أو" کے شک کے لیے ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ "حل" "نشرہ" ہی ہے۔ ابن میسّب نے "لا بأس به إنما یریدون به الإصلاح" کہہ کر گویا جادو کی دو قسمیں بنائیں: "ضار" اور "نافع"

پس "ضار" حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا۔''

اور "نافع" میں کوئی حرج نہیں۔ ابن میسّب سے مروی روایت کا یہی ظاہری مفہوم ہے اور اسی کو ہمارے فقہا نے قبول کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ''ضرورت کی بنا پر جادو کا توڑ جادو کے ذریعے جائز ہے اور بعض اہلِ علم کا کہنا

ہے کہ جادو کا توڑ جادو کے ذریعے جائز نہیں۔“

انھوں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے موقف کو ایسے دم پر محمول کیا ہے جس کے جادو ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو سکے، لیکن جب معلوم ہو جائے کہ یہ جادو ہے تو حلال نہیں۔ واللہ أعلم

بہرحال سعید بن مسیّب ہوں یا ان سے برتر کوئی ایسی شخصیت، اس کا قول دین میں حجت نہیں، اس کے کسی امر کو جائز قرار دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ امر اللہ تعالیٰ کے حکم میں بھی جائز ہو، یہاں تک کہ اسے کتاب و سنت پر پیش کیا جائے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ شیطان کے عمل سے ہے۔“

حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جادو کو جادوگر کے سوا کوئی نہیں کھولتا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: نشرہ کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جادو کو جادو کے ذریعے کھولنا اور یہ شیطانی عمل ہے۔ اسی پر حسن کا قول محمول ہوگا۔ اس حدیث میں ناشر اور منتشر (منتر کرنے اور کروانے والا) شیطان کے کسی پسندیدہ عمل کے ذریعے اس کا تقرب پاتے ہیں، جس سے مسحور سے اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم: مباح ادویات، ادعیہ، تعوذات اور دموں کے ذریعے جادو کو زائل کرنا ہے اور یہ جائز ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ ”لا يحل السحر إلا ساحر“ اگر صحیح ہو تو اس سے مراد جادو کے توڑ کا وہ مشہور طریقہ ہے، جو جادوگروں ہی سے کروایا جاتا ہے۔

رہا امام ابن قیم ؒ کا مذکورہ کلام تو یہ عمدہ کلام ہے جس پر اضافے کی گنجایش نہیں، مندرجہ ذیل مسائل مستفاد ہوتے ہیں:

پہلی بات: نشرہ کی ممانعت۔

دوسری بات: ممنوع اور غیر ممنوع نشرہ کے درمیان فرق۔

نشرہ کی ممانعت کا ماخذ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) ''یہ شیطانی عمل ہے۔''

اس میں اگرچہ نہی کا صیغہ موجود نہیں، لیکن نہی پر اس کی دلالت ضرور ہے، اس لیے کہ نہی کا اثبات اس کے صیغوں ہی میں منحصر نہیں ہوتا، بلکہ اس کے مرتکب کی مذمت اور اس کو قبیح قرار دینا وغیرہ بھی نہی پر دلالت کرتا ہے۔

رہا ممنوع اور غیر ممنوع نشرہ کے درمیان فرق جسے امام ابن قیم ؒ کے کلام سے اخذ کیا گیا ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے:

ایک اشکال اور اس کا جواب:

فقہا کے اس قول ''جادو کا توڑ جادو کے ذریعے جائز ہے۔'' اور اس قول ''جادوگر کو قتل کرنا واجب ہے۔'' کے درمیان کیا تطبیق ہوگی؟

اس کی تطبیق یوں ہوگی کہ ایسا جادوگر جو اپنے جادو کے ذریعے نقصان پہنچانے کا کام کرے اسے قتل کیا جائے گا۔ فائدہ پہنچانے والے کو قتل نہیں کیا جائے گا یا ان کی مراد جادو کو جادو کے ذریعے زائل کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے اور جادوگروں کو باقی رکھنا، دوسری نظر کا محتاج ہوگا۔ واللہ أعلم

الشیخ الفوزان ﷾ نے ''إعانة المستفید'' میں فرمایا: ''باب ماجاء في النشرة''، یعنی وہ احادیث و آثار جو اس کے شرعی حکم پر دلالت کرتے ہیں۔

یہ انتہائی مناسب اقدام ہے، کیوں کہ لوگ اس کی معرفت کے محتاج ہیں اور جادو بھی معاشرے میں موجود ہے، متعدد لوگ سحر زدہ ہیں اور جادو کی وجہ سے مختلف آزمائشوں کا شکار ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے نزول کے ساتھ ساتھ اس کی شفا بھی نازل فرمائی ہے جسے جاننے والے نے جان لیا اور جاہل اس سے انجان رہا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم جادو کی ایسی صحیح دوا کو جان لیں جو ہمارے عقیدے کو خراب نہ کرے اور ہم خلافِ عقیدہ ادویات سے اجتناب کریں۔ علاوہ ازیں معاشرے میں ایسے متعدد جادوگر موجود ہیں جن کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم جادو کا علاج کرتے ہیں۔ اس گھمبیر صورتِ حال میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی پہچان کریں اور لوگوں کو اس کے حکم سے آگاہ کریں۔

"النشرة" فُعلة کے وزن پر "النشرہ" سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی جدا کرنا ہے اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق نشرہ "مسحور سے جادو زائل کرنے کو کہتے ہیں۔" اور یہ علاج کی ایک قسم ہے اور اس کی وجہ تسمیہ مریض کو لاحق مرض کو اس کے ذریعے زائل کرنا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ "سئل رسول اللہ عن النشرة" میں "النشرة" پر الف لام عہد خارجی کا ہے، یعنی جاہلیت میں کیا جانے والا منتر اور وہی شیطانی عمل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے شیطانی عمل قرار دینا اس کے جادو ہونے کی وجہ سے ہے اور جادو شیطانی اعمال میں سے ہے جس کی تصریح گزشتہ ابواب میں گزر چکی ہے۔

مذکورہ روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور امام ابوداود نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے نشرہ کے متعلق سوال ہوا کہ اس کا حکم کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسی تمام چیزوں کو مکروہ جانتے تھے۔'' یعنی امام احمد رحمہ اللہ اسے حرام کہتے ہیں، اس لیے کہ اسلاف کراہت سے حرمت ہی مراد لیتے تھے اور اس سے مراد وہ نشرہ ہے جو جاہلیت میں کیا جاتا تھا۔

جادو کا توڑ جادو کے ذریعے ممنوع وحرام ہے اور اس کی حرمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ناشر، یعنی منتر کرنے والا اور منتشر یعنی منتر کروانے والا شیطان کے بعض پسندیدہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، اس کے سامنے جھکتے اور اس کی مراد کفر وشرک کی صورت میں پوری کرتے ہیں اور دیگر حرام کاموں میں مشغول ہوتے ہیں جن کے بدلے میں شیطان مسحور سے اپنے عمل کو باطل کر دیتا ہے، کیوں کہ جادو بھی شیطان کا عمل ہے، لہٰذا جادو کا جادو کے ذریعے توڑ عقیدے اور دین کے لیے بہت بڑی خرابی ہے جس سے اجتناب بہرصورت لازم ہے۔

جب کوئی شخص سحر زدہ ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی جادوگر کے پاس جائے، کیوں کہ جادوگر کی قربت شیطان کی قربت کے مترادف ہے، ایسا کرنے سے اگر فی الوقت اس سے جادو کا اثر زائل ہو بھی گیا تو کیا حاصل؟ عقیدے اور دین کی خرابی دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے۔

البتہ جادو کا توڑ جادو کے بغیر ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے۔ مباح ادویات، ادعیہ واذکار، تعوذات اور دم جادو کا موثر ترین علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل کی ہے تو اس کی شفا بھی نازل کی ہے، اسے جاننے والے نے جان لیا اور جاہل اس سے انجان رہا اور جادو بھی ایک بیماری ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی شفا بھی نازل کی ہوئی ہے۔

جائز دموں کی درج ذیل متعدد انواع ہیں:

پہلی نوع: جادو کا توڑ دم کے ساتھ: اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسحور پر کتاب اللہ کی تلاوت کر کے دم کیا جائے۔ اس پر سورت فاتحہ پڑھ کر دم کریں جو سب سے بڑا دم ہے۔ اسی طرح جادو اور اس کے ابطال کے متعلقہ آیات کی تلاوت کریں، مثلاً: سورۃ الاعراف سے:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾ [الأعراف: ۱۱۷،۱۲۲]

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل و خوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے اور جادوگر (بے اختیار) سجدے میں گر پڑے، انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے، موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔"

اور سورت یونس سے:

﴿قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یونس: ۸۱،۸۲]

''پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔''

اور سورت طٰہٰ سے:

﴿وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی ۝ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی﴾ [طٰہٰ: ۶۹، ۷۰]

''اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے، اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا چنانچہ جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔''

دم کرنے والا صدقِ دل سے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے سورت الاعراف، سورت یونس اور سورت طٰہٰ کی مذکورہ آیات تلاوت کر کے مسحور پر دم کرے، اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھے اور عقیدہ یہ ہو کہ اس مریض کو شفا صرف اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔

پھر دم کروانے والے پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اس عقیدے کا حامل ہو۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے اس سے شفا کی امید رکھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں شفا ہے۔

جب دم کرنے اور کروانے والا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر بھروسا رکھے تو بلا ریب و شک اچھا نتیجہ حاصل ہوگا۔ یہ یاد رہے کہ عقیدے کی خرابی یا غفلت سے اس عمل کا نتیجہ بھی مختلف ہوگا۔

دوسری نوع: جادو کا توڑ تعوذات یعنی ان دعاؤں کے ذریعے کرنا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں جن میں سے بعض کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

1. ((أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))
2. ((أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ))
3. ((أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، إِلَّا طَارِقٌ يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ))
4. ((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ))
5. ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ! وَاشْفِهِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))
6. ((رَبُّنَا الَّذِي فِي السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ، اِجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اِغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَّحْمَتِكَ وَ شِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْمَرِيضِ فَيَبْرَأُ بِإِذْنِ اللّٰهِ))

یہ مذکورہ تعوذات ہیں جن کے ذریعے مسحور کو دم کرنا نہایت مفید ہے۔

تیسری نوع: مباح ادویات کے ذریعے علاج کرنا، متعدد ایسی ادویات موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ جادو کا اثر زائل کر دیتا ہے۔ صحیح العقیدہ، تجربہ کار اور ماہر لوگ ان کی پہچان رکھتے ہیں جن کا استعمال باذن اللہ جادو کے ازالے میں مفید ہوتا ہے اور جب ادویات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعوذ اور قرآنی آیات کی تلاوت کے ساتھ دم کیا جائے تو مزید فائدہ ہو گا، لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق حسنِ ظن ہونا اور شفا کے منجانب اللہ ہونے کا عقیدہ ہونا شرط ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ نشرہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کے کلام کے مطابق دو قسموں پر ہے، بعض حرام ہیں اور وہ وہ نشرہ ہے جو اہلِ جاہلیت کرتے تھے اور جسے جادوگر کرتے ہیں۔

اور بعض نشرہ مباح ہیں اور یہی مشروع نشرہ ہیں، لیکن ان میں شرط یہ ہے کہ اس کا اہتمام کرنے والا اپنے علم اور دین میں پختہ ہو۔ دنیاوی علوم میں ماہر یا ایسے شعبدہ باز لوگ نہ ہوں جو لوگوں کے عقائد خراب کرتے اور انھیں جھوٹ اور دھوکا دہی سے مرعوب کرتے ہیں۔

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی ؒ کی کتب سے ماخوذ،
صحیح احادیث کی روشنی میں کبار علمائے امت کی تشریحات کے ساتھ

صحیح مسنون دعائیں

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

لاہور، الریاض